فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

تربیۃ العشّاق

حصّہ اوّل

ملفوظات جامع شریعت وطریقت واقفِ رموزِ معرفت وحقیقت

قطب الاقطاب الحاج شاہ سیّد محمد ذوقی قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز

مُرتّبہ

کیپٹن واحد بخش سیال بی۔اے

محفلِ ذوقیہ کراچی

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

130561

ناشر:- "محفل ذوقیہ" ڈون ہاؤس۔ بلی روڈ۔ کراچی ۵

مطبوعہ:- ضیا برقی پریس۔ فریر روڈ — کراچی

سنہ ۱۳۷۷ھ سنہ ۱۹۵۸ء

قیمت

Marfat.com

مطبوعاتِ محفلِ ذوقیہ

تصانیف حضرت مولانا الحاج سیّد محمد ذوقی شاہ صاحب رح

سِرِّ دلبراں — صفحات ۲۴ ۵ مجلد (اصطلاحات تصوف پر بسیط ذخیرۂ معلومات قیمت ۰-۸-۷

مضامین ذوقی — صفحات ۶۵۰ — ۰-۰-۵

مضامین ذوقی — (انگریزی) — ۰-۸-۲

بادۂ وساغر — روحانی ناول صفحات ۲۶۲ — ۰-۴-۲

صوفی ازم — (انگریزی) — ۰-۸-۰

حج ذوقی — حضرت رح کا سفرنامۂ حج معہ ارکان۔ حج کی روحانی حقیقت اور شرعی مسائل کے علاوہ دیگر ضروری معلومات (الکیمٹن واحد بخش سیال بی۔اے) ۰-۱۲-۰

ملنے کا پتہ

محفلِ ذوقیہ

ڈون ہاوس۔ رِلی روڈ۔ کراچی نمبر ۴

Marfat.com

فہرست مضامین تربیت العشاق

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مقدمہ	۱	ترجمہ	۴۷	امام وقت کی خصوصیات	۵۹
حمد وثنا	״	اللہ کی ہستی کا ادراک اپنی ہستی سے	״	اولیاء کرام کی تعلیم وصال کے بعد بھی	
حقیقت انسان	۱۱	آغاز سفر کن ایام میں ممنوع ہے	۴۸	جاری رہتی ہے بلکہ زیادہ مؤثر ہے	״
مقصد حیات	۱۳	بھول کی شان دکھانے کے لئے		مسلمان کی کامیابی کا گر	۶۰
سلوک الی اللہ	۱۵	کانٹوں کا وجود لازمی ہے	״	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا	
ایک اعتراض کا جواب	۲۰	قرآن و حدیث میں مذکورہ وظائف و		تین میل تک رعب	״
منصب شیخ	״	معمولات کے بارہ میں اجازت کی ضرورت نہیں	״	ولایت نبوت سے افضل ہے	۶۱
ملفوظات کی اہمیت	۲۸	مادر زاد ولی	״	عبدیت	۶۲
دور حاضر میں حضرت اقدسؒ کے ملفوظات کی اہمیت	۳۰	صاحب دلوں کی صحبت عبادات سے زیادہ	۴۹	سونا افضل ہے یا جاگنا	۶۳
دنیوی معاملات میں مستعدی	״	لطیف مزاج ہے		گناہ سے ولی کے عرفان میں اضافہ	
توکل علی اللہ	۳۱	برکات مصائب	۵۰	اور محبت میں کمی	
گناہگاروں پر شفقت	۳۲	حضرت حاجی امداد اللہ صاحب	۵۱	جمادات اور نباتات میں بھی حیات ہے	۶۵
کمال عرفان اور شان نقائیت	״	مہاجر مکی کا انکسار	״	جلال میں بھی جمال ہے	״
عشق الٰہی	۳۴	بمبئی کے سیٹھ کی نذر	۵۱	پہلے زمانہ کی نسبت آجکل بزرگ	
وسعت نظر	״	ایک محترمہ کو آخری دعوت	۵۲	زیادہ ہیں	۶۶
کشف و کرامات سے اجتناب	۳۵	ضرورت شیخ	۵۳	کنجوسی کی نسبت فضول خرچی کے متعلق	
جذبۂ جہاد	۳۷	سلوک مقصودی اور سلوک تعدی	״	زیادہ سخت وعید ہے	״
پاکستان بنانے میں آپ کا ہاتھ	״	تبرکات میں شفاء	۵۴	حضرت اقدسؒ کو حضرت حاجی صاحبؒ	
ادبی ذوق	۳۹	وساوس کی وجہ سے شرم محسوس کرنا	۵۵	اور مولانا گنگوہیؒ سے خلافت	״
تصانیف	۴۰	علو مستغنیان ہے		حقیقی پاکستان کب بنے گا	۶۷
ترتیب ملفوظات	״	حقیقت انسان حقیقت		وحدت الوجود	۶۸
آداب ملفوظات	۴۲	کعبہ سے افضل ہے	״	حقیقت عرس	۶۹
ملفوظات جمع کردہ حضرت شاہ شہید اللہ	۴۵	حقیقت عبد حقیقت قرآن سے		قبض اور کیفیات کے تبدل و تغیر میں حکمت	۷۰
صاحب لینارڈؒ		افضل ہے	״	سلوک اور شادی	۷۱
مقصد براری کے نئے سلسلے کا اکسیر عمل	״	مجاہدات میں برکت	۵۶	ساری کائنات ایک ناچ ہے	״
آداب محفل سماع	۴۷	اولیاء کے پاس دنیا کا ہونا کیسا ہے؟	۵۷	کائنات کیا ہے اپنے آپ کو دیکھنا	۷۲
اولیائے کرام اور رجوگیوں کی کرامت میں فرق	״	محمد علی جناح کو غیبی امداد	۵۸	نفس کل	״

Marfat.com

حقیقتِ معراج	۷۳	تجلیات میں تکرار نہیں	۸۸	حسن و جمال کا فرق	۱۲۳
عبدیت	۷۴	قرآن مجید با آواز بلند پڑھنے میں احتیاط	۸۹	شجرِ موسیٰؑ	۱۲۴
یافت اور نایافت	۷۵	قرآن پڑھنے کا طریقہ	؍؍	مسئلۂ خیر و شر	•
قبض و بسط	؍؍	انتہائے تشکر	۹۱	ضرورتِ شیخ	۱۲۵
مصروفیت میں توجہ الی اللہ کا طریقہ	۷۶	اپنی مشغولیت کا امتحان	۹۲	عشق و سرفروشی	•
مسٹر پرائس کا اعتقاد	؍؍	عذرِ ترکِ جماعت	۹۳	تعویذ و دریوزہ	۱۲۶
ملفوظات جمع کردہ		ملفوظات پڑھنے کے آداب	۹۵	مولانا کریم رضا صاحبؒ	۱۲۷
	۷۹	عشق کا امتحان	۹۶	مولانا کریم رضا صاحبؒ	۱۲۸
جناب کیپٹن واحد بخش صاحب سیال		عروج و نزول	۹۷	طوائف کے حضور میں	
(بی-اے)		توکل	؍؍	اخفاءِ اولیاءِ کرام	۱۲۹
حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کو	۷۹	کوشش اور توکل	؍؍	فقرا امارت کے پردہ میں	۱۳۰
ہندی زبان کیوں محبوب تھی		خوفِ موت کا علاج	۹۸	ذکر بہ وقت اکل و شرب	۱۳۲
سماع	؍؍	شکوۂ اقبال کی حقیقت	۹۹	مہم سر کرنے کا عمل	؍؍
شانِ محبوبیت کا ثبوت	۸۰	سدا سہاگی	؍؍	نیک و بد میں فرق	؍؍
اولیاء اللہ کی کسی حرکت پر اعتراض نہ کرے	؍؍	اولیائے کرام کی خدمت میں بلاوضو جانا		خدمتِ خلق عبادت ہے	؍؍
معیارِ عشق	۸۲	بے ادبی ہے	۱۰۲	عشاق کے لئے حساب و کتاب نہیں	؍؍
شیطان کا وجود	؍؍	اسمِ اعظم	؍؍	مصائب کے برکات	۱۳۳
رحمتِ ایزدی کی شان	۸۳	اپنے ایمان کا امتحان	؍؍	مصیبت میں شکر کرنا	۱۳۵
دعائے کفر	؍؍	طریقۂ ذکر	۱۱۰	سالک کا حقیقی نصب العین	۱۳۸
نمازِ جمعہ خواجہ غریب نوازؒ کی امامت میں	؍؍	برکتِ ذکر	۱۱۱	کم خوردن یا بسیار خوردن	؍؍
قوتِ ایمان	؍؍	حقیقتِ وتر	۱۱۳	حیرتِ محمودہ و حیرتِ مذمومہ	۱۳۹
قندیل کا واقعہ	۸۴	وحدت اور کثرت	؍؍	حبیب اللہ کو کر دو	۱۴۰
جہاز کے کپتان کا مسلمان ہونا	۸۵	گوشت کھانے کے فوائد	۱۱۴	سورۂ فاتحہ کے اثرات پر	
عرس کے دھکوں میں برکت	۸۶	خیال کی قوت	؍؍	امریکن ڈاکٹروں کی حیرت	۱۴۱
خواجہ غریب نوازؒ کی عطا کا نرالا طریقہ	؍؍	جنات کا تحفہ	۱۱۶	برکاتِ بلا	؍؍
حق تعالیٰ کا اصلی نام کیا ہے؟	؍؍	موت کی محبت	۱۱۷	آزمائشِ عشق	؍؍
توحید	؍؍	کافر شاہ صاحبؒ	۱۱۸	[illegible] بڑی غلطی ہے	۱۴۴
ذکر اللہ کس طرح ہر وقت قائم رہ سکتا ہے	۸۷	بہترین ساز	۱۱۹	[illegible] گلشن راز	۱۵۳
مظہر کا کمال مظہر کی بدصورتی میں ہے	۸۸	ریتی شاہ صاحبؒ	۱۲۰	ترجمہ قرآن بغیر متن	۱۵۴
انبیاء علیہم السلام معصوم		مجذوب کی حقیقت	۱۲۲	اولیاء اللہ کی خدمت میں	
اور اولیاء محفوظ	؍؍	عرب کا حسن	۱۲۳	حاضری کے آداب	؍؍

Marfat.com

مضمون	صفحہ
نغیریٔ انسان مشیخت مشکل	۱۵۵
موسیقی کا اثر	۱۵۶
اسمِ رحیم کی تعریف	۱۵۷
خدمتِ خلق	"
حفظِ مراتب	۱۵۸
علمِ غیب	"
سماع	۱۵۹
سماع کسی سلسلہ میں ممنوع نہیں	۱۶۰
حضرت غوثِ اعظمؓ اور سماع	"
امام ابو حنیفہؒ اور سماع	۱۶۱
امام احمدؒ حنبلؒ اور سماع	"
ماضی اور حال کے مجاہدہ میں فرق	۱۶۲
حضرت مولانا فخرؒ اور ان کے خلفاء	۱۶۳
یقین	۱۶۵
یوم کی تعریف	۱۶۶
شریعت کی زکوٰۃ اور طریقت کی زکوٰۃ	"
جھوٹا خواب بیان کرنا اللہ پر جھوٹ بولنا ہے	"
رمضان کی چوبیسویں کا ورد	۱۶۷
قیافہ، نجوم، اور علم جفر میں شق القمر کے بعد فرق	"
نیند کے برکات	۱۶۹
محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	"
حضرتِ عمرؓ کا عشق رسول صلعم	۱۷۰
بندہ کے لئے نقص اللہ کے لئے خوبی	۱۷۱
نور محض پیکر رسول میں	"
سلوک میں آرام کی ضرورت	"
خواجہ صاحب کے مزار پر حاضری کے برکات	"
ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب	۱۷۲
درگاہ شریف میں مسند پر بیٹھنا بے ادبی ہے۔	۱۷۸

مضمون	صفحہ
خواجہ حسن کی ہر دلعزیزی	۱۷۹
نزولِ بلا کبھی رحمت ہے	۱۸۰
عزت کا مستحق	"
شیطان میں گمراہ کرنے کی طاقت نہیں	۱۸۱
عورتوں کے متعلق پیشین گوئی	"
تکمیل سلوک سے کیا مراد ہے	۱۸۲
علامات شیخ شرائط بیعت۔	۱۸۳
تجدید بیعت	
کلمۂ طیبہ کے معنی	۱۸۶
شیخ بھی خلفائے راشدین میں شامل ہے	۱۸۷
اختلاف رحمت ہے	۱۸۸
سخاوت کی فضیلت	۱۸۹
تعلق باللہ	"
حضرت فضیل ابن عیاضؒ	۱۹۰
فہم قرآن کا بہترین طریقہ اور قرآن کے انگریزی ترجمے	۱۹۱
اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھنے والا شقی نہیں ہوتا (حدیث)	۱۹۲
معراج شریف	"
موسیقی	۱۹۳
روح انسان قدیم ہے یا حادث	"
وحدت الوجود	"
موت کے بعد ترقی	۱۹۴
نماز میں انہماک	"
ابوجہل اور ابولہب کی خودی	"
صدیق اکبر کی ثنا ثیت	۱۹۵
دولت مندی سے ڈرنا چاہیے	۱۹۶

مضمون	صفحہ
حضرت عمرؓ اور ہرمزان	۱۹۶
چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم کا شانِ نزول	۱۹۷
ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے	۲۰۰
ہندوستان جنتیوں کا ورثہ ہے	۲۰۱
اولیاء اللہ کو ان کی جگہ سے کوئی نہیں ہٹا سکتا	۲۰۲
ہندوستان میں سماع	"
رات کو کنگھی کرنے کی برکت	۲۰۳
عارف اور غیر عارف میں باریک فرق	۲۰۴
رمضان شریف کی کیفیات	۲۰۵
ستر ہزار کلمہ کی برکت	"
دنبل، دردِ دنداں اور وسواس	۲۰۶
مسلمانوں پر عذاب نازل نہ ہونے کی وجہ	"
جناح گاندھی ملاقات	۲۰۸
مسلمانوں کی نجات	۲۰۹
سیف قاطع اور جنگ	"
ظہور قیامت	۲۱۰
موت کے بعد ترقی	"
صحبت عمل سے بڑھ کر ہے	"
موت کو قریب سمجھنا چاہئے	۲۱۱
روحانی فیضان اور بیماری	۲۱۲
تاکید نماز کا راز	۲۱۲
نماز کا احسن طریقہ	۲۱۳
رویت ہلال	"
علم غیب کیا ہے؟	۱۴
کشف و کرامات کی حقیقت	۱۵
رسول اللہ صلعم کی شفقت	۱۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے	۲۱۶
مغلوب الحال ہونے سے	
ترقی رک جاتی ہے	۲۱۷
حضرت ابو یوسف درانی اور قانون	۲۱۸
عبدیت	۲۲۱
حضرت شاہ وارث حسنؒ کی روش	״
مولانا گنگوہیؒ کا ادراک لطیف	۲۲۲
اذکار حلقہ و برزخ شیخ	۲۲۲
تین دلوں کی طاقت	״
غیر شرعی شکل دیکھ کر اعتراض نہ کرے	״
جمہوریت (۱)	۲۲۴
اعلیٰ وارفع حال حقیقی حال ہے	״
حضرت صابر صاحبؒ سے ملاقات	۲۲۵
صابری عرس کی اہمیت	۲۲۷
صحابہ سے کد رکھنے والے کافر ہیں	״
مسلم اور مومن میں فرق	״
مناظرہ سے قلب سخت ہوتا ہے	۲۲۰
لطائف ستہ	״
دفع طاعون کے لئے عمل	۲۲۹
جمعہ کے برکات	۲۳۰
سورۂ تغابن کے برکات	״
چیچک کا گنڈا	״
حساب دینے والے گھاٹے میں رہیں گے	۲۳۱
تبلیغ دین کا صحیح طریقہ	۲۳۲
جمہوریت (۲)	۲۳۳
اتباع عملی و حالی	״
تصوف اور آنحضرت کی تعلیم	۲۳۴
اصل ایمان	۲۳۴
بزرگوں کی تصانیف	۲۳۵
مولوی محمد سعید بنارسی	״
توبہ سے اللہ کتنا خوش ہوتا ہے	۲۳۷
اللہ کو بندہ سے محبت	۲۳۸
پابندئ نماز	۲۳۹
انواع تجلیات	״
روح کی طاقت اور زندگی	۲۴۰
فسخ ہندوستان کے متعلق	״
حضرت اقدسؒ کا رویاء	״
تندرستی میں بیماری کی کسر	۲۴۲
مراتب فنا	״
نسبت سے زمانہ کی پہچان	״
معراج شریف اور مکان و زمان	״
کرشن اور رام	۲۴۴
حضرت مولانا رومؒ کا مرید ہونا	״
ایک ہندو ماسٹر کا سوال	۲۴۶
اور حضرت کا جواب	
کشف قبور پر دلچسپ مکالمہ	۲۴۸
شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی بصیرت	״
شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ	۲۵۱
ترجمہ اور ہے معنی اور	۲۵۲
سیروا فی الارض کی تفسیر	״
مجذوب کی زبانی	
ہندو کی سیاست	
محترم فاروق احمدؒ کا وصال	۲۵۴
حضرت اقدس کا تصرف خاص	۲۵۵
مقبولیت کا انکشاف	۲۵۶
میری تعریف مت کرو	۲۵۷
اللہ کے حضور میں ایشی	۲۵۸
ولایت و نبوت	۲۵۹
حبس دم	״
ترک دنیا	۲۶۰
حقیقت پردہ	۲۶۲
قطب صاحبؒ کی شان	۲۶۳
صحابۂ کرام کی افضلیت	۲۶۴
حضرت غوث الاعظم کی ویسی تربیت	״
وساوس پر گرفت نہیں	״
تزکیہ تصفیہ تجلیہ اور تخلیہ	״
ہندو دھرم اور ترک دنیا	۲۶۵
فیض صحبت	״
تبرا کا غلط استعمال	״
سب جنتی	״
زیارت حاجی ملنگ باباؒ بمبئی	۲۶۶
امیرن کے پیر ہیں	״
شراب چھٹ گئی	۲۶۷
حاجی صاحبؒ کا ذکر حضرت کے سر اقدس	۲۷۰
اسمائے ذوربہ	״
معاملات میں راست بازی	
مزارات کی [illegible]	۲۷۱
[illegible] با بدن جسم	״
سر محمد رفیق کا مجاہدہ	״

Marfat.com

پیش لفظ

زیر نظر کتاب "تربیت العشاق" پاک و ہند کے مشہور و معروف بزرگ حضرت شیخ المشائخ شاہ سید محمد ذوقیؒ کے کلمات طیبات کا مجموعہ ہے جنہیں برادر عزیز کیپٹن واحد بخش سیال بی۔ اے نے جمع کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا وصال ۱۳۷۰ھ بحالت حج جبل رحمت کے قریب میدان عرفات میں ہوا ہے۔ ہم مشرب بھائیوں کی خواہش پر ادارہ "محفل ذوقیہ" طالبان راہ مولیٰ کی تعلیم و تربیت اور اہل دل حضرات کے انبساط روحانی کے لئے ان "انوار ذوقی صابری" کو ۱۳۷۷ھ میں نشر کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

یہ مجموعہ رہروان راہ عرفان کے لئے ایک ایسا "فرش معرفت" ہے جس کی زمیں بوسی میں "شرف معرفت" پنہاں ہے اس میں وہ "تجلیات محرم راز" ہیں جس کی ضیا پاشیاں دل عشاق کے لئے "فروغ عید" کا سامان مہیا کرتی ہیں یہ وہ "عرفات طریقت" ہے جس پر گامزن ہوتے ہی "ساحل نجات اخروی" تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ یہ وہ "خمخانہ جمال" ہے جہاں پہنچتے ہی بادہ نوشان معرفت "مستی جام ذوقی" سے مستی عرفان حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کلمات طیبات میں وہ "انوار باغ مدینہ" جھلک رہے ہیں" جس کی "خوشبوئے لاہوتی" کی مہک عشق کی اس منزل تک رہنمائی کرتی ہے جس کی فضا ہر لحظہ "ترشح اسرار" کے قدسی تقاطر سے تر و تازہ رہتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس "وادی تجلی کلمات طیبات" کے انوار و برکات عام فرما دے اور جملہ متوسلین و معتقدین کو عشق و محبت کے فیضان سے سرفراز فرمائے۔ آمین

خادم سلسلۂ وارث حسنی
محمد حسین بڑے
(سابق خطیب جامع مسجد بمبئی)

سن وصال حضرت اقدسؒ ۱۳۷۰ھ
سن اشاعت کلمات طیبات ۱۳۷۷

Marfat.com

سرِ خطِ مجموعۂ امید و بیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

مشتمل

حقیقت انسان، مقصد حیات و طریق حصول مقصد

حمد و ثنا

خدا در انتظار حمد ما نیست / محمد چشم در راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس / محمد حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد / بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد
محمد از تو میخواہم خدا را / الٰہی از تو عشق مصطفیٰ را
دگر لب وا کنم [illegible]
سخن از حاجت افزوں تر نشاید

تشکر کیا مجال ہے بشر کی کہ حق شکر ادا کر سکے اس مطلوب حقیقی اور محبوب کا [illegible] آدم کو بغیر استحقاق کے کمال کہ تعین انسانی بخشا۔ اور اس کے اندر [illegible] کرکے اپنے وصل کا پیاسا بنایا۔ [illegible] حقیقی کا پتہ بتایا اور [illegible] وصل سے سیراب فرمایا۔

امّا بعد کتاب زیر مطالعہ [illegible] مرشدنا حضرت شاہ [illegible] قادری [illegible] کے ملفوظات مع مختصر سوانح حیات [illegible] جمع کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

موجودہ زمانے میں جبکہ نئے ایجادات اور نئے نظریات مثلاً اشتراکیت COMMUNISM سوشلزم SOCIALISM سرمایہ داری CAPITALISM مادہ پرستی MATERIALISM جمہوریت اور فسطائیت وغیرہ نے دنیا بھر کی فضا مکدر کر رکھی ہے اور قدم قدم پر معمے اور چپے چپے پر پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں۔ حضرت اقدس کا وجودِ مسعود ہر طبقہ کے افراد کے لئے خواہ وہ طلب دنیا یا مغربیت کی رو میں مذہب سے کتنے ہی دور ہو گئے ہوں ایک مکمل درس حیات ہے اس وجہ سے کہ آپ قدیم علی گڑھ کالج کے گریجویٹ ہونے کی حیثیت سے علوم قدیم و جدیدہ سے بخوبی واقف، تہذیب نو کی گھاتوں سے آگاہ اور قومی NATIONAL اور بین الاقوامی INTERNATIONAL حالات سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ انسانِ کامل، ولی اللہ اور عارف باللہ ہونے کی حیثیت سے آپ پر حقیقت اشیاء اور اسرار و رموز کون و مکاں عیاں تھے۔ آپ کے ملفوظات یعنی مجموعہ تقاریر میں حیات انسانی کے تمام مسائل، پیچیدگیوں اور دشواریوں کے حل موجود ہیں۔ خاص طور پر وہ مسائل جن پر نئی روشنی کے حضرات اور علمائے کرام کے درمیان بے حد اختلاف ہے۔ پردہ، ضبطِ تولید، فوٹوگرافی، سینما، مشاہدۂ حق، مذہب و سائنس، مذہب و اشتراکیت، مذہب و جمہوریت و مادیت و سرمایہ داری پر اصولِ مذہب کے اندر عارفانہ اور آزادانہ بحث کی گئی ہے۔ اور حقیقی اسلامی نظام، منصب حکام و منصب علمائے دین اور ملک کی داخلی و خارجی پالیسی کے متعلق وہ زریں نکات بیان کئے گئے ہیں۔ جو حکومت اور پبلک کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ علاوہ ازیں خصائل رذیلہ سے نجات پانے اور صفات حمیدہ پیدا کرنے۔ روحانی قوت کو بڑھانے، کشف و کرامات کی صلاحیت حاصل کرنے اور فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہو کر متخلق باخلاق اللہ ہونے اور منصب خلافت الٰہیہ کی اہلیت پیدا کرنے کے اصول اور طریق پر کتاب ہذا ایک مکمل درس ہے جس سے نہ صرف مبتدی اور متوسطین ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ منتہی و واصلین کے لئے بھی معرفت الٰہی سے متعلق نادر اسباق اور نئے نکات موجود ہیں۔

سطورِ ذیل میں فنِ روحانیت SPIRITUAL SCIENCE سے زیادہ واقفیت نہ رکھنے والے حضرات کے لئے تمام اہم الفاظ پر حقیقت انسان، مقصدِ حیات، طریق حصول مقصد اور ملفوظات کی اہمیت ______ اور انسانِ کامل کے منصب پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ حق تعالیٰ کی ذات تخلیق کا یہ بہترین کرشمہ (انسان) کس غرض کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری

Marfat.com

ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب تک حقیقتِ انسان اور مقصدِ حیات معلوم نہ ہو حصولِ مقصد کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔

حقیقتِ انسان حیاتِ انسانی کے کئی پہلو ہیں۔ اول یہ کہ انسان خلاصۂ کائنات ہے۔ جو کچھ کائنات میں بالتفصیل موجود ہے وہ انسان میں بالاجمال ہے یہی وجہ ہے کہ کائنات کو عالمِ کبیر اور انسان کو عالمِ صغیر (MICROCOSM) کہا گیا ہے مختصراً یہ کہ انسان روحِ عالم ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان مجموعہ ہے چار متضاد عناصر کا یعنی آب و آتش و باد و خاک۔ اگرچہ ان عناصر کی باہمی دشمنی ہے اور ایک دوسرے کے ہلاک کے درپے ہیں لیکن خلاقِ عظیم نے اپنی کمالِ قدرت سے ان سب کو ایک چھوٹے سے پتلے میں یکجا کر کے انسان کو نعمتِ عقل سے نوازا ہے تاکہ ان سب میں اعتدال رہے اور اس رُوحانی کشتی (جسم) پر سوار ہو کر اپنی منزل پر پہنچ جائے۔

حیاتِ انسانی کا تیسرا اور سب سے زیادہ اہم پہلو یہ ہے کہ انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے۔ اگرچہ روح کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً روحِ حیوانی۔ روحِ انسانی یا روحِ ملکوتی اور روح القدس لیکن مجموعی طور پر ان سب کو روح کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اب روح اور جسم کی آمیزش سے ایک خاکی پتلہ بنانے میں کیا حکمت ہے۔ ویسے تو اس میں بے شمار راز مضمر ہیں لیکن مختصر طور پر دو نمایاں مصلحتیں ظاہر ہیں۔ اول یہ کہ ملکوتیت اور بہیمیت کو یکجا کر کے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک دائمی کشمکش میں ڈال دیا ہے۔ کیونکہ روح عالمِ بالا کی چیز ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کو اپنی بلندیوں پر لے جائے۔ اس کے برعکس جسم عالمِ ناسوت سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اسے سفلیت کی جانب کشش کر کے خواہشاتِ نفس اور شہوات کا غلام بنانے پر مجبور کرتا ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ (ہر چیز اپنی اصل کی جانب رجوع کرتی ہے) اب اگرچہ یہ کشمکش بظاہر تکلیف دہ ہے لیکن باطن ایک بے بہا نعمت ہے کیونکہ اس سے روحانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور پرواز میں ترقی واقع ہوتی ہے۔ اس لحاظ [illegible] نزدیک شیطان کا وجود بھی باعثِ رحمت ہے۔ وہ ایسا ہے ایک پہلوان جس [illegible] کر کے روحانی قوت بڑھائی جاتی ہے۔

چہ لذت در جہانِ کور ذوقے ۔۔۔ کہ یزداں دارد و شیطاں ندارد

رُوح اور جسم یعنی نور و ظلمت کو یکجا کرنے میں دوسری مصلحت یہ ہے کہ اس آمیزش سے ایک ایسا آئینہ پیدا ہو گیا جس میں اسماء و صفاتِ حق تعالیٰ کا عکس قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ یہی وجہ ہے

Marfat.com

کہ جو امانت فرشتے زمین اور پہاڑ برداشت نہ کرسکے اُسے انسان نے اٹھا لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ط تحقیق ہم نے آسمانوں یعنی آسمان والوں (فرشتوں) اور زمین اور پہاڑوں کے روبرو کیا امانت کو پس انکار کیا سب نے کہ اٹھاویں اس کو اور ڈر گئے اُس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے تحقیق وہ ظلومی اور جہولی تھا) اس امانت کو فرشتے اس لئے نہ قبول کرسکے کہ وہ سراپا نور تھے عکس قبول کرنے کے لئے ان کے اندر تاریک پہلو نہ تھا۔ زمین اور پہاڑ اس لئے نہ قبول کرسکے کہ وہ سراپا ظلمت تھے۔ ان کے اندر نورانی پہلو نہ تھا لیکن چونکہ انسان کے اندر وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ط کے مصداق جسم کی ظلمت کے ساتھ اللہ کے روح کا نور بھی موجود تھا اس لئے آئینہ بن کر اس نے نورِ اللہ کے اسماء و صفات کا عکس قبول کرلیا ہے

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید   قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند   (حافظ)

جو بار آسمان و زمیں سے نہ اٹھ سکا   تو نے غضب کیا دلِ شیدا اٹھا لیا

جو لوگ " ظَلُوْمًا جَهُوْلًا " سے ظالم اور جاہل مراد لیتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب امانت کو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کے روبرو پیش کرے اور قبول کرنے سے انکار کردیں اور جب انسان کے سامنے پیش کرے تو وہ اُسے قبول کرلے تو ایسے فعل کا مرتکب قابلِ تحسین ہونا چاہیے نہ کہ موردِ ملامت۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ امانت آخر کیا تھی جو آسمان و زمین اور پہاڑ جیسے عظیم اور قوی الجثہ مخلوق برداشت نہ کرسکے اور انسان جیسی بظاہر نحیف و ضعیف ہستی نے قبول کرلی۔ وہ امانت دراصل یہی خلافت ارضی اور نیابت الٰہی تھی جس سے حق تعالیٰ نے پہلے ملائکہ کو اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً " کا اعلان کرکے متنبہ فرمایا۔ اس میں راز یہ ہے کہ جب روح و جسم کی آمیزش سے آئینہ تیار ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر اپنے اسماء و صفات کا رنگ و روپ دیکھا اور اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کیا تو اس پر شیدا ہوگیا۔ مسجود ملائک بنایا۔ اور خلافت ارضی کا تاج اس کے سر پر رکھا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے الہامات جمع کئے ہیں اور بندہ نواز حضرت سید محمد گیسو دراز رح نے ان کی شرح لکھی ہے۔ ان میں سب سے پہلا الہام یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ " نِعْمَ الطَّالِبُ اَنَا وَنِعْمَ الْمَطْلُوْبُ الْاِنْسَانُ " یعنی بہترین طالب میں (اللہ) ہوں اور بہترین مطلوب انسان ہے۔ یہ شرف محبوبیت اور مطلوبیت

Marfat.com

انسان کو کیسے نصیب ہوا۔ اسلئے کہ اس کے اندر اللہ کے اسماء و صفات اور اُس کے حسن و جمال کا پرتو ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

مقصدِ حیات مندرجہ بالا تمہید سے حیاتِ انسانی کی غرض و غایت کی ہلکی سی جھلک تو سامنے آگئی ہوگی۔ اب آیئے اس مسئلہ کو مزید غور سے دیکھیں۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو شخص کوئی مشین ایجاد کرتا ہے تو اس کی غرض و غایت اور طریقِ کار وہ خود جانتا ہے اور مقرر کرتا ہے۔ انسان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور وہی اس کی غرض و غایت اور طریقِ کار کو جانتا ہے۔ دنیا کے سائنس والوں اور فلسفیوں نے اگر کوئی انسان پیدا کیا ہو تو اس کے لئے قواعد و ضوابط بنانے میں وہ حق بجانب ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان تو ایک [illegible] سب مل کر عدم سے ایک تنکا یا ایک ریت کا ذرہ تک نہیں بنا سکے تو کس منہ سے وہ انسان جیسی عجیب الخلقت اور نادر ہستی کے لئے قانون سازی کے لمبے لمبے دعوے کرتے ہیں۔ حیاتِ انسانی کی غرض و غایت اور اس کیلئے قواعد و ضوابط فقط وہی ہستی مقرر کرنے کا حق رکھتی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بکمال شفقت ہر زمانے اور ہر قوم کے لئے انبیاء علیہم السلام مرسل فرماتے رہے ہیں جن کے ذریعہ بنی نوع انسان کے لئے ہدایات اور قوانین موصول ہوتے رہے ہیں۔ انسان کی نجات اسی میں ہے کہ آدمی کے بنائے ہوئے قوانین کی بجائے اللہ کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرے ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ قرآن پاک جو تمام آسمانی کتابوں میں سے آخری، تازہ ترین اور مکمل ترین کتاب ہے۔ مقصدِ حیاتِ انسانی کے متعلق کیا کہتا ہے۔ ارشاد ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انسان کو سوائے اس کام کے لئے کہ وہ میری عبادت کریں) [illegible] قرآن کے ہر حکم میں جامعیت ہوتی ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے [illegible] ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اس باطن کا ایک اور باطن ہے اور اس کا [illegible] کی طرح سات باطن تک۔ چنانچہ آیۂ مذکور میں جہاں اللہ تعالیٰ نے عوام کے لئے اطاعت اور بندگی کا حکم فرمایا ہے وہاں خواص کے لئے بھی اعلیٰ اور بلند ترین منزل پر پہنچنے کا اشارہ فرمایا ہے۔

یہاں عبد بننے کا حکم ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ عبدیت کیا ہے۔ کیسے حاصل ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ

Marfat.com

عبادت بغیر محبت عبث اور بیکار ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ عبادت محبت ہی کا نتیجہ ہے محبت نہ ہو تو کیوں کسی کی پوجا کی جائے اور محبت الٰہی کا جذبہ چونکہ فطرتاً انسان کی خمیر میں رکھا گیا ہے اس لیے عبادت بھی ایک فطرتی امر ہے۔ اب جس طرح محبت کے کئی درجے ہیں یعنی خفیف۔ شدید اور اشد اسی طرح عبد یا عبادت کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں مومن کی یوں تعریف کی گئی ہے وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (جو مومن ہیں ان کو اللہ سے شدت کے ساتھ محبت ہے) یہی محبت اصل دین ہے اور حاصلِ ایمان ہے۔ محبت ہے تو سب کچھ ہے۔ محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما ۔۔۔ اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما ۔۔۔ اے تو افلاطون و جالینوس ما
جسم خاک از عشق بر افلاک شد ۔۔۔ کوہ در رقص آمد و چالاک شد
عشق آں شعلہ است کو چوں بر فروخت ۔۔۔ ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
در نگنجد عشق در گفت و شنید ۔۔۔ عشق دریا ئیست قعرش نا پدید
شرح عشق ار من بگویم بر دوام ۔۔۔ صد قیامت بگذرد آں نا تمام
عاشقی پیداست از زاری دل ۔۔۔ نیست بیماری چوں بیماریٔ دل
ملت عشق از ہمہ دیں ہا جداست ۔۔۔ عاشقاں را مذہب و ملت خداست

حضرت شیخ فرید الدین عطار رح بھی اسی موضوع پر فرماتے ہیں ؎

درد حاصل کن کہ درماں درد تست ۔۔۔ در دو عالم داروئے جاں درد تست
ذرۂ دردت دہ اے درمانِ من ۔۔۔ زانکہ بے دردت نمیرد جانِ من
کفر کافر را و دین دیندار را ۔۔۔ ذرۂ دردت دلِ عطار را

اور یہ آہ و نالہ اور درد و فغاں کس کے واسطے ہے اسی محبوب حقیقی کے واسطے ہے جو تمام حسینوں کو پیدا کرنے والا اور تمام خوبیوں۔ دلفریبیوں اور عشوہ گریوں کا مرکز اور منبع ہے ؎

اے جملہ جہاں حسنت آخر چہ جمال است ایں ۔۔۔ ہیدائی و پنہانی آخر چہ کمال است ایں
در ہر چہ نظر کردم غیر از تو نمے بینم ۔۔۔ غیر از تو کسے باشد حقا چہ مجال است ایں

Marfat.com

سلوک الی اللہ چونکہ تمام عبادات کی غایت عشق ہے اور مطلوب اللہ عزّ وجلّ ہے۔ اس لئے وصال حبیب انسانی زندگی کا مقصد اعلیٰ اور غایت الغایات ہوا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بزرگان دین نے طالبین کے لئے ایک کورس مقرر کیا ہے۔ جسے فنِ روحانیت میں "سلوک" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ سلوک ایک باقاعدہ فن (SCIENCE) ہے اور اس کی تفصیل بہت طویل ہے۔ جیومٹری کی مندرجہ ذیل شکل سے سلوک کا ایک خاکہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے:-

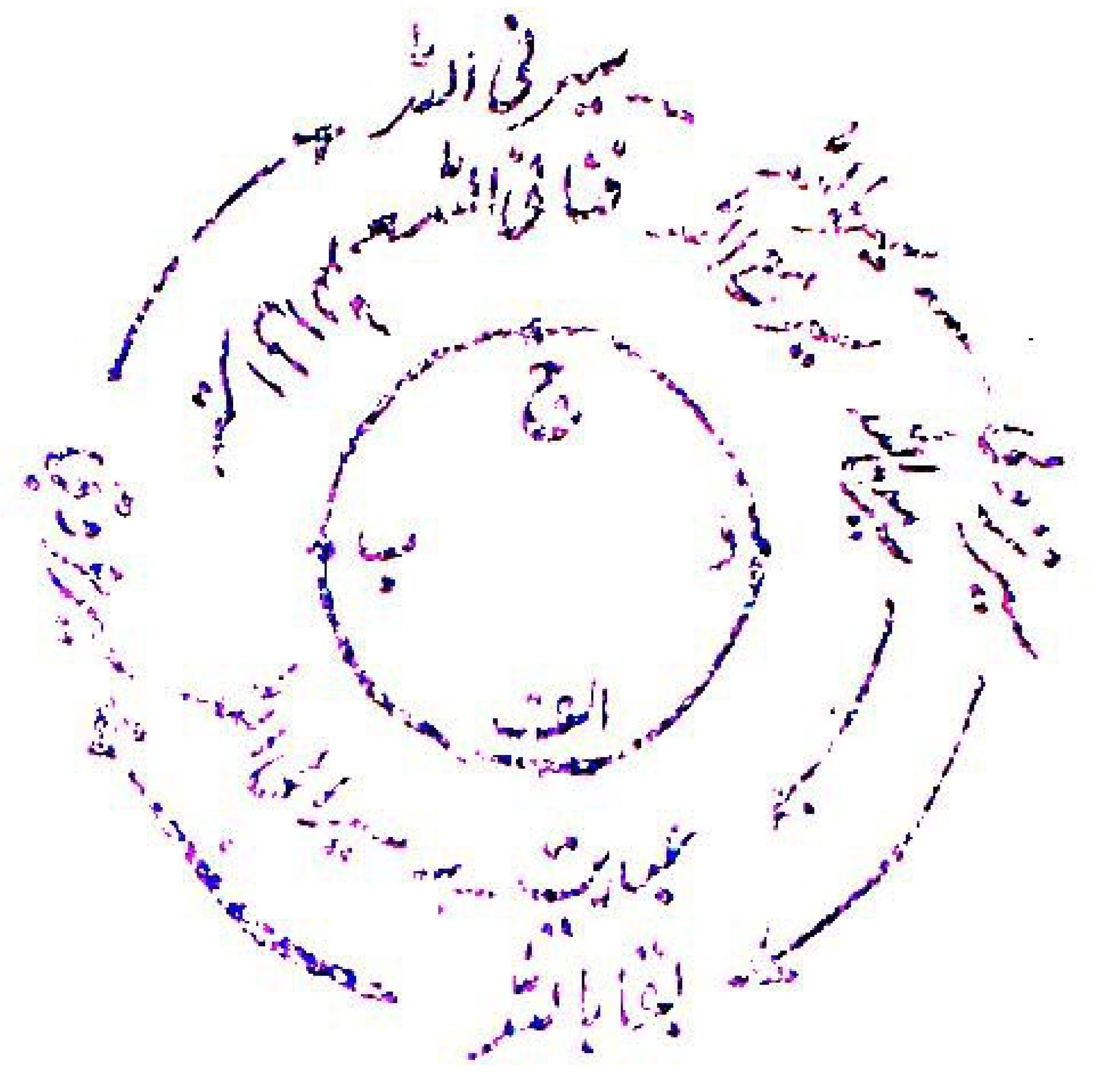

سالک یعنی طالب حق مقام الف سے اپنا سفر شروع کرتا ہے اور پہلا مقام [illegible] الف سالک کی ابتدائی حالت ہے اور مقام ج مطلوب کو ظاہر کرتا ہے۔

چنانچہ الف سے ج تک کے سفر کا نام سیر الی اللہ ہے۔ یہاں پہنچ کر [illegible] ہو جاتا ہے۔ اور سیر فی اللہ کا آغاز کرتا ہے۔ اب چونکہ ذات کی کوئی انتہا نہیں [illegible] کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ اس مقام پر سالک اپنی [illegible] گم کر دیتا ہے سوائے اللہ کے [illegible]

تو مباش اصلا کمال این است و بس [illegible]

یہاں سالک اس قدر لذت حاصل کرتا ہے [illegible] کی تمام لذات [illegible]

اس مقام پر طالب [illegible]

یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ [illegible]

ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وان سألنی لاعطینہ [illegible]

لاعیذنہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ [illegible] بندہ نوافل [illegible]

Marfat.com

قریب چاہتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں حتیٰ کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے پکڑتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے چلتا ہے اور وہ جو کچھ مجھ سے طلب کرتا ہے میں عطا کرتا ہوں اور جب مجھ سے مدد مانگتا ہے تو میں مدد دیتا ہوں جب مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں" اس حدیث پاک میں اسی فنائیت فی صفات اللہ کی جانب اشارہ ہے۔ حدیث مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرجاؤ مرنے سے پہلے) سے بھی یہی فنائیت مراد ہے LOSE YOURSELF TO SAVE YOURSELF (گم کرو اپنے آپ کو بچانے کے لئے اپنے آپ) سے بھی یہی فنائیت نفس مراد ہے۔

بعثت رسول اللہ صلعم اور نزول قرآن سے پہلے تمام مذاہب مثلاً ہندو دھرم، بدھ مت۔ اور عیسائیت وغیرہ میں یہی مقام یعنی فنائیت فی اللہ سب سے بلند ترین مقام تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان مذاہب کے پیروں کے لئے ہمیشہ کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر یا جنگلوں میں بیٹھ کر گیان دھیان میں مست ہو جانا کمال انسانی تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی لئے ہمیشہ بے گھر بے در اور بے خانماں رہتے تھے۔ تسلیم و رضا اور حلم کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ اگر کوئی تمہیں ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال سامنے کر دو۔ لیکن اسلام میں حکم ہے کہ دانت کے بدلے دانت اور کان کے بدلے کان اور ناک کے بدلے ناک کاٹ لینا چاہئے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ منزل جس کی طرف انسانیت رفتہ رفتہ بڑھ رہی تھی اسلام نے آ کر اس کی طرف رہنمائی کر دی اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کا اعلان کر کے انسان کو ترقی کی سب سے بلند ترین منزل دکھا دی۔ وہ منزل کیا ہے فنائیت کی محویت اور استغراق سے نکل کر ہوش میں آنا۔ از سر نو مقام دوئی اختیار کرنا اور متصف بصفات اللہ ہو کر دنیا کے کاموں میں مشغول ہونا اور منصب خلافت انجام دینا ہے۔

مندرجہ بالا شکل میں مقام ج سے جو محویت و مستی کا مقام ہے نکل کر سالک مقام د سے ہوتا ہوا پھر مقام الف پر پہنچتا ہے۔ ج سے الف تک کے سفر کو سیر مع اللہ، سیر باللہ اور سیر من اللہ کہتے ہیں اور جب فنائیت سے گذر کر از سر نو طالب الف پر پہنچتا ہے تو یہ مقام بقا باللہ اور عبدیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس مقام پر سالک کے اندر دونوں کیفیات موجود ہوتی ہیں۔ واصل حق اور فنا فی اللہ بھی ہوتا ہے اور دوئی اور ہوشیاری میں ہونے کی وجہ سے شہود و شاہد و مشہود کے مزے بھی اڑاتا ہے۔ اگر

Marfat.com

مقام کو جمع الجمع اور فرق بعد الجمع بھی کہتے ہیں - یہ بہت بلند مقام ہے بلکہ انسانی ترقی کی آخری منزل ہے - اس کے آگے حیاتِ انسانی کے لئے کوئی مقام اور کوئی منزل نہیں - یہ مقام فرشتوں کے مقام سے بھی اعلیٰ و ارفع ہے ؎

فرشتہ گرچہ دارد قربِ درگاہ
نگنجد در مقامِ لی مع اللہ (رومیؒ)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دوئی کا مقام فنائیت اور وصال سے کیوں ارفع و اعلیٰ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مئے عشقِ الٰہی کے پیمانے پی کر مست و بےخود ہو جانا کمال نہیں ہے - کمال یہ ہے کہ آدمی اتنا وسیع ظرف رکھتا ہو کہ پیمانے نہیں دریا اور سمندر نوش کر جائے اور مست نہ ہو ؎

کہہ دو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہیں کمال
مر مر کے عشقِ یار میں جینا کمال ہے

عشاق کا مقولہ ہے کہ لذتِ درد لذتِ وصال سے زیادہ خوشگوار ہے ؎

من لذتِ دردِ تو بہ درماں نہ فروشم
کفرِ سرِ زلفِ تو بہ ایمان نفروشم

ما وصلِ یارِ خویش بہ ہجراں فروختیم
یوسف فروختیم و چہ ارزاں فروختیم

ما سلطنت بکوچۂ جاناں فروختیم
مورِ حقیر را بہ سلیماں فروختیم

زخمِ جگر بہ ہیچ دوا بہ نمے شود
داروئے زخم را بہ نمکداں فروختیم

عرفاء کا قول ہے کہ روئے دوست کا مشاہدہ اس وقت پُر لطف ہوتا ہے جب کچھ عرصہ کے بعد دوست منہ چھپا لے - اَلْمُنَىٰ هِدَايَةُ الْاَبْرَارِ بَيْنَ التَّجَلِّيْ وَالْاِسْتِتَارِ - غرضیکہ عبدیت کے مقام میں طالب کے لئے وصل و ہجر کی گھڑیاں بدلتی رہتی ہیں اور وہ دونوں حالتوں میں بے حد مسرور رہتا ہے نیز جب سالک مقام عبدیت پر پہونچ جاتا ہے تو وہ باقی باللہ ہونے کی حیثیت سے اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور سب کام اللہ کے اشارے سے کرتا ہے - حقیقتِ اشیاء اس پر واضح ... اور خلافتِ ارضی کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے - وہ اللہ کا نائب ... جہاں ... میں اس کا حکم چلتا ہے - اب یہ کام آدمی وصال کی محویت ... میں کس طرح ... دے سکتا ہے - یہی وجہ ہے کہ مقام عبدیت مقام فنا سے اعلیٰ ... مذہب اسلام اور انسانیت کی یہی غرض و غایت ہے - جب آخری منزل کی راہ ... تو انبیاء علیہم السلام ...

Marfat.com

کا آنا بند ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی ہیں۔ اب نہ نبی آنے
ضرورت ہے نہ آئیں گے۔

عبدیت آپ صلعم کا خاص مقام ہے۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے صفی اللہ، حضر
ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ۔ موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کا لق
فرمایا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدہٗ و رسولہٗ کے شرف سے مشرف فرمایا ہے۔ کیونک
عبدیت ہی کمالِ انسانی ہے اور بلند ترین منزل ہے۔ آیہ پاک سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِ
لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ میں لفظ عبدہٖ سے یہ مراد ہے کہ رسو
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ———— معراج حالتِ فنائیت۔ سُکر اور استغراق فی الذات میں ن
ہوئی جو دائرہ مذکور میں مقام ج کا خاصہ ہے۔ بلکہ آپؐ کو یہ معراج مقام عبدیت و بقا باللہ، ہوشیا
اور حالتِ تمکین میں ہوئی ہے اور یہ بہت بڑی چیز ہے۔ کیونکہ مقام ج پر وصال تو باقی اولیاء کرام
کو بھی نصیب ہوتا ہے۔ مقام الف پر اور جسم انسانی کے ساتھ معراج صرف آنحضرت صلی اللہ علی
کا خاصہ ہے۔ انسانی جسم کے ساتھ حالت صحو و ہوشیاری میں اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچنا بہت
بڑا مرتبہ ہے جس کا حامل کوئی نہیں ہو سکتا۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ یہ کمالِ ظرف
یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ حیران ہوتے ہی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر اتنی تھوڑی سی دیر میں اتنی بلندی پہ پہنچ گئے۔ حالانکہ اتنی بلن
پر جانا حیرت کی بات نہیں ہے۔ حیرت یہ ہے کہ آپ اس قدر بلندی پہ جاکر اتنی جلدی کس طرح وا
آگئے۔ انتہائی عروج سے ایک دم انتہائی مقام نزول پہ آنا وسعتِ ظرف ہی کا کمال ہے۔

امید ہے سلوک کے مندرجہ بالا مختصر بیان سے قارئین کرام پر مقصدِ حیات قدرے واضح ہو
ہوگا۔ یہاں یہ واضح کردینا ضروری ہے کہ دنیا کے کاموں میں مصروف ہونا مندرجہ بالا مقصد کے من
نہیں ہے۔ بلکہ اسلام میں دنیوی کاروبار کو ستعدی محنت اور تن دہی سے کرنے کا حکم ہے۔ کاہلی
سخت ممانعت کی گئی ہے۔ کسب ... بال بچوں کی پرورش۔ قرابت داروں کی امداد، یتیموں، بیواؤں
محتاجوں کی نگہبانی اور رزق حلال پر اسلامی تعلیمات میں بہت زور دیا گیا ہے۔ مال و دولت کما
دنیوی امور میں ترقی حاصل کرنا بالکل جائز ہے۔ صحابہ کرامؓ اور بے شمار اولیاء کرام کا یہی مسلک

Marfat.com

ہے۔ اسلام میں کاروبار ممنوع نہیں۔ لیکن یہ سب کام ایک نقطۂ نگاہ سے کرنے چاہئیں وہ یہ
ہ ہر کام کی غرض و غایت وصول الی اللہ ہو۔ سب کام اسی ایک مقصد کے تحت میں کرنے چاہئیں
سب مقاصد کی غرض و غایت الغایات وہ ہی ایک مقصد ہونا چاہیئے۔ یہ جو حدیث شریف میں ہے کہ
لدُّنیا جِیفَۃٌ وَطَالِبُہَا کِلَابٌ دُنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔
س کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو دنیوی کاروبار میں طالب دُنیا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ سب کام طالب مولا
ر رضائے مولا کی خاطر کرنے چاہئیں۔ جو شخص لندن جانے کے لئے ہوائی جہاز میں نشست حاصل
نے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ دراصل طالب ہوائی جہاز نہیں ہے۔ بلکہ طالب لندن ہے۔ ہوائی جہاز تو
ندن پہونچنے کا فقط ایک ذریعہ ہے۔ اسی طرح دنیا کے کاروبار اس نیت سے کرنے چاہئیں کہ ان کے
صول سے اصلی اور حقیقی مطالب حاصل ہو۔ حضرت مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل
شعار میں اس مضمون کی خوب وضاحت فرمائی ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بُدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
آب در کشتی ہلاک کشتی است آب اندر زیر کشتی پشتی است

یعنی وہ دنیا جسے مذموم کہا گیا ہے کیا ہے؟ صرف خدا سے غفلت کا نام ہے۔ نہ سونا ہے نہ چاندی
اور نہ بیوی بچے ہیں۔ دنیا کو پانی اور قلب انسانی کو کشتی کی مثال دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اگر
یا انسان کے دل کے اندر داخل ہو جائے تو آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر دنیا کا سہارا لے کر یعنی اس
ذریعہ بنا کر حقیقی مقصود حاصل کیا جائے تو اس میں نجات ہے۔ اس لئے دنیا کے تمام کام مثلاً سیاست
ے ذریعہ ملک میں حکومت قائم کرنا۔ فوج رکھنا۔ صنعتی ترقی کرنا۔ کھیتی باڑی کرنا۔ سائنس کے ایجادات
کے ذریعہ انسان کی مشکلات حل کرنا سب کی غایت یہی ہے کہ لوگ فارغ البال ہو کر اللہ کے [illegible]
ل اور اس کی معرفت حاصل کریں۔ کیونکہ معرفت اور ذکر اللہ روح کی غذا ہے [illegible] اللہ
طْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط کس قدر ظلم اور جہالت ہے کہ جسم کے لئے [illegible] کے ہے۔
راک مہیا کرنے کی خاطر تو انسان اپنی ساری عمر صرف کر دے اور رُوح کے لئے جو بمنزلہ سوار کے
ے کچھ بھی نہ کرے۔ اگر آپ کے یہاں کوئی مہمان آئے جس کے ساتھ سواری کے لئے گھوڑا بھی ہو اور
پ گھوڑے کے لئے تو گھاس وغیرہ مہیا کر دیں لیکن مہمان کے لئے کوئی بندوبست نہ کریں تو کیا آپ

Marfat.com

کی عقل صحیح سمجھی جائے گی۔

یہاں ایک اور بات بھی واضح کر دینے کے قابل ہے وہ یہ کہ آجکل بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو خلافتِ الٰہیہ کا حامل سمجھ کر حکومتِ الٰہیہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان کو جاننا چاہیے کہ آدمی منصب خلافتِ الٰہیہ کے اس وقت تک قابل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خودی اور نفس کو مغلوب کر کے فنا فی اللہ حاصل نہ کرے۔ اور فنا ثبت فی اللہ حاصل کر کے حدیث پاک "بی یسمع بی یبصر" کے مطابق متصف بصفات اللہ نہ ہو اور مقام لقا باللہ اور عبدیت حاصل نہ کرے۔ کیونکہ اس مقام پر پہونچے بغیر وہ نور حاصل نہیں ہوتا جس سے حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ممبر پر کھڑے کھڑے دور دراز مقام پر "یَا سَارِیَۃَ الْجَبَل" کا نعرہ لگا کر اپنے فوجی جرنیل کو جنگی ہدایت دی۔ لہٰذا ہر بوالہوس کو شایاں نہیں کہ وہ اپنے آپ کو منصب خلافتِ الٰہیہ کے قابل سمجھے۔ کس قدر بوالعجبی ہے کہ ایک طرف تو لوگ خلافتِ الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف منصب خلافت کے حصول یعنی سلوک۔ روحانیت و تصوف اور رشد و ارشاد کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہی ان کے کھوکھلے پن کی دلیل ہے۔

ایک اعتراض کا جواب بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ فنائیت جس پر صوفی لوگ اس قدر زور دیتے ہیں۔ کیا ہے؟ کچھ نہیں ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ آدمی اللہ کی ذات و صفات میں فنا ہو جائے۔ یہ اعتراض نادانی پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ " وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی " (جب تو نے کفار کی طرف مٹی پھینکی تو تو نے نہیں پھینکی تھی۔ بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔) اگر اللہ کی ذات و صفات میں فنائیت ممکن نہ ہوتی تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ مٹی تو پھینکے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمائے اللہ کہ تو نے نہیں پھینکی میں نے پھینکی ہے۔

منصبِ شیخ حقیقت انسان اور مقصدِ حیات سمجھ لینے کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ اس عظیم الشان مقصد کے حصول کا کیا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (ہم نے ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو پڑھتے ہیں تم پر ہماری آیات

Marfat.com

اور تم کو پاک صاف کرتے ہیں۔ اور سکھاتے ہیں تم کو کتاب اور علم۔ اور بتاتے ہیں تم کو وہ باتیں جو نہ جانتے تھے تم)۔ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس آیت کی یوں تفسیر فرماتے ہیں:۔

"تعلیم کو دو مرتبہ ذکر فرمانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسری تعلیم اور قسم کی ہے تو ممکن ہے کہ اس سے مراد علم لدنی ہو جو ظاہر قرآن سے ماخوذ نہیں ہے بلکہ باطن قرآن اور سینۂ بے کینۂ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے کا سوائے انعکاس اس نور کے اور کوئی طریقہ نہیں۔ اور اس کی حقیقت کا ادراک بعید از قیاس ہے .. .. اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن حاصل کئے۔ ایک تو ان میں سے تم کو تقسیم کر دیا اور دوسرے کی اگر میں تم کو اشاعت کردوں تو میرا حلقوم کاٹ دیا جائے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

شراح حدیث نے کہا ہے کہ اس دوسرے علم سے مراد وہ احادیث ہیں جن میں ظالم بادشاہوں اور خلفاء کے حالات تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے جو ان شراح نے بیان کیا ہے کیونکہ چند واقعات جزئیہ کے علم کو علم کا برتن کہنا اور علوم شرعیہ کا قسیم بنانا کسی طرح مناسب نہیں۔ علم کا برتن کہنے اور علوم شرعیہ کا مقابل ٹھیرانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس علم سے کوئی بڑا علم مراد ہے۔ جو علوم شرعیہ کی مثل اور مقابل بن سکتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اس علم سے مراد علم لدنی ہے اگر اس پر کوئی کہے کہ اچھا علم لدنی ہی سہی تو اس میں گلا کاٹنے کی کیا بات ہے تو جواب یہ ہے کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر میں اس علم کو زبان سے بیان کروں تو لوگ گلہ کاٹ دیں۔ اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ علم لدنی کے معارف [illegible] تعلیم اس زبان قال سے ہرگز نہیں ہوسکتی

اگر ہوسکتی ہے۔ تو زبان حال سے یا ایک قلب سے دوسرے [illegible] واقع ہونے سے۔ کیونکہ زبان سے تعلیم و تعلم چند امور پر موقوف ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ شئے اس قسم کی ہو جو حصول علم سے حاصل ہوسکتی ہو۔ اور دوسرے یہ کہ الفاظ اس کے مقابلہ میں موضوع ہوں اور تیسرے یہ کہ سامع کو وضع کا علم ہو۔ اور علم لدنی میں یہ سب امور مفقود ہیں۔ نہ تو علم حصولی سے مدرک ہوسکتا ہے

Marfat.com

بایں اس کا ادراک علم حضوری سے ہوتا ہے کہ جس سے کسی وقت ذہول نہیں ہوتا۔ اور نہ ان معارف کے لئے الفاظ موضوع اور نہ سامعین کو علم بالوضع جب یہ بات ہے تو اب جو کوئی ان معارف وعلوم کو تعبیر کرے گا۔ ضرور استعارات مجاز کو کام میں لائے گا۔ اور استعارات سے مقصود تک راہ یابی نہیں ہوتی۔ بلکہ عوام تو ان استعارات کے سبب مقصود سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خبط میں پڑ جاتے ہیں اور جو متکلم کی مراد ہے اس کے خلاف معنی سمجھتے ہیں۔ اب یا تو متکلم کی تفسیق اور تکفیر کرتے ہیں یا خود کفر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے فرمایا کہ اگر اس علم کو زبان سے بیان کروں تو لوگ سمجھیں گے نہیں اور مجھے کافر اور مرتد بنا کر قتل کر ڈالیں گے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ جب اس علم کی حالت یہ ہے کہ کوئی اسے بیان بھی نہیں کر سکتا اگر بیان بھی کرے تو اس سے مفاسد اور قتل وقتال تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو پھر اس کے بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ حالانکہ بزرگوں نے اس باب میں بڑی بڑی صحیح کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جیسے فصوص الحکم۔ فتوحات مکیہ وغیرہ۔ تو جواب یہ ہے کہ ان کتابوں سے غرض یہ نہیں کہ مخلصین کو یہ علوم حاصل ہو جائیں یا یہ کہ ان کے دیکھنے سے کچھ قرب اور ولایت مل جائے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ جو سالکین جذب یا سلوک سے ان علوم کو اجمالاً حاصل کر چکے ہیں وہ ان کتابوں کو دیکھ کر تفصیل پر قادر ہو جائیں اور اپنے احوال کو اکابر کے حالات سے تطبیق دیں تاکہ صحت ان احوال کی ہویدا ہو جائے اور قلوب ان کے مطمئن ہو جائیں۔ اور نیز یہ جواب ہے کہ ان بزرگوں نے قصداً اس قسم کی کتابیں نہیں لکھیں بلکہ غلبۂ حال میں بہت سے مضامین ان کی زبان سے نکل گئے۔ لوگوں نے وہ نقل کر لئے۔ اب عوام کے لئے یہ لازم ہے کہ اگر ایسی کتب کا مطالعہ کریں یا بزرگوں کے کلام سنیں تو ان پر انکار نہ کریں۔ کیونکہ وہ کسی طرح مخالف شرع نہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کتاب وسنت کا ہی مغز ہے۔ اللہ تعالے ہم کو بھی یہ دولت اپنے فضل سے بخشے آمین۔" اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ " حقائق ومعارف یا تو انعکاس قلوب سے حاصل ہوتے ہیں۔ یا انفاس سے دستیاب ہوتے ہیں۔ اور کثرت مراقبہ وذکر خواہ خلوت میں ہو خواہ مجلس میں اس انعکاس کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے اور وہ انعکاس کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ اور کبھی اولیاء کرام کی وساطت سے حاصل ہوتا ہے۔"

130561

Marfat.com

اس وساطت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی جانب وسیلہ پکڑو) شاہ عبدالرحیمؒ، شاہ ولی اللہ صاحبؒ، شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور شاہ اسمٰعیل شہید رح وجملہ اکابرِ دین کی تحقیق یہی ہے کہ وسیلہ سے مراد توسّل مرشد ہے۔ شاہ اسمٰعیل شہید رح اپنی کتاب "منصب امامت" میں تحریر فرماتے ہیں :-

"مراد از وسیلہ شخصے است کہ اقرب باشد در منزلت کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلیٰ رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ۔ واقرب الی اللہ باعتبار منزلت اوّل رسول است وبعد ازاں نائب او"

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور حقائق اور معارف حاصل کرنے کے لئے وسایۂ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نبیؐ کے بعد وسیلۂ مرشد ضروری ہے۔ ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ط" یعنی اولیاءِ کرام کا قرب حاصل کرو۔ صادق اُسے کہتے ہیں جو صادق الحال ہو جس کا قال کچھ اور حال کچھ ہو وہ صادق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے "صادقین سے مراد اولیا ءکرام ہی ہیں جو حدیث شریف بِیْ یَسْمَعُ اور بِیْ یُبْصِرُ کے مطابق اللہ کے کانوں سے سنتے ہیں اور اللہ کی آنکھوں سے دیکھتے اور آیاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ کا صرف علم الیقین نہیں بلکہ حق الیقین رکھتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ علم کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل علم الیقین۔ دوم عین الیقین۔ سوم حق الیقین۔ علم الیقین یہ ہے کہ آپ کو کوئی بتائے کہ آگ جلاتی ہے۔ عین الیقین یہ ہے کہ آپ کسی چیز کو آگ میں جلتا ہوا دیکھ لیں اور حق الیقین یہ ہے کہ آپ آگ کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھ لیں کہ واقعی جلاتی ہے۔ لوہے کو دیکھیں جب آگ میں جاتا ہے تو وہ بالصورت اور بالسیرت آگ بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق بھی حق الیقین یہی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی آدمی اپنی ہستی کو اللہ کی ذات میں بالکل گم کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ اگر اللہ [illegible] ے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو گا۔ اصل بات یہ ہے کہ سامنے آنا عین الیقین [illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تو ذاتِ حق میں حق الیقین حاصل تھا۔ اللہ کے سامنے آنے [illegible] یقین اور ایمان میں کیا کیا اضافہ ہوتا [illegible] اور یہ جو حضرت منصور ابن حلاجؒ نے اناالحق کا [illegible] اور حضرت بایزید بسطامیؒ نے سُبْحَانِیْ مَآ اَعْظَمَ شَانِیْ" فرمایا یہ بھی اسی قبیل [illegible] یہ کلمات [illegible] نے غلبۂ حال میں [illegible] جلالی بیان

Marfat.com

سے معلوم ہوا کہ "صادقین" سے مراد وہی لوگ ہیں جن کو اللہ کے ساتھ حق الیقین ہے اور وہ اولیا اکرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کی صحبت حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ مولانا روم رح صحبت اولیاء کے متعلق فرماتے ہیں ؎

یک زماں ہم صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں ؎

نماز را بحقیقت قضا بود لیکن نماز صحبت ما را قضا نخواہد شد

اولیاء اللہ کی صحبت میں بڑی برکات ہیں۔ اسی صحبت اولیاء کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یشقی جلیسھم یعنی ان کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ عارفین کی خدمت میں بغیر وضو حاضر ہونا خلاف ادب ہے۔ کیونکہ ان کی خدمت میں بیٹھنا عبادت ہے۔ کیوں کہ حاضرین کو ان کی صحبت سے فیضان حاصل ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کسی نے شکایت کی کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رح کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے کوئی کلام نہ فرمایا اور خاموش بیٹھے رہے۔ جب حضرت مجدد رح کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہماری خاموشی سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا وہ کلام سے کیا حاصل کرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے اولیاء کرام خواہ کلام فرمائیں خواہ خاموش رہیں توجہ باطنی سے حاضرین کے قلوب کا تزکیہ فرماتے رہتے ہیں۔

ضرورت شیخ سمجھ لینے کے بعد یہ جاننا چاہیے کہ مرشد کامل کس طرح اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے اور اس کی تفصیل بہت طویل ہے۔ تصوف کی زبان میں اسے سلوک الی اللہ کہتے ہیں۔ سلوک کا مختصر خاکہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ اس راستے پر شیخ کس طرح مرید کو چلاتے ہیں یہ یاد رہے کہ انسان کے جسم کے اندر چھ روحانی مرکز ہیں جنہیں لطائف ستہ کہا جاتا ہے۔ ہندو فلسفۂ روحانیت میں بھی یہی چھ روحانی مرکز بیان کیے جاتے ہیں۔ لیکن ان کے نام مختلف ہیں۔ لطائف ستہ یہ ہیں پہلا نفس ہے مقام اس کا ناف ہے اور نور کا رنگ زرد ہے۔ دوسرا قلب ہے جس کا مقام بائیں پہلو میں ہے اور اس کے نور کا رنگ سرخ ہے۔ تیسرا روح ہے۔ مقام جس کا دائیں پہلو میں ہے اور نور کا رنگ سفید ہے۔ چوتھا سر ہے جس کا مقام قلب اور روح کے وسط میں ہے اور اس کے نور کا رنگ سبز ہے پانچواں خفی کہلاتا ہے جس کا مقام وسط پیشانی میں ہے اور نور کا رنگ نیلگوں ہے۔ چھٹا لطیفہ اخفیٰ ہے اور اس کے نور کا رنگ سیاہ ہے۔ شیخ کامل کا کام یہ ہوتا ہے کہ اذکار و مشاغل کے ذریعہ ان لطائف ستہ

Marfat.com

میں صفائی اور لطافت پیدا کرتے ہیں جب زنگ اور کثافت دور ہو جاتی ہے تو لطائف پر انوار چمکتے ہیں اور ان میں ذکر اللہ جاری ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے روحانیت میں تقویت آتی ہے اور منازل بالا مثلاً فنا فی اللہ و بقا باللہ اور عالم ملکوت۔ عالم جبروت عالم لاہوت یا ہوت اور یاہوت کی طرف پرواز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اس حالت میں سالک کے لئے ہوا میں اڑنا اور پانی پر چلنا آسان ہو جاتا ہے لیکن مردانِ خدا اس کھیل تماشہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب تمام لطائف زندہ ہو جاتے ہیں تو ذکر اللہ سارے جسم میں جاری ہو جاتا ہے اسے سلطان الاذکار کہتے ہیں اس مقام پہ سالک کو بے حد لذت حاصل ہوتی ہے اور دنیا کی کوئی لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وجہ یہ کہ دنیاوی لذات مثلاً خواب و خورش اور مباشرت وغیرہ کا احساس تو فقط نفس کو ہوتا ہے جو سب سے زیریں لطیفہ ہے لیکن جب نفس سے اوپر کے لطائف یعنی قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ میں انوار برستے ہیں تو آدمی محو و بے خود ہو جاتا ہے۔ جو لوگ دنیوی لذات کی وجہ سے مذہب کی طرف راغب نہیں ہوتے ان کو معلوم نہیں کہ اس کے مقابلے میں دنیوی لذات سے کہیں زیادہ لذات موجود ہیں۔ یہاں کے حسن و جمال کے کرشمے اور مخموریاں اور رعنائیاں ہیں لیکن دنیوی معشوقوں سے بدرجہا زیادہ۔ بھلا مجازی محبوب حقیقی کی جمال آرائیوں اور عشوہ گریوں کا کہاں مقابلہ کر سکتے ہیں۔

اذکار اور مشاغل کے علاوہ شیخ کامل تقاریر اور گفتگو کے ذریعے بھی مریدین کے دل و دماغ کی اصلاح کرتے ہیں۔ ان تقاریر کے دوران میں وہ ایک حالت خاص میں ہوتے ہیں جس سے سامعین پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ نورِ باطن سے وہ سالک کے قلب پر نگاہ ڈالتے ہیں اور اس کے اندر جو بیماری دیکھتے ہیں اس سے [illegible] دل میں پیدا کر کے اس کا [illegible] یا پرتو سالک کے قلب پر ڈالتے ہیں [illegible] ہو جاتی ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ ایک بڑھیا اپنے لڑکے کو [illegible] ایک بزرگ کے پاس لے گئی تو انہوں نے فرمایا ایک ہفتہ [illegible] وہ ہفتے کے بعد آئی تو انہوں نے لڑکے سے فرمایا کہ گڑ [illegible] کرو۔ اس ذرا سی بات کا لڑکے کے دل پر بہت اثر ہوا اور اس نے گڑ کھانا چھوڑ دیا۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ یہی بات [illegible]

Marfat.com

ملاقات میں کیوں نہ کہہ دی تو انہوں نے فرمایا کہ اُس وقت میں خود گُڑ کھاتا تھا کس طرح لڑکے کو منع کر سکتا تھا ــــــــــــــــــــ اس سے عام لوگ یہ معنی لیتے ہیں کہ جب تک آدمی خود کسی کام کا عامل نہ ہو تو اس کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ لیکن اس میں جو راز ہے اس سے کم لوگ واقف ہیں۔ بات یہ ہے اس بزرگ نے لڑکے کے دل میں گڑ کی نفرت پیدا کرنی تھی۔ اور قاعدہ ہے کہ لڑکے کے دل میں نفرت پیدا کرنے سے پہلے گڑ سے نفرت کی کیفیت اپنے قلب میں پیدا کر کے باطنی توجہ کے ساتھ اس کا پر تو لڑکے کے قلب پر ڈالنا تھا۔ اب جب تک خود گڑ سے پرہیز نہ کرتے کس طرح ممکن تھا کہ حقیقی نفرت ان کے اپنے دل میں پیدا ہوتی اس لئے پہلے ایک ہفتہ گڑ نہ کھانے کی مشق کی اور جب اچھی طرح ترک کر دیا تو پھر توجہ باطنی سے لڑکے کے قلب میں گڑ کے خلاف نفرت پیدا کی۔ یہ ہے۔ اولیاء کرام کا روحانی بیماریوں کے علاج کا طریقہ۔ اور ہمیشہ اسی طریقے سے وہ اپنے مریدوں کی اصلاح کرتے ہیں اس کے برعکس واعظین اور مبلغین لمبی لمبی تقریریں کرتے رہتے ہیں لیکن اثر کچھ بھی نہیں ہوتا اور اثر کیوں کر ہو سکتا ہے وہ تو پیاسے کے سامنے پانی پر لیکچر دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس اولیاء کرام پانی پیاسے کے حلق میں ڈال دیتے ہیں اور وہ پانی ذکر اللہ ہے۔ اس قسم کے علاج کی کئی مثالیں ہیں ایک دفعہ بغداد میں ایک سوداگر تھا جو بہت مالدار تھا اور ہر وقت اپنے کاروبار میں مصروف رہتا تھا حتیٰ کہ نماز تک کے لئے اس کے پاس وقت نہ تھا لوگ اُسے بہت سمجھاتے تھے کہ نماز پڑھو لیکن وہ عدیم الفرصتی کی وجہ پیش کر کے ٹال دیتا تھا۔ وہاں مسجد میں ایک فقیر رہتے تھے لوگوں نے اُن سے کہا کہ یہ شخص ہمارا کہنا نہیں مانتا آپ چل کر اس کو نصیحت کریں ممکن ہے۔ راہ راست پر آ جائے انہوں نے فرمایا جب تمہارا کہنا نہیں مانتا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ لیکن جب لوگوں نے انہیں مجبور کیا تو اس کی دکان پر تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے فرمایا کہ بھائی تم نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ اس نے کہا کہ دیکھیئے کاروبار میں میں کس قدر مصروف ہوں اب نماز کے لئے وقت کہاں سے لاؤں۔ ان بزرگ نے دریافت کیا کہ تم رفع حاجت بھی دکان کے اندر کرتے ہو اُس نے کہا نہیں باہر جا کر کرتا ہوں انہوں نے فرمایا اچھا رفع حاجت کے لئے تمہارے پاس وقت ہے لیکن نماز کے لئے نہیں ہے۔ یہ کہا اور باطنی توجہ بھی اس کے قلب پر ڈالی۔ اب کیا تھا کہ وہ سوداگر وجد میں آ گیا۔ کپڑے پھاڑ دیئے ــ اور اُسی وقت اپنا سارا سامان لُٹا کر تن تنہا ان بزرگ کی خدمت میں جا کر رہنے لگا اور بڑے مرتبے کو پہنچا۔ وہ

Marfat.com

سوداگر حضرت سری سقطی رح تھے اور وہ بزرگ حضرت معروف کرخی رح تھے جو حضرت جنید بغدادی رح کے دادا پیر ہیں ایک دفعہ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رح کسی گاؤں میں اپنے مریدین کے پاس تشریف لے گئے وہاں سے قریب ایک اور گاؤں میں حضرت جلال الدین رح درس دیا کرتے تھے اس وقت وہ طریقۂ اولیاء کرام سے مخالفت رکھتے تھے۔ ان کا ایک شاگرد تھا جو حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رح کا مرید تھا۔ اس نے اپنے استاد سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے تاکہ میں فلاں گاؤں میں اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوں۔ انہوں نے اجازت دیدی اور طنزاً کہا کہ اپنے نچنیا پیر سے میرا بھی سلام کہنا۔ نچنیا انہوں نے اس لئے کہا کہ حضرت شاہ صاحب سماع سنتے تھے اور رقص کرتے تھے۔ جب لڑکے نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے استاد کی طرف سے سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہیں میری طرف سے بھی سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ میرے پیر ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں جب اس نے واپس جا کر یہ پیغام دیا تو حضرت جلال الدین رح پر جو ہمیشہ تصوف کی مخالفت کرتے تھے عجب کیفیت طاری ہوئی۔ فوراً وجد میں آگئے اور رقص کرنے لگے کپڑے پھاڑ ڈالے اور جسم سے خون نکلنے لگا۔ فارغ ہو کر حضرت شیخ رح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معافی حاصل کی اور مرید ہو گئے اور بڑے مرتبے کو پہنچے۔ اب ان الفاظ میں یہ اثر کہاں سے آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بات کے ساتھ انہوں نے ان کے قلب پر بھی توجہ ڈال دی جس سے ان کو وجد آگیا۔ اس قسم کی مثالیں بے شمار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اکثر صحابہ کرام کی اسی طریقہ سے فوری اصلاح فرمائی۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ آدمی کا ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب وہ مجھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) اپنی جان و مال اور اولاد سے زیادہ عزیز سمجھے۔ اس صحابی نے عرض کیا۔ حضور میں اپنے اندر یہ کیفیت نہیں پاتا۔ آپ نے فرمایا "[illegible]" انہوں نے عرض کیا "حضور اب پاتا ہوں" وجہ یہ تھی کہ آنحضرت [illegible] اس کے قلب کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور توجہ باطنی سے اس کے [illegible] کیفیت پیدا کر دی۔ ورنہ چشم زدن میں اس قدر عظیم الشان تبدیلی کس طرح واقع ہو سکتی تھی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ فلاں جگہ پر جا کر تبلیغ کرو صحابی نے عرض کیا حضور میرے اندر یہ اہلیت تو نہیں ہے۔ آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا تو وہ صحابی چلا اٹھے کہ حضور اب میں اپنے اندر یہ اہلیت محسوس کرتا

Marfat.com

ہوں۔ اس قسم کے واقعات کثرت سے احادیث میں پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح اولیاء کرام لوگوں کے سامنے جو گفتگو فرماتے ہیں ان میں خاص اثر ہوتا ہے اور یہ اثر ہمیشہ ان کے الفاظ میں موجود رہتا ہے اور بعد میں جب لوگ ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اُن کے قلوب پر بھی اثر ہوتا ہے۔ بشرطیکہ چند شرائط کا لحاظ رکھا جائے جو بعد میں بیان کی جائیں گی۔

ملفوظات کی اہمیت اولیاء کرام کے ملفوظات میں اس قدر برکت ہے اور وہ اس قدر سریع الاثر ہیں کہ سلوک الی اللہ میں ان کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اکثر بزرگان نے ملفوظات کی نشر و اشاعت کے لئے خاص تاکید کی ہے۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء کے مقدمہ میں ملفوظات کی بہت اہمیت بیان فرمائی ہے۔ آپ نے ملفوظات کے سولہ فوائد بیان فرمائے ہیں۔ خواہشمند حضرات اصل کتاب میں مطالعہ کر سکتے ہیں۔

خواجۂ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب سیر و سیاحت کے بعد سراج الاولیاء و امام الاصفیاء حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر بغداد میں رہائش اختیار کر لی تو مجھے حکم دیا کہ ہر روز چاشت کے وقت میرے پاس آیا کرو۔ ہم تم کو فقر کی تعلیم و ترغیب دیا کریں گے تاکہ وہ ہمارے بعد یادگار رہے اور ہمارے فرزندوں اور مریدوں کے لئے یہ چشمہ جاری رہے۔ سو یہ فقیر موافق فرمان واجب الاذعان کے ہر روز خدمت بابرکت حضرت خواجہ نوّر اللہ مرقدہٗ میں حاضر ہوتا تھا اور جو کچھ زبان گوہر فشان سے ارشاد ہوتا اُسے یہ فقیر قلم بند کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اشاراتِ حضور بتوفیق اللہ تعالیٰ اٹھائیس مجلسوں پر شامل ہیں اور نام انکا انیس الارواح ہے۔

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ جب میں پہلی بار حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دل میں خیال کر لیا کہ جو کچھ شیخ الاسلام کی زبان سے سنوں گا اُسے قلم بند کرتا جاؤں گا۔ ابھی یہ بات میرے دل میں گذری ہی تھی کہ حضور نے فرمایا کہ اُس مرید کے لئے بڑی سعادت ہے کہ جو کچھ اپنے پیر کی زبان سے سُنے گوش ہوش اُس کی طرف لگائے اور اس کو لکھتا جائے۔ ہر حرف کے بدلے ہزار برس کی طاعت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور مرنے کے بعد علیین میں جگہ پاتا ہے۔ چنانچہ حضرت محبوب الٰہیؒ نے اپنے شیخ

Marfat.com

کے ملفوظات جمع کئے اور ان کا نام راحتہ القلوب رکھا۔ اسی طرح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین رضی اللہ عنہ کے ملفوظات بھی جمع کئے ہیں جن کا نام دلیل العارفین ہے۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ نے جو ملفوظات اپنے شیخ خواجہ قطب الدین والحق رضؓ کے جمع کئے ہیں اُن کا نام فوائد السالکین ہے۔ حضرت امیر خسرو رحؒ نے بھی اپنے شیخ حضرت محبوب الٰہی رضؓ کے ملفوظات جمع کئے ہیں جن کا نام راحتہ المحبین اور افضل الفوائد ہے۔ حضرت مولانا بدر الدین اسحٰق رحؒ داماد حضرت گنج شکر رضؓ نے بھی آپ کے ملفوظات جمع کئے ہیں نام ان کا اسرار الاولیاء ہے۔ حضرت خواجہ حسن سنجری رحؒ نے جو ملفوظات اپنے شیخ حضرت محبوب الٰہی کے جمع کیے ہیں ان کا نام فوائد الفواد ہے کسی اللہ کے بندے نے ان سب کتابوں کو یکجا جمع کر کے پنج گنج کے نام سے طبع کرایا ہے۔ یہ کتاب دہلی اور لاہور میں مل سکتی ہے۔ شاید کراچی میں بھی مل سکتی ہے۔ یہ تمام ملفوظات فرداً فرداً بھی شائع ہو چکے ہیں جو پاک پٹن شریف اور لاہور میں مل سکتے ہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات نے قطب عالم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رضؓ کے ملفوظات جمع کئے ہیں جو شمائم امدادیہ کے نام سے طبع ہو چکے ہیں۔ مولانا تھانوی رحؒ نے ان ملفوظات پر حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں جو کتاب امداد المشتاق کی شکل میں طبع ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب کراچی اور لاہور میں ملتی ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضؓ کے ملفوظات بھی فیہ ما فیہ کی صورت میں محفوظ ہیں۔ ہمارے حضرت اقدس نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحب کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ اس کتاب کا نام شمامتہ العنبر ہے اور اب نایاب ہے۔ طبع ثانی کا ارادہ ہے اللہ توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے حضرت اقدس رحؒ کے ملفوظات بھی آپ کے حکم سے لکھے گئے ہیں۔ جب یہ احقر [illegible] کی خدمت اقدس میں اجمیر شریف میں (جون ۱۹۴۰ء) حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد [illegible] یاد اور جو کچھ ہم کہتے جائیں لکھتے جاؤ۔ چنانچہ اسی روز سے اس بندہ ناچیز نے جب بھی موقع ملا [illegible] العارفین کے ملفوظات قلم بند کرنا شروع کر دیئے اور حضرت کے یوم وصال (۹۔ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۵۱ء) تک تحریر کرتا رہا۔ اور یہ ملفوظات کتاب ہذا میں طبع کرائے گئے ہیں۔

Marfat.com

دورِ حاضر میں حضرتِ اقدسؒ کے ملفوظات کی اہمیت

حضرتِ اقدس کی جامعیت کا مختصر ذکر تو مقدمہ کے شروع میں ہو چکا ہے۔ اب آپ کی خصوصیات کو ذرا وضاحت سے بیان کیا جاتا ہے تاکہ قارئین آپ کے کمالات اور عُلوِ مرتبت سے آگاہ ہو کر ملفوظات سے کما حقہ فائدہ حاصل کریں۔

۱۔ دنیوی معاملات میں مستعدی

دنیا داری کے معاملہ میں آپ کا وہی مسلک تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضؓ کا تھا۔ باہمہ اور بے ہمہ کے مصداق آپ دنیا میں رہتے ہوئے دُنیا سے بیزار تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ انسان کا کمال اسی میں ہے کہ دنیا میں رہ کر خواہشاتِ نفس کا شکار نہ ہو۔ جو شخص لوگوں سے کنارہ کر کے جنگلوں اور پہاڑوں میں سکونت اختیار کرتا ہے اس کی کیا بہادری ہے۔ بہادری تو یہ ہے کہ دنیا کے لالچ کے باوجود لالچ سے مغلوب نہ ہو۔ انسان کے لئے یہی دنیا معرکۂ عمل اور جولانگاہ ہے۔ جولانگاہ کو چھوڑ کر بھاگ جانا بزدلی ہے۔ آپ نے تمام مریدین کو یہی تعلیم فرمائی اور یہ عین اسلام ہے۔ لَا رُهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ۔ جب کوئی مرید ترکِ دنیا اور عزلت کی اجازت طلب کرتا تو آپ فرماتے تھے کہ ہم تمہیں سلوکِ محمدی سے کرا رہے ہیں نہ کہ سلوکِ عیسوی۔ اس اصول کے ماتحت آپ کی دنیوی زندگی قابلِ رشک اور مکمل نمونہ تھی۔ آپ ہمیشہ نہایت صاف ستھرا لباس زیبِ تن فرماتے تھے۔ کپڑوں کو اس احتیاط سے رکھتے تھے کہ کسی دن یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ جوڑا اُجلا نہیں ہے۔ لباس کی صفائی کے ساتھ صفائی جسم اور صفائی مکان کا بھی پورا اہتمام فرماتے تھے۔ کمرے کے اندر ہر چیز قرینہ سے رکھتے تھے اور جب کوئی چیز مثلاً قلم۔ پنسل۔ چشمہ یا کتاب استعمال کے لئے اٹھاتے تو ضرورت پوری ہونے کے بعد پھر اسی طرح اُسے اپنے مقام پر احتیاط کے ساتھ رکھتے۔ بیٹھنے کے کمرہ میں تمام سامان از قسم۔ کاغذ قلم۔ دوات۔ سیاہ اور رنگدار پنسل۔ ٹیگ۔ پن۔ قینچی۔ چاقو۔ گوند۔ کلینڈر۔ خط لکھنے کے کاغذ اور لفافے۔ خطوط تولنے کے لئے چھوٹا سا میزان (SCALE) سب چیزیں ہر وقت موجود رہتی تھیں۔ ٹائپ رائٹر (مشین ٹائپ) اپنا تھا۔ اور ٹائپ کرنا اچھی طرح جانتے تھے۔ پختگیٔ تحریر کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کوئی ادق سے ادق مضمون لکھنا چاہتے تو کاغذ مشین پر چڑھا کر فوراً ٹائپ کرنا شروع کر دیتے اور جب مضمون ختم کر کے کاغذ نکالتے تو "کاما" تک کی غلطی نہ ہوتی۔ آپ کے کتب خانہ میں ہر قسم کی کتابیں

Marfat.com

تھیں یہاں تک کہ ———— مختلف سائنٹفک علوم کے متعلق بھی کئی کتابیں موجود تھیں۔ تمام کتابوں کو نہایت سلیقے سے رکھتے تھے۔ ہر کتاب کے اوپر کاغذ کا کور (COVER) لگاتے تھے اور اس پر کتاب کا نام نہایت خوش خط سے لکھتے تھے ————

اکثر آپ کا دستور یہ ہوتا تھا کہ جس کتاب کا انڈکس نہیں ہوتا تھا اس کے لئے آپ خود انڈکس تیار کر لیتے تھے۔ بعض اہم کتابوں کا خلاصہ بھی آپ بنا کر رکھ لیتے تھے۔ آپ کے پاس کئی بڑے بڑے قلمی بیاض تھے۔ اُن میں سے ایک اشعار کے لئے مخصوص تھا۔ جو اشعار یا غزلیات آپ کو پسند آتے تھے اس بیاض میں لکھ لیتے تھے۔ دوسرا بیاض اقوالِ بزرگان اور اقتباسات کتب کے لئے تھا۔ مطالعۂ کتب کے بعد ان میں سے ضروری اقتباسات لے لیتے تھے۔ اسی طرح ایک بیاض عملیات کے لئے مخصوص تھا۔ جہاں تک خطوط کا تعلق ہے آپ تقریباً ہر خط کا جواب دیتے تھے اور بعض اوقات اپنے جوابات کی نقل بھی موجود رکھتے تھے۔ چنانچہ قائد اعظم، لیاقت علی خاں، حبیب اللہ گورگوزہ اور دیگر اہم شخصیتوں کو جتنے خط لکھے ان کی نقول موجود ہیں۔ آپ ہمیشہ ڈائری لکھا کرتے تھے۔ روز مرہ کے خاص واقعات باقاعدگی سے ڈائری میں درج کرتے تھے۔ اور باقاعدگی اور پابندیٔ اصول کا یہ عالم ہے کہ پوری عمر کی ڈائری اس وقت نہایت صاف ستھری حالت میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے پاس ایک رجسٹر تھا جس میں تمام دوستوں اور متعلقین کے پتے (Address) درج تھے۔ ایک اور فہرست تھی جس میں تمام دوستوں کے نام درج تھے۔ ایک علیحدہ فہرست میں دوست نہیں صرف واقفیت رکھنے والے اصحاب کے نام درج ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت کی دنیوی زندگی کس قدر باضابطہ اور باقاعدہ تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کی دنیا اچھی نہیں اس کا دین کیسے اچھا ہو سکتا ہے۔

توکل علی اللہ لیکن دنیاوی امور کو اس احسن طریق پر انجام دینے کے باوجود حُبِ دنیا اور حُبِ جاہ سے سخت بیزار تھے۔ خدا کے سوا کسی سے کوئی ... میں قدم رکھنے کے بعد ساری زندگی توکل علی اللہ میں بسر کی اور ... کبھی کوئی کوشش ... کی

پاکستان بننے کے بعد جب کراچی تشریف لائے تو باوجود یکہ قائدِ اعظم اور گورنر سندھ (غلام حسین ہدایت اللہ) دوست تھے۔ دیگر وزراء اور امرا معتقد تھے لیکن رہنے کے لئے مکان تک کسی سے طلب نہ کیا چہ جائیکہ فیکٹریاں اور رقبہ جات الاٹ کراتے۔ انسان تو انسان آپ دُنیا کی کوئی چیز خدا سے بھی طلب نہیں کرتے تھے۔ اس معاملہ میں آپ کا نظریہ یہ تھا کہ جب ہم ایک ایسے عظیم الشان شہنشاہ کے مہمان ہیں جو بے مانگے دیتا ہے تو پھر کیوں اُس سے کوئی چیز طلب کریں جب وہ بے طلب عطا کرتا ہے تو طلب کرنا بے ادبی ہے۔ اگر بادشاہ سے کچھ طلب کرنا ہے تو اس کی شان کے مطابق طلب کیا جائے۔ بادشاہ سے پیسے اور کوڑیاں طلب کرنا اس کی بے ادبی ہے اللہ سے اگر کچھ طلب کرنا ہے تو اُسی کو اُس سے طلب کیا جائے۔ جب وہ ہمارا ہے تو سب کچھ ہمارا ہے لیکن اس کو اس لئے طلب نہ کیا جائے کہ سب کچھ ہمارا ہو جائے بلکہ اُس کو اُسی کی خاطر طلب کیا جائے۔ باقی جو کچھ ملے گا ضمناً ملے گا۔

گنہگاروں پر شفقت

زاہدانِ خشک کی طرح آپ گنہگاروں اور خطاروں پر سخت گیری نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اُن کے ساتھ کمالِ شفقت سے پیش آتے تھے۔ آپ کا نظریہ یہ تھا کہ وہ ڈاکٹر ہی کیا جو بیماروں سے اجتناب کرے یا اُن پر غصہ ہو مصیبت میں تو شفقت اور نرمی (Relief work) کی ضرورت ہوتی ہے۔ علاج کا طریق بھی آپ کا نرالا تھا آپ اکثر لوگوں کو اُن کی بعض کمزوریوں پر براہ راست تنبیہ نہیں فرماتے تھے بلکہ باطنی توجہ سے بیماری کی اصلی وجہ کو نکال دیتے تھے۔ علامات خود بخود رفع ہو جاتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ کی ایک مریدہ نے جو پردہ نہیں کرتی تھیں اور بال کٹواتی تھیں۔ عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو میں برقعہ پہن لوں اور بال کٹوانا بند کر دوں۔ آپ نے فرمایا فکر مت کرو ہم جڑ کاٹ دیتے ہیں۔ آپ کے اس رویّہ کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ مریدین پر آپ کی کوئی بات گراں نہیں گزرتی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ان کی اصلاح بھی ہو جاتی تھی۔

کمالِ عرفان اور شانِ نقاہت

عرفان کے میدان میں آپ کا مقام اس قدر بلند تھا کہ جس کی مثال متاخرین میں بہت کم ملتی ہے۔ آپ دنیا میں حسن ہی دیکھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی کوئی چیز خواہ صوری ہو یا کسبی حسن اور حکمت سے خالی

Marfat.com

نہیں ہے۔ آپ ہر چیز کا مرتبہ پہچانتے تھے اور اس کا حق ادا کرتے تھے۔ اس معاملہ میں آپ اکثر حضرت مولانا جامی رح کے مندرجہ ذیل شعر کا حوالہ دیتے تھے ؎

ہر مرتبہ زوجود حکمے دارد گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

آپ فرمایا کرتے تھے دنیا میں شر محض کا وجود نہیں ہے۔ اشیاء کے مختلف استعمال سے خیر و شر وجود میں آتا ہے۔ اس لحاظ سے آپ ہر چیز کی قدر کرتے تھے ——— آپ بُری چیز کے استیصال کے حق میں نہیں تھے ——— بلکہ آپ فرماتے تھے کہ بہترین حکمت عملی یہ ہے کہ بُری چیز کے زور کو توڑ کر اس سے قوت تخریب چھین لینی چاہیئے۔ اُسے بالکل معدوم کرنا حکمتِ ازلی کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو کسی نہ کسی حکمت کی بنا پر پیدا کیا ہے۔

اکثر بزرگان ہر کام میں احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہیں اور خیر و شر کے درمیان جو باریک لائن (LINE OF DEMARCATION) ہے۔ اُس سے کافی دور ہو کر چلتے ہیں تاکہ لڑکھڑا کر دوسری جانب نہ گر جائیں لیکن حضرت اقدس بقا باللہ میں وہ مقام رکھتے تھے کہ عین اُسی لائن پر جاتے تھے اور چلتے نہیں دوڑتے تھے۔ اس اجمال کی تفصیل قارئین کرام حضرت کے ملفوظات متعلق بہ اختلافی مسائل مثلاً پردہ۔ فوٹوگرافی۔ سماع۔ زیارتِ قبور وغیرہ میں پائیں گے۔

جب آپ کو کوئی تکلیف ہوتی تو آپ اس کا اظہار کرتے لیکن آپ کا یہ اظہار بے صبری کی وجہ سے نہ ہوتا تھا بلکہ اس میں اور راز پوشیدہ ہے۔ عرفاء کا قول ہے کہ جو بزرگ تکلیف کی حالت میں ہائے ہائے کرے اس کا عرفان اس سے بڑھا ہوا ہوتا ہے ——— جو خاموش رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں سے [illegible] سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں۔ اب اگر وہ اس محبوبانہ چھیڑ چھاڑ کا جواب [illegible] تو سارا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ اس لئے وہ شور مچاتے ہیں اور [illegible] ہیں تاکہ اللہ تعالےٰ خوش ہو جائے۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص چھوٹے بچے کو ہنسی اور مذاق کی خاطر چھیڑتا ہے یا اس کے چٹکی لیتا ہے تو بچے کے شور مچانے سے وہ خوش ہوتا ہے۔ اگر بچہ خاموش بیٹھا رہے تو اُسے لطف نہیں آتا اور سارا کھیل بے معنی ہو جاتا ہے ؎

Marfat.com

تا نہ گرید کودکے حلوہ فروش　　　بحر بخشایش نمے آید بجوش

۴۔ عشق آہی

عشق آہی میں حضرت بالکل ڈوبے ہوئے تھے۔ ہر کام اللہ کی خاطر کرتے تھے اور ہر فعل میں اللہ کی رضا جوئی مطلوب تھی۔ اور یہی مومن کا خاصہ ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ آیۂ مبارک اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے آپ صحیح نمونہ تھے۔ آپ کے ہر قول و فعل سے فدائیت و جانبازی اور تسلیم و رضا کے جذبات ٹپکتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ۔ رسول اللہ صلعم اور خواجہ غریب نواز رض سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ ضرورت کے وقت کام آتے ہیں اور مصیبت میں امداد کرتے ہیں۔ یہ بھی نفسانیت ہے۔ انسان کو چاہیے کہ بلا غرض اور بے لوث محبت کرے۔

بہشت اور حور و قصور کی خاطر عبادت کرنے والوں کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ اس قدر پارسائی کے باوجود بھی وہ اپنے نفس کا طواف کر رہے ہیں۔ اس مضمون کو مرزا غالب نے کیا ہی اچھی طرح ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ　　　دوزخ میں ڈال دے کوئی لے کر بہشت کو

اس سلسلہ میں خواجہ حافظ شیرازی رح فرماتے ہیں ؎

باغِ بہشت و سایۂ طوبیٰ و قصر و حور　　　با خاکِ کوئے دوست برابر نمے کنم

قصرِ جنت دیر و کعبہ جملہ را کردم عدم
جلوہ گاہِ ساقیم را بارگاہے ساختیم
(نظامی رح)

ن۔ حور و غلماں

آپ فرماتے تھے کہ ہم دوزخ سے نہیں ڈرتے۔ اگر وہ ہمیں دوزخ میں ڈال کر خوش ہوتے ہیں تو ہم خوشی سے دوزخ میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں اپنی خوشی مطلوب نہیں ہے۔ ہماری خوشی اس میں ہے کہ وہ خوش ہو جائیں۔

۵۔ وسعتِ ظرف

وسعتِ ظرف کا یہ عالم تھا کہ آپ ہمیشہ تمکین اور استقامت سے رہتے

Marfat.com

تھے۔ اور کبھی مغلوب الحال نہیں ہوتے تھے۔ یہ شانِ بقائیت ہے۔ جو حضرات تلوین کے مقام میں ہوتے ہیں اُن پر اکثر کیفیات کا غلبہ رہتا ہے۔ اور یہ فنائیت فی اللہ کا خاصہ ہے۔ لیکن جب فنائیت سے گذر کر مقام بقا باللہ میں پہنچتے ہیں تو کیفیات پر غلبہ پا لیتے ہیں اور مسندِ تمکین اور رُشد پر متمکن ہوتے ہیں۔ اس مقام پر ان کو "ابوالحال" کہتے ہیں۔ قوالی میں یا مزارات کی حاضری کے وقت خواہ کیفیات اور ذوق وشوق کا کتنا ہی غلبہ ہو آپ دریا پر دریا نوش کئے جاتے تھے لیکن سمندر کی طرح خاموش اور پُر سکون رہتے تھے۔ اس مضمون کو حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رح (کوٹ مٹھن شریف۔ بہاولپور) نے خوب ادا کیا ہے ؎

اگرچہ — ہیں — ہوئے ہوئے — ہیں
توں نے جو دریا نوش ہن۔ پُر جوش تھی خاموش ہن

کے — خاموش — ماریں — ڈینگ
اسرار دے سرپوش ہن صامت رہن مارن نہ بک

یعنی اگرچہ وہ دریا نوش ہیں جوش سے بھرے ہوئے ہیں لیکن خاموش ہیں۔ اسرارِ الٰہی کے خزانے ہیں۔ ثابت قدم اور پُرسکون رہتے ہیں اور راز فاش نہیں کرتے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مغلوب الحال ہونا کمزوری کی علامت ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ پیتا رہے اور مست نہ ہو کیونکہ غلبۂ حال سے ترقی رک جاتی ہے۔ جب تک کہ دی ہوئی غذا ہضم نہ کرلے مزید کچھ نہیں ملتا۔ منصور ابن حلاج کا نعرہ انا الحق اگرچہ درست تھا لیکن عرفاء کاملین نے اسے پسند نہیں کیا۔

۶۔ کشف وکرامات سے اجتناب

عروج و نزول۔ آفاق و انفس اور اسماء و صفات کی دائمی سیر کے باوجود آپ کشف کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ کشف وکرامات آپ کے نزدیک ایک بازی گری سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی تھی۔ اور اس قسم کے شوق کو بچپن کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ آپ کا مسلک یہ تھا کہ ہر وقت طالبِ مولیٰ رہنا چاہئے اور کشف کے پیچھے نہیں دوڑنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے طرح طرح کے حجاب حائل ہو جاتے ہیں۔ اور

Marfat.com

مزید ترقی بند ہو جاتی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حجابات کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ شروع کے حجابات کو حجاباتِ ظلمانی کہتے ہیں۔ یہ معصیت کی وجہ سے اللہ اور بندہ کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے حجاب کو حجاباتِ نورانی کہتے ہیں۔ یہ کشف و کرامات کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جب سالک کیفیت میں مستغرق ہو کر آگے نہیں بڑھ سکتا تو اس حالت کو حجاباتِ کیفی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ مریدین کو کشف نہیں ہونے دیتے تھے۔ اور ان کی آنکھیں بند کر کے آگے لے جاتے تھے۔ کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اگر سالک کو اپنے مقام کا علم ہو جائے تو اس کی رفتار سست پڑ جاتی ہے اور بسا اوقات ترقی بالکل رک جاتی ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں اس قسم کی رفتار کو طَیر کہتے ہیں اور رفتار کے دوران میں کشف و کرامات جاری رہے تو اسے سَیر کہتے ہیں۔ آپ کے نزدیک طیر افضل ہے سیر سے۔ کیونکہ طیر میں سالک کی آنکھیں بند ہوتی ہیں اور پردہ ہائے نورانی حائل نہیں ہونے پاتے۔ یہ یاد رہے کہ اس طور پر سلوک طے کرانا بڑے بڑے عالی مقام مشائخ کا کام ہے۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ یہ کام جنیدؒ اور بایزیدؒ جیسے اکابر اولیاء سرانجام دیتے ہیں۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ ہم جن مریدین کو بہت اوپر لے جانا چاہتے ہیں۔ ان کی آنکھیں بالکل بند کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ بلند مقامات پر پہنچ جاتے ہیں اور انہیں خبر تک نہیں ہوتی کہ ہم بھی کچھ ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے حضرت ابوبکر شبلیؒ کو بھی اسی نوع پر سلوک طے کرایا تھا۔ یہ ہمارے حضرت کی خاص بات ہے۔ لیکن اس کے باوجود کمزور مریدین کو سہارا دینے کے لئے آپ گاہے بگاہے اُن کی آنکھیں کھول دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جن لوگوں کو کشف کی ضرورت نہیں ہم ان کو کشف دے کر مفت میں زیر بار نہیں کرتے ہاں جن کو اس بات کی ضرورت ہے انہیں دکھا دیتے ہیں تاکہ آگے چل سکیں۔ یہ عام ظاہری اصول ہے۔ لیکن باطناً ہر مرید پر بالعموم اور سالکین پر بالخصوص آپ کی کرامات روحانی توجہ اور انوار و برکات روز روشن کی طرح ظاہر تھے۔ سالکین کے قلوب پر ہر لحظہ اور ہر لمحہ آپ کی توجہات اور انوار کی برسات رہتی ہے اور یہ بات تو سلوک کا جزو ہے۔ اس کے

Marfat.com

سوا چارہ نہیں۔ یہ بات آپ کے وصال کے بعد بھی جاری ہے۔

۷۔ جذبۂ جہاد اگرچہ بظاہر آپ ضعیف تھے۔ لیکن بباطن آپ ایک بہت بڑے جرنیل کا دل رکھتے تھے۔ کم تعداد اور کمی سامان کے متعلق آپ بالکل فکرمند نہیں تھے۔ اور ہمیشہ اللہ کی استعانت اور قوت پر بھروسہ رکھتے تھے آپ فرماتے تھے کہ شکر ہے کہ ہم تعداد میں بھارت سے کم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کم تعداد والوں ہی کے لئے مژدۂ فتح دیا ہے۔ وَكَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ عَلٰى فِئَةٍ كَثِيرَةٍ بِإِذْنِ اللّٰهِ ط فتح مالک۔ اور شوکتِ پاکستان کے متعلق آپ کے متعدد مشاہدے اور پیشینگوئیاں درج ملفوظات ہیں۔ اور آپ کے ملفوظات جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت سے لبریز ہیں۔

۸۔ پاکستان بنانے میں آپ کا ہاتھ یہ بات عام لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن خواص جانتے ہیں کہ پاکستان بنانے والے بظاہر قائد اعظمؒ اور بباطن آپ تھے۔ بات یہ ہے کہ عہدِ قدیم سے فتح ہندوستان میں حضرات چشتیہؓ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ جب سلطان محمود غزنویؒ سومنات کے فیصلہ کن معرکہ میں مصروف تھے۔ تو اس وقت ان کی پشت پر حضرت خواجہ ابو محمدؒ محترم چشتیؒ تھے جو آپ کی فوج کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور سومنات اور دیگر اہم مقامات فتح کرائے۔ اس کے بعد خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجریؓ کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہندوستان سپرد ہوا اور آپ کی زیرِ سرپرستی محمد غوریؒ نے اس وقت کے والی ہند راجہ پرتھوی راج کو ختم کیا۔ بعد میں راجپوتوں کے سا[illegible] میں علاؤ الدین خلجی اور دیگر فاتحین کی پشت پر متعدد چشتی حضرات تھے [illegible] خواجہ شمس الدین ترک قابلِ ذکر ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت اقد[illegible] فرمایا کرتے تھے کہ ہندوستان چشتیوں کا ورثہ ہے۔

اس کے بعد سلاطینِ اسلام کا دور شروع ہو گیا۔ اور عہدِ مغلیہ کے بعد جب ہندوستان مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا تو قطبِ عالم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب

Marfat.com

مہاجر مکی رح نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ جس کے نیچے آپ کے مریدین اور متعلقین کافی عرصہ تک لڑتے رہے۔ ان میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح اور مولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند جیسے اکابر اولیاء بھی تھے۔ حضرت شیخ المشائخ حاجی صاحب رح کے وصال کے بعد یہ کام آپ کے خلیفہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کے سپرد رہا۔ جب آپ قید مالٹا سے واپس آئے تو ہمارے حضرت کے شیخ حضرت مولانا وارث حسن رح صاحب ان کے ہاں گئے اور ایک ہفتہ تک دونوں حضرات ایک کمرہ کے اندر خلوت میں رہے اور اسی وقت ہندوستان کے چارج کی لین دین ہوئی۔ اس ملاقات کے ایک ہفتہ بعد حضرت شیخ الہند رح کا وصال ہوگیا اور باگ ڈور حضرت مولانا وارث حسن رح کے ہاتھ میں رہی۔ سال ۱۹۳۶ء میں آپ کے وصال کے بعد ہمارے حضرت اقدس آپ کے جانشین ہوئے اور سیاست ہند کو ہاتھ میں لیا۔ اس سلسلہ میں حضرت اقدس کا وہ مشاہدہ جو آپ کو حضرت خواجہ غریب نواز کی معیت میں ہوا (درج ملفوظات ہے) اور آپ کا وہ رویائے صادقہ جو آپ نے حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رح کے مزار پر دیکھا (درج ملفوظات) معنی خیز ہیں۔ خیر یہ تو عالم بطون کی باتیں ہیں بظاہر بھی حضرت سیاست ہند میں عملی حصہ لیتے رہے اور قائد اعظم رح سے خط و کتابت اور ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ مؤخر الذکر کا حضرت سے تعلق اس قدر گہرا ہوگیا کہ جب کسی شہر میں حضرت کی طرف سے ان کو اطلاع ملتی تو آپ سے ملاقات کرنا قائد اعظم کا پہلا کام ہوتا۔ آپ اکثر ان کو خط و کتابت کے ذریعہ بیش بہا مشورے ارسال کیا کرتے تھے۔ یہ خط و کتابت محفوظ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ شائع کی جائے گی۔ ایک دفعہ جب پنجاب میں سکندر حیات خاں اور بنگال میں فضل الحق قائد اعظم رح کو تکلیف دے رہے تھے تو حضرت نے ان کو یہ مختصر لیکن معنی خیز تار دیا:-

"SMASH MISCHIEVOUS AND FORGIVE FOOLS"

یعنی شریروں کو کچل ڈالو اور بے وقوفوں کو معاف کر دو۔

غرضیکہ آپ ظاہراً اور باطناً ملک کی سیاست میں برابر حصہ لیتے رہے۔ آپ

Marfat.com

اجمیر شریف کی طرف سے مسلم لیگ کونسل کے ممبر بھی تھے۔ اور جب بھی میٹنگ میں جاتے تو لوگوں کے قلوب پر انقلابی توجہ ڈال کر انہیں خوب مشتعل کر دیتے۔ ایک دفعہ شاید سال ۱۹۴۲ء میں جب آپ کونسل کے اجلاس میں شرکت کی خاطر دہلی تشریف لے گئے تو واپسی پر فرمایا کہ ہم کھلی آنکھوں سے لوگوں کے قلوب کی طرف متوجہ رہے اور ان کے اندر جذبہ جہاد پیدا کر دیا۔ چنانچہ جب ظفر علی خاں تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے نہایت جوش سے کہا کہ اب ہم کچھ نہیں چاہتے۔ ہم مرنا چاہتے ہیں۔ جب مریں گے تو پہلے اوروں کو مار کر مریں گے۔ آپ نے پریس کے ذریعہ بھی لوگوں کی بہت رہنمائی فرمائی۔ آپ کے مضامین اکثر منشور و دیگر جرائد میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ جو اب "مضامین ذوقی" میں یکجا طبع ہو چکے ہیں۔

پاکستان بن جانے کے بعد بھی آپ کا کام ختم نہ ہوا۔ اور ملک کی تعمیر اور ترقی میں گہری دلچسپی لیتے رہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی زیر سرپرستی ایک انگریزی ہفتہ وار اخبار PEOPLE'S VOICE (آواز خلق) شروع ہو گیا۔ جس میں حضرت کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ یہ بہت بلند پایہ اخبار تھا لیکن چند وجوہات کی بنا پر کچھ عرصہ کے بعد بند ہو گیا۔

ویسے ظاہری طور پر تو آپ کراچی میں قائد اعظم کے پاس کبھی نہ گئے لیکن ان کے خاص آدمیوں نے رات کے وقت کئی دفعہ حضرت کو قائد اعظم کی کوٹھی کے اندر دیکھا اور ان سے شکایت کی بغیر اجازت ایک سفید پوش، سفید رنگ اور سفید ریش بزرگ کوٹھی کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ قائد اعظم نے جواب دیا کہ تمہارا کام ہے ان کو پکڑو۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ بزرگ آئے۔ جب ہم ان کو پکڑنے کی خاطر آگے بڑھے تو وہ دیوار ... گم ہو گئے۔

۹۔ ادبی ذوق جہاں تک خالص ادب اور صحافت کا تعلق ... آپ نے مرید ہونے سے قبل اور بعد اسلامی لٹریچر اور اسلامی تمدن اور معاشرے کی خوب خدمت کی اور ملک کی فلاح و بہبود کے لئے کافی جدو جہد کی۔ آپ کی ادبی سرگرمیوں کو اچھی طرح وہ لوگ جانتے ہیں جو اس وقت آپ کے شریک کار تھے لیکن افسوس ہے

Marfat.com

ایسے حضرات اب صفحہ ہستی پر بہت کم ہیں۔ چونکہ آپ شہرت اور پبلیسٹی کو پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے آپ کی سوانح حیات کے متعلق کم معلومات ہیں۔ بہرحال جو کچھ کبھی کبھی آپ کی زبان گوہر فشاں سے سن لیا جاتا تھا اس سے ظاہر ہے کہ آپ بڑی مدت تک اس کام میں سرگرم رہے اور کافی کامیابی حاصل کی۔ آپ کے زمرۂ احباب میں سے چند حضرات حسب ذیل ہیں :۔ اکبر الٰہ آبادی۔ ڈاکٹر اقبال۔ قائد اعظم۔ ابوالکلام آزاد۔ (ابتدا میں) سر عبد القادر۔ جسٹس شاہ دین چیف جج ہائی کورٹ لاہور۔ مولانا محمد علی۔ مولانا شوکت علی۔ خواجہ حسن نظامی۔ سر غلام حسین ہدایت اللہ گورنر سندھ اور چودھری خوشی محمدؐ ناظر (مصنف نظم جوگی) شاید سب سے پہلے حضرت نے صوبہ سندھ میں اخبار "الحق" شروع کیا۔ یہ اخبار جو بہت بلند پایہ تھا بہت مقبول عام ہوا اور اس کی بدولت سندھ میں بے شمار اصلاحات عمل میں آئیں۔ حکام پر بھی اخبار کا بہت اثر تھا۔ یہاں تک کہ خود چیف کمشنر (گورنر) بھی مرعوب ہوگئے اور اخبار کی ثقافت اور ہردلعزیزی کے باعث حضرت اقدس رح کی بہت قدر کرتے تھے اور اخبار کی رائے مطابق اکثر عمل کرتے تھے۔ چونکہ آپ کا رویہ حق پر مبنی تھا اس لئے خوب بے باکی سے لکھتے تھے اور جو کچھ لکھتے تھے اس کا رعایا اور حکومت پر بہت اثر ہوتا تھا۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج تک یہ مصرع زبان زدِ ہر خاص و عام ہے ع

حق جتانے کے لئے حق۔ حق نے پیدا کردیا

الحق کی کاپیاں اب تک بعض لوگوں کے پاس تبرکاً موجود ہیں " الحق " کے علاوہ لاہور میں آپ جریدۂ " وکیل " اور کئی اور اخباروں اور رسالوں کی اشاعت میں شریک کار رہے۔

جرنلزم میں آپ کی اس قدر شہرت ہوگئی تھی کہ شاہ جارج پنجم جب پرنس آف ویلز (PRINCE OF WALES) کی حیثیت سے سال ۱۹۰۶ء میں ہندوستان کے دورہ پر آئے تو چند مخصوص صحافیوں کو شہزادہ کے ساتھ دورہ پر رہنے کے لئے منتخب کیا گیا آپ بھی ان میں شامل تھے۔

Marfat.com

مُرید ہوکر سلوک تمام کرنے کے بعد آپ نے اپنے شیخ کی سرپرستی میں بمبئی سے ایک ماہوار رسالہ موسوم بہ "انوار القدس" جاری کیا جس کے ذریعہ روحانیت اور تصوف کی کافی خدمت ہوئی۔ اور لوگوں کے درمیان تصوف کے متعلق جو غلط فہمیاں تھیں ان کا کافی حد تک ازالہ ہوگیا۔ "انوار القدس" کے اکثر مضامین "سترِ دلبراں" میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۰۔ تصانیف حضرت کے مختلف مضامین کو جمع کر کے اب طبع کرالیا گیا ہے۔ اس کتاب کا نام "مضامین ذوقی" ہے۔ اس کے دو اڈیشن ہیں ایک انگریزی اور ایک اردو۔ اس کے علاوہ حضرت کی تصوف و روحانیت میں معرکۃ الآرا کتاب "سترِ دلبراں" بھی شائع ہو چکی ہے جو اس نوعیت کی پہلی کتاب ہے اس سے قبل اس مضمون کی کتاب کسی زبان میں نہیں چھپی۔ مختصراً یہ کہ یہ کتاب تصوف کا انسائیکلو پیڈیا (ENCYCLO FEDIA) ہے۔
ان کے علاوہ آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھی ہیں جن کا مفصل ذکر باب سوانح حیات میں آئے گا۔ کتب سماوی پر ایک نظر۔ برزخ۔ بادہ و ساغر (روحانی ناول) اب شائع ہو چکی ہے۔ القا الہام وحی۔ نیو سرچ لائٹ ان ویدک ایرینز (انگریزی) (NEW SEARCHLIGHT ON VEDIC ARYANS) صوفی ازم (انگریزی) وغیرہ۔ اسی "صوفی ازم" کی ایک گونج انگلستان پہنچی جس نے حبیب اللہ لوگروو (LOVEGROVE) کو گرویدہ بنا کر اُسے روحانی دولت سے مالامال کیا۔

ترتیب ملفوظات حضرت اقدس کے ملفوظات اسی ترتیب سے شائع کئے گئے ہیں جس ترتیب سے بیان ہوئے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر مضمون کے ملفوظات کو یکجا کر کے طبع کرایا جاتا ہے۔ لیکن احقر نے اوّل الذکر طریق کو ترجیح دی ——— اس کا فائدہ یہ ہے کہ جس موضوع پر اور حاضرین کے حسب [illegible] کیفیت کے مطابق حضرت نے گفتگو فرمائی اس سے قارئین آگاہ ہو جاتے ہیں اور اپنے حالات اور کوائف کو اُن پر تطبیق دے کر مفہوم کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ تکرار یعنی ایک بات کے بار بار ذکر ہونے کو حتی الامکان خارج کر دیا گیا ہے لیکن بعض مقامات پر جہاں تکرار سے نئے معانی اور نئے مطالب ظاہر ہوتے ہیں۔ تکرار کو رہنے دیا ہے۔ تکرار کے متعلق حضرت اقدس فرماتے تھے

Marfat.com

کہ جب شیخ کامل اپنے مریدین کے سامنے ایک بات کو بار بار دہراتے ہیں ہر بار ان سے نئے حقائق کا انکشاف مطلوب ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ حضرت مخدوم مہائمی رح (بمبئی) نے جو بیک وقت ایک مفسر۔ محدث۔ فقیہہ اور عارف باللہ تھے اپنی تفسیر میں آیات کے ہر بار واقع ہونے سے مختلف معانی اور حقائق بیان فرمائے ہیں۔ حتیٰ کہ جتنی بار بسم اللہ شریف وارد ہوئی ہے۔ ہر موقعہ پر اس سے سورۃ متعلقہ کے مضمون کے مطابق نئے معانی نکالے ہیں۔

آداب ملفوظات

ملفوظات سے کماحقہٗ فائدہ حاصل کرنے کے لئے چند آداب ضروری ہیں۔ اول یہ کہ ملفوظات پڑھتے وقت باوضو ہو اور مؤدب ہو کر بیٹھے۔ دوم یہ کہ توجہ صاحب ملفوظات کی روح کی جانب ہو۔ اس سے وہ بھی متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور پڑھنے والے کا تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ رُوح مکان و زمان اور موت و حیات کی قیود سے آزاد ہے۔ سوم صاحب ملفوظات کی کسی بات پر اعتراض نہ کرے۔ اگر کوئی بات سمجھ ہی میں نہ آئے تو کسی صاحب حال سے دریافت کرلے۔ ظاہر بین لوگوں سے دریافت کرکے اپنے دماغ کو پراگندہ نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی صاحب حال سے دریافت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ (اہل ذکر سے دریافت کرو) چہارم۔ ملفوظات شروع سے پڑھنے چاہئیں کیونکہ عام طور پر شروع کے ملفوظات مبتدیوں کی حالت کے مطابق ہوتے ہیں اور آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ بعد کے ملفوظات متوسطین اور منتہیوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ جن کو نو آموز نہیں سمجھ سکتے۔ رابعہ بصریؒ اور حضرت حسن بصریؒ کے مواعظ کا قصہ آپ کو یاد ہوگا۔

آخیر میں یہ ناچیز اُن حضرات سے معذرت چاہتا ہے۔ جن کا ذکر ملفوظات میں آیا ہے۔ خاص طور پر اُن حضرات سے جن کو اپنا ذکر ناگوار معلوم ہو کیونکہ ان کے متعلق واقعات درج کرنے سے غرض فقط تعلیم و اصلاح ہے۔ ہجو و توہین قطعاً نہیں۔

اس کے بعد احقر اراکینِ "محفلِ ذوقیہ" خصوصاً حضرت شاہ شہید اللہ صاحب

Marfat.com

مدظلہٗ العالی۔ خطیب مولانا محمد حسین صاحب برے۔ مسٹر فرخ حاجی محمد صاحب۔ عبداللہ شگے صاحب و دیگر حضرات کا بے حد مشکور ہے کہ انہوں نے اس کارِ عظیم کی طباعت واشاعت میں بہت محنت فرمائی ہے نیز سید شریف الحسن جن کو حضرت اقدس کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہے۔ اور جنہوں نے سوانح حیات مہیا کی ہے اور ملفوظات کے مسودہ کی تصحیح فرمائی ہے۔ احقر بہت ممنون ہے۔

علاوہ ازیں سید مقصود حسن صاحب۔ مسٹر محمد امیر ایاز صاحب (بہاول پور) اور دیگر حضرات کا جنہوں نے اس کام میں معاونت فرمائی ہے۔ یہ احقر بے حد شکر گذار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے دینی و دنیوی مقاصد پورے فرمادیں۔ آمین۔

نوٹ:۔ کتاب کے آخیر میں ضمیمہ جات ملاحظہ ہوں۔ ضمیمہ اول میں حضرت اقدس کے نامور مریدین کا ذکر ہے۔ اور ضمیمہ دوم میں اذکار و مشاغل و مراقبات مروجہ کا۔

اَلعَبدُ الضعیف

واحد بخش بی اے چشتی صابری

بہاول پور

۱۲ر نومبر ۱۹۵۷ء

نوٹ

برادرِ سلسلہ کیپٹن واحد بخش صاحب سیال بی اے کے ہم شکر گزار ہیں کہ موصوف نے اس دورِ الحاد میں ایک شیخ مکمل کے ارشاداتِ گرامی تا حدِ امکان محفوظ کر لئے ہیں۔ جسے بغرض رفاہِ عام "محفل ذوقیہ" کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کیا جاتا ہے۔

نیز اس کتاب میں پہلے وہ مقالات قدسیہ تبرکاً درج کئے جاتے ہیں۔ جو قطب ارشاد شاہ سید محمد ذوقی رح کے خلیفہ و جانشین حضرت شاہ شہید اللہ صاحب ادام اللہ فیوضہ نے قلم بند کئے تھے۔

ناشران
ارا کین (محفل ذوقیہ)

حضرت ذوقی شاہ صاحب رح کی تمام تصنیفات ان پتوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں :-

(۱) محفلِ ذوقیہ :- ڈون ہاؤس۔ للی روڈ۔ صدر (کینٹ) کراچی۔
(۲) محفلِ ذوقیہ :- بمعرفت ایف۔ ایچ محمد، بنگلہ ۵۵ راجہ محمود آباد روڈ، کراچی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ملفوظات

جمع کردہ حضرت شاہ شہید اللہ صاحب (لندنی)

۴ر رجب ۱۳۶۱ھ - اجمیر شریف

مقصد براری کیلئے سلسلہ کا اکسیر عمل

تسخیر اور دستِ غیب کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ یہ بہت نیچے کی چیزیں ہیں۔ سالک کو ان باتوں میں الجھ کر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا تعلق دنیا سے ہے اور دنیا طلبی سلوک میں روا نہیں ہے۔ پھر بھی ہمارے سلسلہ میں ایک اکسیر عمل ہے۔ جس سے ضرورت فوراً رفع ہو جاتی ہے۔ وہ یہ کہ جب کوئی ضرورت پیش آئے دل کو غیر اللہ سے پاک و صاف کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ یہ طریق مسنون بھی ہے کہ دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے دو رکعت نماز پڑھے حاجت پوری ہو جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ جب بچے کو کانٹا چبھتا ہے تو وہ جا کر ماں کو چپٹ جاتا ہے۔ ماں خود بخود اس کی تکلیف معلوم کر کے اُسے دور کر دیتی ہے۔ ماں تو جاہل اور بے اختیار ہے۔ لیکن اگر یہی روش اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار کی جائے جو ہر چیز پر قادر ہے تو وہ ضرور عنایت فرماتے ہیں۔ بس غیر اللہ کو دل سے نکال کر اُس سے چپٹ جانا چاہئے۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ فرمایا ایک شخص کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عمل تسخیر طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا ذرا ٹھیر جاؤ۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک خادم نے آکر عرض کیا کہ حضور آج لنگر میں کچھ نہیں ہے۔ نہ آٹا ہے [illegible] سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی۔ جب نماز پڑھ چکے تو خادم نے آکر عرض کیا کہ فلاں رئیس کی طرف سے اتنے اونٹ اناج کے اور اتنے شکر کے اور اتنے ٹین گھی آئے ہیں اور اتنی اشرفیاں بھی اُس نے پیش کی ہیں۔ اس پر انہوں نے اُس آدمی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے پاس تو تسخیر کا یہی عمل ہے۔

Marfat.com

بس انسان کو چاہیئے کہ بچے کی طرح ماں کو لپٹ جائے۔ ماں خود بخود اس کی تکلیف معلوم کرکے اُسے رفع کردے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دل ماسواء سے خالی ہو ورنہ اگر سو رکعت بھی پڑھے گا تو کچھ نہ ہوگا۔ فرمایا یہ کام آسان نہیں ہے۔ بہت مشق کی ضرورت ہے۔

آدابِ محفل سماع

ایک روز ارشاد فرمایا کہ یہ جو محفل سماع میں چوب دار خدام اور مسند نشینی وغیرہ ہے۔ سب مغلوں کی لغویات ہیں۔ محفل سماع سے ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں۔ محفل سماع کے آداب اور ہیں۔ خواجہ صاحبؒ بادشاہ ہیں اور بادشاہ کے دربار میں بیٹھنے والوں کو چاہیئے کہ ادب سے بیٹھیں۔ بار بار نشست تبدیل نہ کریں۔ ادھر اُدھر نہ دیکھیں۔ جسم کو بلا ضرورت حرکت نہ دیں اور بادشاہ کی طرف متوجہ رہیں ورنہ فیضان میں کمی ہو جائے گی۔

اولیائے کرام اور جوگیوں کی کرامت میں فرق

۱۲۔ رجب ۱۳۶۱ھ

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کو معلوم ہوا کہ شہر میں ایک جوگی آیا ہے۔ جس کے ساتھ دو تین سو چیلے ہیں۔ اور کرامات میں شہرت رکھتا ہے۔ چنانچہ آپ اُسے دیکھنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر چیلوں سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اُس درخت کے اندر ہیں۔ اب اُن کے باہر آنے کا وقت آگیا ہے ابھی آجائیں گے۔ وہ درخت اندر سے کھوکھلا تھا اور اس میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔ جس میں سے گھس کر وہ درخت کے خالی تنے میں داخل ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جوگی دھواں بن کر باہر نکلا۔ چیلوں نے سامنے ایک پانی سے بھرا ہوا طشت رکھ دیا۔ جس میں وہ پانی بن کر ٹپکا اور حضرت شاہ صاحبؒ کے سامنے نمودار ہوا۔ اُس نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ آپ بھی کرامت دکھائیں۔ حضرت نے فرمایا پہلے تم اپنی کرامت دکھا چکا۔ چنانچہ وہ پھر اُسی طرح دھواں بن کر درخت کے اندر گھس گیا اور پھر دھواں بن کر باہر نکلا اور پانی کی طرح ٹپک کر اپنی شکل میں آگیا۔ حضرت شاہ صاحب نے بھی اُسی طرح کیا۔ پہلے آپ دھواں بن کر درخت کے اندر داخل ہوگئے اور پھر دھوئیں کی شکل میں

Marfat.com

باہر آئے اور پانی بن کر ٹپکے اور اپنی اصلی شکل میں نمودار ہوگئے۔ یہ دیکھ کر جوگی نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے۔ آپ نے تو وہی کیا ہے جو میں نے کیا ہے۔ آپ میں اور مجھ میں کیا فرق ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اچھا پھر وہی کرامت دکھاؤ۔ چنانچہ جب اُس جوگی نے پانی کی شکل اختیار کی تو آپ نے اس میں ایک تنکا ڈبو کر رکھ دیا۔ اور چیلوں سے کہا کہ جب میں پانی بن جاؤں تو تم ایک اور تنکا اس میں بھگو کر رکھ دینا۔ انہوں نے اسی طرح کیا جب حضرت پھر اپنی اصلی صورت میں نمودار ہوئے تو جوگی سے فرمایا کہ اب ان دونوں تنکوں کو سونگھو۔ جب اس نے تنکوں کو سونگھا تو اس کے اپنے تنکے میں پاخانہ کی بدبو تھی۔ اور جو تنکا حضرت کے پانی میں بھگویا گیا تھا اس میں نہایت نفیس مشک کی خوشبو تھی۔ اس پر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ ہے فرق مجھ میں اور تم میں۔ تم یہ چیزیں نجس طریقے سے کرتے ہو اور ہمارا طریقہ پاک ہے۔ وہ آدمی سمجھدار تھا سمجھ گیا اور اپنے چیلوں سمیت مشرف باسلام ہوا۔ اس کی قبر گنگوہ شریف میں موجود ہے۔

وجد

۱۴۔ رجب ۱۳۶۷ھ حضرت اقدسؒ ایک کتاب دیکھ رہے تھے۔ اس میں سے پڑھ کر فرمایا کہ قوالی میں وجد مبتدی کے لئے کمال ہے لیکن منتہی کے لئے نقص ہے۔ اس وجہ سے کہ شروع میں ایک نئی چیز سے محظوظ ہو کر روح وجد میں آجاتی ہے لیکن بعد میں جب کئی بار وہی کیفیت حاصل ہوتی ہے تو اس سے لذت ضرور محسوس ہوتی ہے لیکن وجد نہیں آتا۔ جس طرح جب کوئی شخص پہلی دفعہ قلمی آم یا قلاقند کھائے تو اس کی خوشی میں وہ مسرت سے جھومتا ہے۔ لیکن بہت دفعہ کھا لینے کے بعد اُسے لذت تو محسوس ہوتی ہے لیکن وجد نہیں آتا۔

اللہ کی ہستی کا ادراک اپنی ہستی سے

ارشاد فرمایا کہ انسان اپنی ہستی کا احساس کر سکتا ہے [illegible] کی حیات کا احساس نہیں کر سکتا [illegible] کو اللہ کی ہستی کی ایک آواز بازگشت (ECHO) سمجھو۔ اس سے فوراً کام بن جاتا ہے۔ صرف پندرہ منٹ کا کام ہے۔ صفاتی اذکار و مشاغل سے کچھ نہیں بنتا۔ جو شخص شغل ذات نہیں کرتا وہ کبھی انتہا تک نہیں پہنچتا۔ بس یہ خیال جما لینا چاہئے کہ

Marfat.com

میں نہیں ہوں وہ ہے۔

آغازِ سفر کن ایام میں ممنوع ہے

۱۵۔ رجب ۱۳۶۱ھ

ارشاد فرمایا کہ سینچر کی رات کو سفر شروع کر سکتے ہو کیونکہ جمعہ کی برکات جمعرات کی شام سے شروع ہوتے ہیں اور سینچر کی رات تک رہتے ہیں۔ البتہ سینچر کے دن کو سفر شروع نہیں کرنا چاہیئے (اس کے متعلق ایک اور ملفوظ میں وضاحت کر دی گئی ہے)

پھول کی شان دکھانے کے لئے کانٹوں کا وجود لازمی ہے

۱۷ر رجب ۱۳۶۱ھ

ارشاد فرمایا کہ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز ایک گلاب کا پھول ہیں۔ باقی سب کانٹے ہیں۔ ایک پھول کی خاطر سینکڑوں کانٹوں کو پانی دیا جاتا ہے آپکی شان دکھانے کیلئے کانٹوں کا وجود لازمی ہے

قرآن و حدیث میں مذکورہ وظائف و معمولات کے بارہ میں اجازت کی ضرورت نہیں

ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ قرآن و حدیث یا بزرگان کے ملفوظات میں وظائف وغیرہ کا ذکر ہے۔ کیا ان پر بغیر اجازت شیخ عمل کیا جا سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ قرآن اور حدیث میں جو وظائف اور معمولات ہیں ان کے لئے اجازت شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ جو معمولات بزرگوں کے ملفوظات میں درج ہیں وہ مختلف مشائخ اور مختلف سلسلوں کی خاص چیزیں ہیں جو ان کو بذریعہ کشف ملی ہیں یا اُن کے تجربہ کا نتیجہ ہیں یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو ملی ہیں۔ ان کے لئے اجازت شیخ ضروری ہے۔

مادرزاد ولی

۱۸ر رجب ۱۳۶۱ھ

ارشاد فرمایا کہ جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح ماں کے پیٹ میں تھے تو چار ابدال ان کے مکان کے پاس سے گذرے۔ ایک نے کہا کہ اس گھر میں ایک حاملہ عورت ہے جس کے بطن میں قطب ہے۔ آیئے اُن کو سلام کریں چنانچہ وہ سلام کر کے چلے گئے۔ چند سال کے بعد ان کا پھر وہیں گذر ہوا۔ اس وقت قطب صاحب

Marfat.com

لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ وہ ابدال وہیں رک گئے اور قطب صاحبؒ کو سلام کیا قطب صاحبؒ نے کہا وعلیکم السلام۔ وعلیکم السلام۔ انہوں نے دریافت کیا کہ دو دفعہ جواب دینے کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں ماں کے پیٹ میں تھا تو آپ نے سلام کیا تھا۔ اس کا جواب مجھ پر فرض تھا۔ اس وقت میں نے اس لئے جواب نہ دیا کہ کہیں والدہ صاحبہ کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اس لئے اس کا جواب بھی اب دے رہا ہوں۔ اس کے بعد حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ جو حضرات اس طرح پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے بلند مراتب پر پہنچنا کیا مشکل ہے۔ وہ تو مادر زاد قطب تھے۔ اور ایسی عجیب و غریب ہستی تھے۔ جس کی کوئی نظیر نہیں۔ یہاں تک کہ بعض کے نزدیک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس کا مقام بلند ہے۔ مرید کا یا شیخ کا۔ بندہ نواز سید محمدؒ گیسو درازؒ نے اس سوال کے جواب میں کہ اس کی کوئی مثال ہے کہ مرید اپنے پیر سے بڑھ جائے۔ اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ہاں قطب صاحبؒ۔

حضرت غوث علی شاہ صاحبؒ کے سامنے ایک دفعہ یہ ذکر ہوا کہ حضرت شاہ بو علی قلندرؒ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم میرے لئے جاگو تو میں تم کو اپنا دیدار دکھلاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت بو علی قلندرؒ ایک سال تک نہ سوئے۔ حضرت غوث علی شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ کون سی بڑی بات ہے۔ اگر میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی گفتگو ہو جاتی تو میں پچیس سال تک جاگتا۔ کیونکہ فیضِ کلام سے معاملہ آسان ہو جاتا ہے۔ کمال تو اس میں ہے کہ بغیر اس کے محنت کر رہے ہیں۔ چکی پیس رہے ہیں۔ جاگ رہے ہیں۔ نہ کچھ دیکھا ہے نہ سنا ہے۔ صرف غیب پر ایمان ہے۔ مگر جاگ رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا کہ کس طرح غلبۂ مصیبت کے وقت جب [illegible] میں ایک دفعہ ان سے دریافت فرماتے تھے کہ ایوب کیسے ہو تو [illegible] آٹھ پہر وہ اس ذوقِ کلام میں مست رہتے اور تکلیف و درد بالکل محسوس نہ ہوتا۔

سانپ کی لطیف مزاجی ارشاد فرمایا کہ سانپ راگ کا عاشق ہے۔ وہ خوشبو کا بھی

Marfat.com

عاشق ہے۔ سانپ بہت نفیس مزاج جانور ہے۔ تو اُن مولوی صاحبان سے جن کے دل میں راگ کا کچھ اثر نہیں ہوتا سانپ بھی اچھا ہے۔

۱۹ رجب ۱۳۶۱ھ

ایک دفعہ مجھے پیچش ہو گئی۔ حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ دو دفعہ گڑ دسترخوان پر آیا ہے۔ یہ گڑ کی مہربانی ہے۔ اس سے پیٹ میں گرمی ہو گئی ہے۔ جس سے دست شروع ہو گئے۔ اگر یہ دست نہ آتے تو BRONCHITIS (شدید نزلہ) ہو جاتا۔ گرمی کی وجہ سے تمام خرابیاں نکل رہی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور شکایت کی کہ مجھے دست آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا شہد کھاؤ۔ دوسرے روز وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا کہ شہد کھانے سے دست زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر کھاؤ۔ تیسرے دن وہ پھر آیا اور عرض کیا دست اور زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ سچا ہے اور تیرا پیٹ جھوٹا۔ شہد کھاؤ۔ آخر یہ ہوا کہ شہد کی گرمی سے پیٹ میں جو خرابی تھی سب دور ہو گئی۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ یاد رہے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالے نے شہد کے متعلق فرمایا ہے۔ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ط (اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے)

برکاتِ مصائب

ارشاد فرمایا کہ ایک صحابیؓ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص بہت خوش نصیب ہے۔ مال و دولت ہے۔ بیوی بچے ہیں اور طرہ یہ کہ کبھی بیمار بھی نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا اس سے بچو۔ اس پر اللہ کی رحمت نہیں ہے۔ مصیبت اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں پر نازل کرتا ہے تاکہ نفس کا زور کم ہو۔ اور قربِ الٰہی حاصل ہو۔ عیش و عشرت میں نفسانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اللہ سے بُعد ہو جاتا ہے۔ جب مقصود اللہ ہے تو مصیبت رحمت ہوئی اور عشرت زحمت۔ فرمایا دو بھائی تھے۔ ایک امیر تھا دوسرا غریب۔ امیر بھائی غریب کو اس کی غربت کی وجہ سے چھیڑا کرتا تھا۔ ایک دن غریب بھائی نے کہا کہ تم اس واسطے اتراتے ہو کہ تمہیں فرعون کی وراثت ملی ہے اور مجھے حضرت موسیٰؑ کی۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ بیماری میں جو مشاغل چھوٹ جاتے ہیں۔ ان کا اجر ملتا ہے۔ البتہ جو فائدہ روحانیت اور جسمانیت کو مشاغل سے ہوتا ہے۔ وہ نہیں ملتا لیکن اجر ضرور ملتا ہے۔

Marfat.com

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکیؒ کا انکسار

ایک روز حضرت اقدسؒ اپنی بیاض میں سے حضرت حاجی صاحبؒ کے اشعار پڑھ کر سنا رہے تھے۔ ایک مصرعہ یہ تھا ؎

بباطن شاہ کونینم۔ بظاہر خوار مے گردم

فرمایا اُن میں بہت انکسار تھا۔ ان کی کتاب شمائم امدادیہ میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے مریدین سے فرمایا کرتے تھے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ تم لوگوں کا حُسنِ ظن ہے۔ امید ہے اس حسن ظن کی وجہ سے مجھے بخش دیا جائے گا۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ جب سر میں درد ہوتا یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو اپنے مریدین سے کہتے تھے کہ میرے لئے دعا کرو تم طالب اللہ ہو۔ تمہاری دعا قبول ہوگی۔ ایک طرف یہ انکسار اور دوسری طرف یہ تصرفات اسکے بعد حضرت نے وہ حکایت بیان فرمائی جس میں شریف مکہ کی حاجت براری کا ذکر ہے۔ یہ حکایت اور مقام پر درج کی جائے گی۔ حکایت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ دیکھو تو ایک طرف ایران کا خزانہ لا رہے ہیں اور وزیروں کو معزول اور مقرر کر رہے اور دوسری طرف یہ عجز و انکسار۔ اس مصرعہ کے یہی معنی ہیں ؎ بباطن شاہ کونین ام۔ بظاہر خوار می گردم

فرمایا حاجی صاحبؒ بہت بڑی ہستی تھے۔ آپ قطب تھے۔ مکہ معظمہ میں تین سو ساٹھ اولیاء اللہ رہتے ہیں۔ اور حاجی صاحبؒ ان سب سے افضل تھے۔ متقدمین میں بھی ایسے لوگ بہت کم گذرے ہیں۔

بمبئی کے سیٹھ کی نذر

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ بمبئی کا ایک سیٹھ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں پانچ سو روپے نذر پیش کرنا چاہتا تھا۔ ایک تاجر بمبئی سے مکہ معظمہ جا رہا تھا۔ اُس نے وہ نذر اس کے [illegible] پہنچ کر اُس تاجر نے آپ کے پاس خط بھیجا کہ میرے پاس آ[illegible] روپے امانت ہیں۔ کسی آدمی کو بھیج کر منگوا لیجئے۔ حاجی صاحب نے جواب میں لکھا کہ جس نے روپے بمبئی سے مکہ معظمہ تک پہنچائے وہی آپ کے مکان سے میرے مکان تک پہنچا سکتا ہے۔ یہ جواب سُن کر وہ آدمی حیران ہوا۔ اور لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ کون ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ

Marfat.com

وہ بہت بڑے بزرگ ہیں اور تم نے ان کو گھر پر بلا کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ وہ کسی کے مکان پر کچھ لینے کی غرض سے نہیں جاتے۔ چنانچہ وہ شخص روپے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ادب سے رقم پیش کی۔ اور اپنی طرف سے بھی مزید پانچسو روپے پیش کئے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک اور شخص حج کو گیا۔ وہ ایک سرائے میں گیا۔ جہاں سب فقیر رہتے تھے۔ اور فقیروں میں دو دو آنے تقسیم کئے۔ اس وقت حاجی صاحب رح اس سرائے میں اوپر کے ایک کمرے میں رہتے تھے۔ جب سب فقیروں کو دے چکا اُن سے دریافت کیا بس اب کوئی باقی تو نہیں رہ گیا۔ لوگوں نے کہا اوپر ایک فقیر رہتے ہیں جو نیچے نہیں آیا کرتے۔ صرف حرم شریف میں جانے کے لئے نیچے آتے ہیں۔ چنانچہ وہ آدمی اوپر گیا اور دیکھا کہ نہایت ٹھاٹھ سے بیٹھے ہیں۔ فرش بچھا ہوا۔ اور تکیہ وغیرہ لگے ہوئے ہیں۔ حاجی صاحب کی بہ ظاہر یہ حالت تھی اور حقیقت میں وہ کئی کئی روز فاقہ سے رہتے تھے۔ ایک دفعہ سات روز کے فاقہ کے بعد ایک دوست سے قرض مانگا۔ لیکن اس کے انکار پر آپ نے عہد کیا کہ آئندہ کسی سے حاجت طلب نہیں کریں گے۔ سوائے اللہ کے کیونکہ آپ پر وحدت افعالی منکشف ہوئی۔ خیر وہ آدمی تھوڑی سی دیر بیٹھا رہا۔ لیکن شرم کے مارے دو آنے نہ دیئے۔ اب وہ اُٹھ کر جانے لگا تو حاجی صاحب ننگے پاؤں اُس کے پیچھے گئے اور کہا بھائی وہ دو آنے پیسے دیتے جاؤ۔ مجھے کیوں محروم کر رہے ہو۔

ادھر پانچ سو روپے سے انکار ہے اور وہ ایک ہزار روپے بن جاتے ہیں اور دوسری طرف اس قدر انکسار ہے کہ دو آنے کے پیچھے ننگے پاؤں دوڑ رہے ہیں۔

اہلیہ محترمہ کو آخری دعوت

اس کے بعد حضرت اقدس رح نے ارشاد فرمایا کہ وصال سے تھوڑی دیر پہلے حضرت حاجی صاحب رح نے اپنی بیوی کو بلا کر فرمایا کہ تم دنیا چاہتی ہو یا دین۔ اگر دنیا چاہتی ہو تو میں تم کو مالا مال کردوں گا۔ اگر دین چاہتی ہو تو محض اللہ پر بھروسہ کرنا ہوگا۔ آپ کی بیوی نے کہا مجھے دنیا کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے لئے اللہ کافی ہے۔ یہ سن کر حاجی صاحب رح نے گھر کا سب سامان خیرات کر دیا۔ حتیٰ کہ لوٹا تک بھی نہ رکھا جس سے آپ کو غسل دیتے

Marfat.com

وصال کے بعد لوٹا کہیں سے مانگ کر آپ کو غسل دیا گیا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ وارث حسن صاحبؒ جو اس وقت موجود تھے بیان کرتے تھے کہ جنازہ کے ساتھ اس قدر ہجوم تھا کہ کندھا لگانے کے لئے نزدیک جانا دشوار تھا۔ اب لوگوں کو فکر ہوئی کہ آپ کی بیوی کیسے بسر اوقات کریں گی۔ وہاں کوئی یار و مددگار نہ تھا۔ لیکن ایسا ہوا کہ ان کو کبھی کوئی تکلف نہ ہوئی اور ہمیشہ عیش و عشرت سے رہتی تھیں۔ آخر چھ ماہ کے بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حاجی صاحبؒ بہت بڑی ہستی تھے۔ جب کوئی آپ کے پاس جاتا تو خالی واپس نہ آتا۔ کوئی نہ کوئی عطیہ لے کر آتا۔ اجازت یا کچھ اور۔ اب بھی وہی حال ہے آپ کے مزار پر بہت فیضان ہوتا ہے۔

ضرورت شیخ

۲۲ رجب سنہ ۱۳۶۱ھ روز پنجشنبہ

ارشاد فرمایا کہ انسان کے جسم کے دو حصے ہیں۔ ایک علوی اور دوسرا سفلی۔ سر سے ناف تک علوی ہے۔ اور ناف سے نیچے سفلی۔ علوی کا مرکز لطیفہ سِرّ ہے اور سفلی کا مرکز لطیفہ نفس (ناف)۔ لطیفہ سِرّ کے لئے ایک شغل کیا جاتا ہے جسے شغل دائرہ حقی کہتے ہیں۔ سلوک میں دونوں حصوں کی نشوونما کی جاتی ہے۔ یہ شیخ کا بڑا کام ہے کہ ان میں توازن (CORRECT PROPORTION) رکھا جائے۔ سفلی حصہ کو مغلوب رکھنا پڑتا ہے اور علوی کو غالب۔ جس طرح سوار اور گھوڑا۔ سوار کو ہمیشہ گھوڑے پر غالب رہنا ضروری ہے۔ ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ اس لئے شیخ کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ کام سالک خود نہیں کر سکتا۔

سلوک عیسوی اور سلوک محمدی

شنبہ ۲۴ رجب سنہ ۱۳۶۱ھ

جب حضرت اقدس نے مکان بدلنے کا خیال [illegible] فرمایا کہ مکان بدلنے میں کم از کم [illegible] کی تکلیف رہتی ہے اگر کندھے پر صرف کمبل ہے تو جہاں گئے پڑ گئے۔ یہ سلوک عیسوی ہے۔ لیکن سلوک محمدی میں مجاہدہ کرنا پڑا۔ اس [illegible] قافلے کے ساتھ۔ اور یہ بہت مشکل کام ہے۔ سلوک عیسوی آسان ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ کوئی مکان، نہ بیوی بچے اور نہ رشتہ دار

Marfat.com

کبھی اس پیڑ کے نیچے۔ کبھی اس پیڑ کے نیچے جا بیٹھتے۔ اُن کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ چلو سے پانی پیتے تھے۔ خرقہ میں لگی ہوئی سوئی اور ایک ڈورہ تھا۔ یہی لے کر جو تھے آسمان پر پہنچے تو حکم ہوا کہ یہ دنیا کی چیزیں کیوں لائے ہو۔ لیکن ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوتے کے ساتھ عرش پر گئے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ جوتا اُتار دو۔ اس کے بعد فرمایا کہ مولانا صاحبؒ نے مجھے حکم دیا کہ نکاح کرلو۔ ایک سال تک میں ٹالتا رہا۔ آخر آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں نکاح کا حکم دیا ہے۔ اور تم ایک سال سے ٹال رہے ہو۔ تم سلوک عیسوی میں پھنس گئے ہو۔ جب تک نکاح نہ کروگے سلوک محمدی طے نہ ہوگا۔ اور تمہاری منزل میں ترقی نہیں ہوگی۔ میں نے کہا اگر منزل میں ترقی نہ ہوگی تو یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ اور میرا نکاح آپ جس سے کرنا چاہتے ہیں کردیجئے۔

۲۸۔ رجب ۱۳۶۱ھ (چہارشنبہ)

تبرکات میں شفاء

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ہمارے مولانا صاحبؒ شاہ مینا کے مزار (لکھنؤ) پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں ان کو کسی نے تبرک پیش کیا جو معمولاً چنے کی دال گائے کا گوشت اور موٹی روٹی ہوا کرتی ہے۔ تبرک لے کر آپ فوراً ڈپٹی نہال الدین صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ جن کے بھانجے سخت بیمار تھے۔ ان کو معدہ کی شکایت تھی۔ وہاں پہنچتے ہی سیدھے مریض کے کمرہ میں گئے اور تبرک سامنے رکھ کر فرمایا کہ خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ بعد میں فرمایا کہ اگر کوئی اعتراض کرتا تو میں بید ہاتھ میں لے کر مارنے کے لئے تیار تھا۔ انہوں نے تبرک کھایا اور شام تک چلنے پھرنے لگے اور دو تین دن میں بالکل اچھے ہوگئے۔ فرمایا کبھی کبھی حقیر چیزیں مفید ثابت ہوتی ہیں۔ اس موقعہ پر میں نے عرض کیا کہ شب معراج کی فاتحہ کھا کر میں بھی پیچش سے اچھا ہوگیا ہوں۔ اس پر حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ بیماری کے لئے وقت مقرر ہے جو تقدیر میں لکھا ہے۔ یہ ایسا ہے کہ فرض کرو کہ ہم کسی کو سلب مرض کی توجہ دیتے ہیں۔ جو آٹھ دن کے بعد ظاہر ہوگی۔ اس دوران میں اگر کوئی شاہ صاحب آئے اور کچھ کرے اور دوسرے دن مریض اچھا ہوجائے تو لوگ تعجب کریں گے کہ اس دم میں کیا تاثیر ہے۔

Marfat.com

وساوس کی وجہ سے شرم محسوس کرنا علامتِ ایمان ہے

۲۔ شعبان ۱۳۶۱ھ

ارشاد فرمایا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کبھی کبھی دن میں ایسے خطرات و وساوس آتے ہیں کہ زبان پر لانے سے مجھے شرم آتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایمان کی علامت ہے۔ کیونکہ خطرات و وساوس تو شیطان کی طرف سے آتے ہیں اور اُن کی وجہ سے شرم محسوس کرنا ایمان کی علامت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک اور صحابی نے عرض کیا کہ جب آپ کے حضور میں بیٹھتا ہوں تو قلب کی کیفیت اور ہوتی ہے اور جب گھر میں بال بچوں کے ساتھ ہوتا ہوں تو اور کیفیت ہوتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میری صحبت میں اور گھر میں یکساں کیفیت ہوتی تو فرشتے تمہارے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے آجاتے۔

حقیقتِ انسان۔ حقیقت کعبہ سے افضل ہے

اس کے بعد اولیاء اللہ کا ذکر ہونے لگا فرمایا۔ ان لوگوں کا حساب ہی الگ ہے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور گڈریے کا قصہ بیان فرمایا جو مثنوی مولانا روم میں درج ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ سر محمد رفیق نے جو حضرت مولانا صاحب کے مرید تھے اور وائسرائے کی کونسل کے ممبر تھے۔ ایک دفعہ مولانا صاحب سے دریافت کیا کہ آستانہ خواجہ غریب نواز پر سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ مولانا صاحب نے فرمایا۔ اندر جاؤ۔ جب وہ اندر گئے تو کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے گردن پکڑ کر پیشانی چوکھٹ پر رکھوائی۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ حقیقت عبد حقیقت کعبہ سے بڑی ہوتی ہے۔ کیونکہ کعبہ کے متعلق تو صرف اللہ [illegible] نے "بیتی" یعنی "میرا گھر" فرمایا ہے اور وہاں اللہ میاں رہتے تھوڑی ہیں۔ کعبہ کو اللہ سے [illegible] ہے وہاں کچھ تجلیات ہیں۔ کعبہ صرف ایک صفت کا مظہر ہے اور انسان مظہر جمیع اسماء و صفات ہے۔ اس میں کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ بھی ہے۔ اسی طرح

حقیقتِ عبد حقیقتِ قرآن سے افضل ہے

حقیقت عبد حقیقت قرآن سے افضل ہے کیونکہ قرآن شریف صرف ایک صفت کا مظہر ہے صفت کلام۔ اس لئے

Marfat.com

مولوی صاحبان کے نزدیک بھی قرآن کو تکیہ کے نیچے رکھ کر سو سکتے ہیں۔ مولوی صاحبان اس امر کو جائز بتلاتے ہیں۔ لیکن اس کی وجہ نہیں بیان کر سکتے۔ فرمایا حضرت بایزید بسطامیؒ اس اونچے مرتبہ پر پہنچنے سے قبل ایک دفعہ حج پر جا رہے تھے۔ راستے میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا جو روپیہ تم حج کے خرچ کے لئے لائے ہو یہیں رکھ دو اور میرا طواف کرو۔ اس وقت تم میں اتنی صلاحیت پیدا نہیں ہوئی کہ حج سے فائدہ حاصل کر سکو اگر میرا طواف کرلو گے تو تمہارے اندر یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ حضرت بایزیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ واقعی اس وقت میرے اندر یہ صلاحیت نہ تھی۔ اور ان بزرگ کی خدمت سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ جب حج کو گئے تو ہر دو قدم کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ جب حرم شریف میں پہنچے تو ان کی نظروں سے کعبہ غائب تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ میری ایک ضعیف بندی حج پر آ رہی ہے کعبہ اس کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا اچھا میں بھی اس اللہ کی بندی کی زیارت کر لوں۔ جا کر دیکھا کہ رابعہ بصریؒ آ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیا شور مچا رکھا ہے کہ کعبہ استقبال کے لئے آتا ہے۔ حضرت رابعہؒ نے جواب دیا کہ میں نے کیا شور مچایا ہے۔ مجھے معلوم بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ جب آپ نے بتایا کہ کعبہ استقبال کو آیا ہے تب مجھے معلوم ہوا۔ میں تو چپکے سے آ رہی تھی۔ ہاں شور تو تم نے مچایا ہے کہ ہر دو قدم پر دو رکعت ادا کرتے ہوئے آئے ہو اور ساری دنیا میں شہرت ہو گئی ہے فرمایا رابعہ بصریؒ کی نظر بہت اونچی تھی۔

۱۰۔ شعبان ۱۳۶۱ھ

مجاہدات میں برکت

ارشاد فرمایا بعض تکالیف ایسی ہوتی ہیں کہ جن سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن بندی نہیں سمجھ سکتا۔ ایک دفعہ میں کسی وجہ سے جنگل میں بھیجا گیا وہاں تین دن تک کھانا نہ کھایا۔ جب واپس آیا تو خیال تھا فوراً کھانے کو کچھ لے گا۔ لیکن مولا صاحبؒ نے فرمایا کہ آج کھانا مت کھانا اور لنگر والے کو حکم دیا کہ آج رات ذدی

Marfat.com

کو کھانا مت دینا۔ رات کے وقت جب لنگر والا آیا تو اس نے بتایا کہ آج آپ کے لئے کھانا دینے کی ممانعت ہے۔ کھانا نہ کھانے کی وجہ سے پچھلی رات مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ صبح مولانا صاحب کے پاس ناشتہ آیا کرتا تھا۔ اس میں دو تین پیالیاں چائے کی ہوتی تھیں۔ انہوں نے صرف ایک انڈا لیا اور باقی سب میرے پاس بھیج دیا۔ تین دن کے فاقہ کے بعد یہ تو کچھ بھی معلوم نہ ہوا لیکن پھر بھی کچھ تو تھا۔ اس سے ذرا سکون ہوا۔ اس کے بعد مولانا صاحبؒ نے بلایا۔ مجھے ایک قسم کی روٹھ ہوگئی کہ تین دن تو ہو گئے ہیں۔ چوتھے دن بھی فاقہ کروا رہے ہیں۔ مشاغل وغیرہ کیسے کرسکتے ہیں۔ جب میں مولانا صاحب کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد تم میرا شکریہ ادا کروگے۔ اس وقت تمہیں معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ نہ شکایت کی۔ نہ ہاں کہا بلکہ خاموش کھڑا رہا۔ یہ درست تھا کہ ہم اس وقت ان باتوں کے فوائد نہیں معلوم کرسکتے تھے۔ خیر جب رخصت ہونے والا تھا تو میں نے کہا آج دوپہر کو تو کھانا ملے گا۔ آپ ہنسے اور فرمایا ہاں آج جس قدر کھانا چاہتے ہو کھاؤ۔ بعد میں سات سات دن کے فاقے ہوئے اور ایک رات کا فاقہ تو کچھ بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دیکھو جہاں میں بیٹھتا ہوں میرے پیچھے دیوار پر کیسا تیل کا نشان ہے۔ حالانکہ میں تیل کبھی نہیں لگاتا۔ جسم میں اتنی چکناہٹ ہے۔ باوجود اس راشن کے جو آجکل ہم کھاتے ہیں۔ یہ سب میرے والد مرحوم کی بدولت ہے۔ جب میں چھوٹا تھا تو اس قدر اچھی غذا کھلاتے تھے کہ جس کا اثر اب تک موجود ہے۔ ورنہ مجھ سے بہت سخت مجاہدے لئے گئے ہیں۔ سات سات دن تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ میرے بال بھی قبل از وقت سفید ہوگئے لیکن یہ چکناہٹ صرف اس غذا کا نتیجہ ہے۔

اولیاء کے پاس دنیا کا ہونا کیسا ہے

۱۱ر شعبان ۱۳۶۱ھ

ارشاد فرمایا کہ جن اولیاء اللہ کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہوتی ہے اُن کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔ کیونکہ ان میں اس قدر قوت ہوتی ہے کہ وہ دین اور دنیا دونوں کا حق ادا کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت اقدسؒ نے حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی رح کا قصہ بیان فرمایا۔ جو کسی اور جگہ پر درج

Marfat.com

ملفوظات ہو جائے گا۔ اس کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم رح اور حضرت شاہ عبدالباری کا قصّہ بیان فرمایا کہ کس طرح وہ امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتے تھے اور شان سے شکار کو جاتے تھے۔ لیکن ساتھیوں سے نکل کر پوشیدہ ہو کر مشغول ہو جاتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رح کو بھی شکار پر ساتھ لے گئے اور ایک دریا کے کنارے پہنچ گئے اور وہاں نسبت قہقہہ سے ان کی تکمیل کرا دی۔ فرمایا نسبت قہقہہ چشتیوں کی ایک مخصوص چیز ہے۔ اس سے ایسے قہقہے ہوتے ہیں کہ پسلیاں ٹوٹنے لگتی ہیں۔ نسبت گریہ بھی ہے۔ لیکن ہمارے سلسلہ میں نسبت قہقہہ ہے۔ یہ قصّہ کسی اور جگہ پورا درج ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ دین اور دنیا کا یکجا جمع ہونا بہت مشکل ہے۔ تکلیف وہ ہے۔ دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے اور بڑی مشکل سے توازن قائم ہوتا ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب جب ہجرت کر کے مکہ معظمہ گئے تو شروع میں آپ کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ سات سات دن تک فاقے ہوتے تھے۔ وہاں آپ بالکل اجنبی تھے۔ نہ کوئی جانتا تھا نہ پہچانتا تھا۔ ایک دن ایک فقیر آیا اور کہا کہ آپ نے کیا شور برپا کیا ہے۔ رات میں نے عالم معاملہ میں دیکھا کہ ایک شور مچ رہا ہے کہ امداد اللہ کے لئے وظیفہ مقرر کیا جائے وہ بہت تکلیف میں ہیں۔ اسی رات حضرت خواجہ غریب نواز رح نے حاجی صاحب سے خواب میں فرمایا کہ آپ کے لئے رقم کثیر مقرر ہوئی ہے۔ حاجی صاحب رح نے عرض کیا کہ رقم کثیر تو میں نہیں سنبھال سکوں گا۔ اس کا حق ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ بس میری ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ یہ میرے لئے کافی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کس طرح دُنیا سے گریز کرتے ہیں۔ بس سب سے اچھا یہ ہے کہ ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

۱۷۔ شعبان ۱۳۶۱ھ

محمد علی جناح کو غیبی امداد

ارشاد فرمایا کہ یہ جو مسلم لیگ کو کامیابی ہو رہی ہے صرف جناح کا کام نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کا کام ہے۔ اُسے غیب سے مدد مل رہی ہے۔ قابلیت کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور قابلیت کی وجہ سے جناح کو پسند کیا گیا ہے۔ تم کو یاد ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے عالم معاملہ میں دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں

Marfat.com

کہ محمد علی جناح سے ہمیں بڑا کام لینا ہے۔ امام مالکؒ نے اپنے مجموعہ حدیث میں ایک حدیث درج کی ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ کبھی کبھی کسی فاسق سے اسلام کی بڑی خدمت ہوتی ہے ایک دفعہ میں نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ تاریخ میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی فاسق نے اسلام کی خدمت کی ہو۔ اُس نے کہا کہ مجھے تو یاد نہیں ہے۔ میں نے کہا یہ اب ہو رہا ہے۔ اس حدیث کا محمد علی جناح کی طرف اشارہ ہے۔ اب اس فاسق و فاجر سے اسلام کی بڑی خدمت ہو رہی ہے۔

امامِ وقت کی خصوصیات

فرمایا امام مالکؒ نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو ایسا امام بنانا چاہئیے جو ضروریاتِ وقت کے لئے مناسب ہو۔ اگر کسی وقت فوجی قابلیت کی ضرورت ہے۔ تو ایسا امام ہونا چاہئیے جو فوجی معاملات میں ماہر ہو خواہ وہ فقہ یا دوسرے علوم میں کمزور ہی کیوں نہ ہو۔ اگر سیاسی قابلیت کی ضرورت ہے تو ایسا امام ہونا چاہئیے جو سیاست میں خاص قابلیت رکھتا ہو۔ چنانچہ موجودہ دور میں جناح اپنی سیاسی قابلیت کی وجہ سے نہایت موزوں آدمی ہے۔

اولیائے کرام کی تعلیم وصال کے بعد بھی جاری رہتی ہے بلکہ زیادہ مؤثر ہے

۲۰۔ شعبان ۱۳۶۱ھ

آپ کی طبیعت ناساز تھی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جسم بہت تکلیف دہ چیز ہے بلکہ یہ ایک پنجرہ ہے۔ جب اس کے چھوڑنے کا وقت آئے گا تو ہم بہت خوش ہوں گے۔ اُس وقت ہم بالکل آزاد ہو جائیں گے۔ اور وہ دن ہمارا عید کا دن ہوگا۔ بندہ نے عرض کیا کہ آپ تو خوش ہوں گے لیکن ہم خوش نہیں ہوں گے۔ ہمارے مستقبل کا اعتبار نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ تعلیم وغیرہ میں کوئی فرق نہیں ہوگا وہ تو جاری رہے گی PHYSICAL SEPARATION (جسمانی بعد) کا احساس ہوتا ہے لیکن تعلیم میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ بلکہ وہاں سے تعلیم یہاں سے بھی WIDER SCALE وسیع پیمانہ پر ہوتی ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ کبھی وہ گفتگو اور ہر چھوٹی چھوٹی بات کے متعلق دریافت کرنا تو نہ ہو سکے گا۔ ارشاد فرمایا وہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ دروازہ بھی کھل جاتا

Marfat.com

ہے۔ بندہ نے عرض کیا ہاں اگر کھلے تو۔ فرمایا کھل جائے گا جب ضرورت ہوگی۔ اس وقت ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت اقدس رح پر فالج کا حملہ ہوا۔ اور گفتگو کا موقع نہیں ملتا تھا۔ پھر ماہ رمضان المبارک آیا اور حضرت کی طبیعت اب پہلے سے اچھی تھی لیکن روزے اور مشاغل رمضان کی وجہ سے ملنے کا موقعہ بہت کم ہوتا تھا۔

مسلمان کی کامیابی کا گر

اجمیر شریف۔ ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ (۳ ۔ جون ۱۹۴۴ء)

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ فرمایا موجودہ زمانے کے لوگ اپنے آپ کو بڑے معزز سمجھتے ہیں۔ لیکن عزت اور چیز ہے۔ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رض کے بیت المقدس تشریف لے جانے کا واقعہ بیان فرمایا اور بتایا کہ باوجودیکہ معمولی لباس میں تھے لیکن مخالفین پر کس قدر رعب طاری ہوا۔

رسول خدا صلعم کا تین میل تک رعب

اس کے بعد فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب کئی میل تک پھیلا ہوا تھا اور آپؐ نے خود حدیث شریف میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ آجکل مسلمان بھی غلطی پر ہیں۔ یہ بھی وہی نعرے لگا رہے ہیں جو دوسرے لوگ مثلاً (صنعتی ترقی۔ تعلیم عام INDUSTRIALIZ ATION, EDUCATION, ECONOMIC REFORMS اقتصادی اصلاحات) کے نعرے بلند کئے جا رہے ہیں۔ لیکن ان چیزوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ صرف قوت ایمانی ایک ایسی چیز ہے جس کے سامنے توپ اور مشین گن کچھ نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کے لئے ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صرف قوت ایمانی سے سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رض کا واقعہ بیان فرمایا کہ کس طرح انہوں نے صرف پچیس سپاہیوں سے ایران کے لشکر کو بھگا دیا۔ اگر آج بھی مسلمان وہی قوت حاصل کر لیں تو وہی زمانہ آجائے گا کہ بارہ سال کے اندر مسلمانوں نے اس وقت کی معلوم دنیا کو فتح کر لیا تھا۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے آیہ کریمہ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ تلاوت فرمائی۔

Marfat.com

اور فرمایا کہ مَا رَمَیْتَ بھی ہے اور اِذْ رَمَیْتَ بھی۔ پھر فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم رضؓ روزانہ کہیں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں آپ کو روزانہ دیکھتا ہوں کہ آپ میری دکان کے سامنے سے گزرتے ہیں۔ کبھی مجھ پر اس قدر رعب طاری ہوتا ہے کہ میں آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اور کبھی کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے جلال کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوتا ہے اور تم پر اس کا پرتو پڑتا ہے اور بعض اوقات یا تو جمالی تجلی ہوتی ہے یا میں تمھاری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے تم کو کچھ محسوس نہیں ہوتا۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب آدمی ذات میں فنا (SATURATED) ہو جاتا ہے تو اس کے صفات بھی ویسے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جب لوہا آگ میں رکھا جاتا ہے تو آگ کی طرح لال ہو جاتا ہے اور اسی طرح جلانے کی خاصیت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت وہ آگ بن جاتا ہے۔ ذات میں بھی اور صفات میں بھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے مولانا صاحب نے باندرہ (بمبئی) میں بمبئی کے ہندو مسلم فساد کے موقعہ پر فرمایا کہ اگر کوئی تم پر حملہ کرے تو اپنا ہاتھ میرا ہاتھ سمجھ لینا جس کو تم مارو گے وہ فوراً گر جائے گا۔ فرمایا یہ تو ایک چھوٹی چیز تھی کہ ایک مرید اپنے شیخ کے صفات اختیار کرتا ہے۔ لیکن جب یہ معاملہ اللہ کے ساتھ ہو تو کیا نہیں کر سکتے۔ جناح کو دیکھو انہوں نے صرف ایک آیت پر عمل کیا ہے۔ اور خلوص دل کے ساتھ۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (تم سب اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو) اور دیکھو کہ اس کی عزت کسی خان بہادر یا ممبر کونسل سے کتنی بڑی ہے۔ اور وہ نہ نبی ہے نہ صدیقین میں سے ہے۔ نہ شہداء میں سے نہ صالحین میں سے۔ لیکن صحابہ کرام میں وہ کمالات پیدا ہو گئے تھے کہ ساری دنیا پر چند سال میں [illegible]

ولایت نبوت سے افضل ہے

۳- جمادی الآخر ۱۳۷۳ھ [illegible]

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ [illegible] کی خاطر مزار کا طواف کرتے ہیں تو وہ گویا اپنا طواف کرتے ہیں۔ اور جو لوگ مزار کے طواف سے منع کرتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ صاحب مزار مقام عبدیت میں ہے اور عبد اللہ اور مقام عبدیت کعبہ سے افضل ہے۔ کیونکہ کعبہ تو فقط صفات کا مظہر ہے۔ لیکن عبد ذات و صفات کا مظہر ہے

Marfat.com

اس کے بعد حضرت بایزید بسطامیؒ کا واقعہ بیان فرمایا کہ کس طرح انہوں نے طواف کعبہ ترک کر کے ایک ولی اللہ کا طواف کیا۔ یہ واقعہ (آئندہ درج ہوگا) اس کے بعد فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ۔ اور سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ کے نعرے لگایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ قیامت میں میرا جھنڈا سب سے زیادہ اونچا ہوگا۔ اور یہ درست ہے کیونکہ "میرا جھنڈا سے مطلب" ولایت کا جھنڈا "ہے اور در حقیقت قیامت کے دن ولایت کا جھنڈا سب سے زیادہ اونچا ہوگا۔ ولایت نبوت سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ ولایت خدا کے ساتھ دوستانہ تعلق کا نام ہے اور نبوت ایک عہدہ ہے۔ لیکن ہر نبی ولی بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ اگر تم بادشاہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے اور اسی وجہ سے وائسرائے کی حیثیت میں بھیجے جاتے تو تم کس چیز کی زیادہ قدر کرتے۔ عہدہ کی یا دوستی کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے کہا کہ تم کس بات پر اکڑتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ تجھ جیسا خدا رکھتا ہوں۔ اور تو کس بات پر اکڑتا ہے۔ اس لئے کہ مجھ جیسے نالائق بندے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا چپ رہ۔ وہ بھی ایک تجلی تھی۔ ایک تجلی کا دوسری تجلی کے ساتھ ٹکراؤ ہوگیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ رانچور میں ہم رہتے تھے۔ ایک اور شخص بھی مع اپنی بیوی ہمارے قریب رہتا تھا۔ ہمارے غسلخانے اور ان کے درمیان صرف ایک دیوار تھی۔ ایک دن صبح کے وقت دونوں میاں بیوی نے غسل کیا۔ اسی روز اس شخص نے دریافت کیا کہ مزار کو بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ ہم نے کہا رات کو تم نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا یا نہیں۔ اس نے کہا جی ہاں۔ اس کی بیوی موجود تھی۔ اس نے شرم سے اپنا منہ چھپا لیا۔ ہم نے کہا اس بوسہ کی اجازت تو آپ نے نہیں لی۔ وہ بھی تو غیر اللہ ہے۔

اجمیر شریف۔ ۱۸۔ جمادی الآخر ۱۳۶۲ھ

عبدیت

میں اور عبدالسلام حضرت شیخ کی معیت میں دہلی دروازہ کی طرف ٹہلنے کے لئے گئے۔ حضرت اقدس نے عبدالسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو عبدیت

Marfat.com

کیا ہے۔ عبدیت تصوف کا انتہائی مقام ہے۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بدرجۂ اتم حاصل ہوا تھا۔ عبدیت کی موٹی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کو بڑی دولت دی جائے۔ لیکن وہ دینے والے کو واپس کر دے یہ کہہ کر کہ آپ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کیجئے۔ وہ لوگ جن کو ساری زمین و آسمان کے تصرفات حاصل ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو کائنات کو درہم برہم کر دیں۔ وہ کچھ بھی نہیں کرتے اس خیال سے کہ شاید اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔ یہ مقام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بدرجۂ اتم حاصل تھا۔ آپ نے اسم اعظم کے ذریعہ ساری عمر کبھی دعا نہیں کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جو دعا اس اسم کے ذریعہ آپ مانگیں گے قبول ہوگی۔ لیکن آپ نے کبھی یہ دعا نہ مانگی اس لئے کہ شاید اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہو۔ جن لوگوں کو عبدیت کا مقام حاصل ہے۔ اپنے لئے کچھ نہیں طلب کرتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جو آپ کا جی چاہے دو ورنہ کچھ نہ دو۔ ہم کچھ نہیں چاہتے۔ ہم صرف آپ کی خوشی چاہتے ہیں۔

سونا افضل ہے یا جاگنا

اس کے بعد فرمایا کہ ان لوگوں کی بعض کیفیات کسی عارضی چیز کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک بزرگ تیس برس تک نہ سوئے۔ ایک روز اتفاق سے آنکھ لگ گئی تو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگیا۔ اب یہ سوئے پھرتے تھے کبھی اس درخت کے نیچے کبھی اُس درخت کے نیچے اور کہتے پھرتے تھے سونا تو بہت اچھی چیز ہے۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کیوں سوتے پھرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تیس سال تک نہیں سویا تو کچھ نہ ہوا۔ جب ایک دفعہ سوگیا تو آپ کا دیدار ہوگیا۔ اب میں اس لئے سوتا ہوں کہ آپ کا دیدار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دیدار صرف تمہارے تیس برس جاگنے کی وجہ سے تھا۔ اب تیس برس اور جاگو تب کچھ اور ملے گا۔ فرمایا اب گویا ان کو پاس پورٹ (PASS PORT) مل گیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ بعض صوفیا کے نزدیک سونا جاگنے سے افضل ہے۔ انہی میں سے ایک ہیں وہ یہ وجہ بتلاتے ہیں کہ بندہ کا سونا اللہ کا فعل ہے اور بندہ کا جاگنا اس کا اپنا فعل ہے۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ جاگنا بھی اللہ کا فعل ہے۔ سونے کے لئے اس نے ذرا سا پردہ ڈال دیا۔ لیکن سب اسی کا فعل ہے۔

گناہ سے ولی کے عرفان میں اضافہ اور محبت میں کمی

درگاہ شریف کی حاضری سے واپس

Marfat.com

آنے کے بعد حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ اس وقت گلبرگہ شریف کے حضرت بندہ نواز سید محمدؒ گیسو درازؒ کی ایک کتاب زیر مطالعہ ہے ۔ یہ کتاب عربی میں لکھی گئی ہے اسکا مضمون آداب مریدین ہے ۔ اس کا فارسی ترجمہ حضرت بندہ نواز نے کیا ہے ۔ اور بعد میں ایک ضمیمہ بھی لکھا ہے ۔ جو بذات خود ایک STANDARD WORK (مستقل کتاب) ہے ۔ یہ ترجمہ اب طبع ہوگیا ہے ۔ پہلے یہ صرف قلمی نسخہ تھا ۔ اس میں بہت عجیب و غریب نکات ہیں مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص سے جو درجۂ ولایت میں ہو گناہ سرزد ہو تو ولایت کے مقام میں راجع ہوتا ہے ۔ محبت میں کمی ہوتی ہے ۔ لیکن عرفان میں اضافہ ہوتا ہے ۔ اب یہ بظاہر بہت تعجب کی بات معلوم ہوتی ہے ۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس نے بندہ سے دریافت فرمایا کہ تم غور کرو اور بتاؤ کہ اس کی وجہ کیا ہے ۔ لیکن بندہ کوئی جواب نہ دے سکا ۔ فرمایا بات یہ ہے عرفان کے معنی ہیں معلوم کرنا ۔ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو کم از کم اُسے گناہ کی کیفیت معلوم ہوجاتی ہے اور آئندہ کے لئے FOREARMED (قبل از وقت مُسَلَّح) ہوجاتا ہے ۔ مثلاً جوتے پڑنے کا عرفان نہیں ہوسکتا بغیر جوتے پڑنے کے ۔ (مطلب یہ نہیں کہ عرفان بڑھانے کے لئے گناہ کرے سالک کو چاہئے کہ اعتدال سے کام لے ۔ اگر اُس سے گناہ سرزد ہوگیا تو CONSOLATION (اطمینان کی بات) یہ ہے کہ عرفان بڑھ گیا ۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ مقام میں کوئی فرق واقع نہ ہو تو توبہ کرے ۔ تو آخر شریعت پر بات واپس آتی ہے کہ گناہ مت کرو ۔ اگر اتفاق سے گناہ ہوجائے تو عرفان تو بڑھ جاتا ہے لیکن تاکہ محبت میں اور مقام میں فرق نہ آئے وہ صدقہ دے ۔ ایثار کرے اور توبہ استغفار کرے ۔ اور یہی شریعت کا حکم ہے ۔ دراصل شریعت اس قدر جامع اور قطعی ہے ۔ کہ سب نکات اس کے تحت آجاتے ہیں ۔ ایک روز حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ بہت بلند اور باریک شرعی نکات پر گفتگو کر رہے تھے ۔ ایک اعرابی آیا اور تھوڑی دیر تک گفتگو سُن کر کہنے لگا کہ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا ہیں تو فقط پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں ۔ رمضان کے روزے رکھتا ہوں ۔ میرے پاس کبھی اس قدر جمع نہیں ہوا کہ زکوٰۃ دوں ۔ اور ایک بار میں نے حج بھی کیا ہے ۔ میں تو یہی جانتا ہوں کہ اللہ ایک ہے ۔ رسول برحق ہے ۔ اور قیامت کے دن حشر نشر ہوگا ۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہم

Marfat.com

بھی ان ہی چیزوں کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ عرفان کا یہ سارا سلسلہ شریعت کے نکات کے تحت ہے۔

۲۳ر جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ ۱۴ - جون ۱۹۴۴ء

جمادات اور نباتات میں بھی حیات ہے

کل جب حضرت اقدس درگاہ شریف کی حاضری کے لئے جا رہے تھے تو راستہ میں ایک بچھڑا ملا۔ عبدالسلام نے کہا آپ ہٹیے جانور آ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کوئی بات نہیں ہم بھی جانور ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ جانور حیوانِ مطلق ہے۔ اور انسان حیوانِ ناطق۔ یہ غلط ہے۔ روحانیت اور سائنس کی رُو سے نباتات میں بھی حیات ہے۔ سائنس دانوں نے ایسی مشینیں ایجاد کی ہیں کہ نباتات کی باتیں معلوم کر سکتے ہیں۔ اب تک ایسی لطیف مشین ایجاد نہیں ہوئی۔ جس سے جمادات کی حیات معلوم کر سکیں۔ بات یہ ہے کہ ہر چیز میں حیات ہے۔ دیکھو یہ بکس ہے۔ اس میں بھی حیات ہے۔ جب یہ توڑا جائے گا تو پھر بکس نہیں رہے گا۔ ایسا ہے کہ گویا اللہ میاں نے ظہورِ حیات کے لئے ایک میدانِ عدمیت پیدا کیا۔ پھر اس میدان عدمیت [illegible] حیات کا اظہار کیا۔ مثلاً حیات پر ستر لاکھ پردے ڈال دیئے تو جمادات ہوئے۔ پھر دس لاکھ پردے اٹھائے تو نباتات ہو گئے۔ بیس لاکھ پردے اور اٹھا لئے تو حیوانات وجود میں آئے۔ اسی طرح انسان اور پھر آگے ملائک۔ کیونکہ فرشتہ زیادہ علوی اور لطیف چیز [illegible] انسان میں جامعیت ہے۔ اس میں سفلی اور علوی دونوں پہلو موجود ہیں۔ در اصل حیات تو ایک ہی ہے۔ صرف پردوں کا فرق ہے۔

جلال میں بھی جمال ہے

شام کی حاضری سے پہلے حضرت اقدس شاہ حسین [illegible] شریف) سے ملنے گئے۔ عبدالسلام [illegible] اثنائے گفتگو میں حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ دنیا میں [illegible] حسین میاں رح نے کہا کہ آج کل زیادہ تر جلال کا اظہار معلوم ہوتا ہے [illegible] حضرت نے فرمایا اس کا نتیجہ جمال ہوگا۔ [illegible] نتیجہ افضل ہے [illegible] حسین میاں [illegible] کہا نتیجہ تو ہمارے بعد ہوگا۔ ہمیں کیا فائدہ۔ حضرت نے فرمایا [illegible]

Marfat.com

معاملات میں دلچسپی لیں گے۔ ساری کائنات میں کوئی چیز ہم سے خارج نہیں ہے وہاں جانے سے اضافہ ہوتا ہے کچھ گھٹتا نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی چیز کم ہو جائے۔

پہلے زمانہ کی نسبت آجکل بزرگ زیادہ ہیں

حاضری سے واپس آنے کے بعد فرمایا کہ پرانے لوگوں کو اس زمانے سے بہت کوفت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ پرانی صورتیں آجکل نظر نہیں آتیں۔ اب ایک نیا دور آئے گا جس کے لئے یہ لوگ تیاری کر رہے ہیں۔ لوگ تو ہیں لیکن اپنے آپ کو چھپاتے ہیں۔ اس وقت "یا باطن" کا دور ہے۔ اس کے بعد "یا ظاہر" کا دور آئے گا۔ اور سب لوگ میدان میں نکل آئیں گے۔ جب ایک بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ آجکل پہلے زمانہ کے مقابلہ میں بزرگ کم ہیں یا زیادہ۔ تو انہوں نے فرمایا پرانی چھت کے لئے ستون زیادہ ہوتے ہیں۔

کنجوسی کی نسبت فضول خرچی کے متعلق زیادہ سخت وعید ہے

۱۹۔ رجب ۱۳۶۳ھ - ۱۱ جولائی ۱۹۴۴ء

تارا گڑھ کے عرس کے موقع پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ قرآن شریف میں فضول خرچی کے متعلق سخت وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط (فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں) لیکن کنجوس کے متعلق اتنی سخت وعید نہیں ہے۔ البتہ اگر اس وجہ سے کنجوسی کرتا ہے کہ اللہ پر بھروسہ نہیں ہے تو بہت بری بات ہے لیکن اگر اس وجہ سے ہو کہ جمع کردہ کسی اور کام میں لائیں گے جس سے اور زیادہ فائدہ ہو تو اتنی بری بات نہیں ہے۔

حضرت اقدس کو حضرت حاجی صاحب اور مولانا گنگوہی سے خلافت

حسب ذیل خواب حضرت اقدس نے دسمبر ۱۹۴۰ء (مطابق ذوالقعدہ ۱۳۵۹ھ) میں بیان فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت اقدس نے اپنے مجاہدات کے زمانے کا خواب سنایا جس میں آپ کو حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے خلافت ملی۔ آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز

Marfat.com

خلافت پانے کا واقعہ بھی بیان فرمایا۔

ارشاد فرمایا کہ مجاہدات کے زمانہ میں جب میں اجمیر شریف میں رہتا تھا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت صاف ستھرے صحن میں ہوں جو سفید سنگِ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ وہاں علماء کا ایک جلسہ ہو رہا ہے۔ میرے ایک دوست مولوی اشرف حسین (یا شاید حضرت نے عابد حسین فرمایا) نے میرا تعارف حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح سے کرایا۔ اس وقت آپ کی صورت ایک نوجوان کی سی تھی۔ اور سر پر سنہری تاج پہنے ہوئے تھے اور نہایت عظیم الشان ہستی معلوم ہوتے تھے۔ آپ مجھے بہت خوشی سے ملے اور میرا امتحان لینے لگے۔ ساتھ ہی آپ نے یہ فرمایا کہ شاید پہلی نظر سے سوالات مشکل نظر آئیں لیکن ان کا جواب آسان ہوگا۔ میں نے سارے سوالوں کا ٹھیک جواب دیا۔ شروع سے میں اپنے شیخ مولانا وارث حسن صاحب رح کو تلاش کر رہا تھا۔ تاکہ مجھے کچھ سہارا مل جائے امتحان کے بعد مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح نے فرمایا کہ اب اچھا تم لوگوں کو تعلیم دینا شروع کر سکتے ہو۔ جب میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح سے رخصت ہوا تو پھر مولانا صاحب رح کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ میں نے ایک سیڑھی دیکھی۔ میں اس پر چڑھنے لگا۔ اوپر جا کر مولانا صاحب رح کو مریدین کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ مولانا صاحب رح نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم کہاں تھے میں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے ان کو سارا ماجرا سنایا اور آپ بہت مسرت اور دلچسپی سے سنتے رہے۔ پھر خواب ختم ہوگیا۔ اور میں تین دن تک حال میں پلنگ ہی پر پڑا رہا۔ اس کے بعد میں لکھنؤ گیا اور مولانا صاحب سے ملا۔ اس وقت میں نے آپ کو اسی حالت میں پایا۔ جیسے خواب میں دیکھا تھا۔ مولانا صاحب نے دیکھتے ہی اسی محبت سے دریافت فرمایا کہ تم کہاں تھے۔ میں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ یہ سن کر میں ہنسنے لگا۔ جب [illegible] نے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا تو میں نے وہ خواب بیان کیا۔ اس [illegible] دنوں کے بعد مجھے خلافت نیابتی ملی۔

حقیقی پاکستان کب بنے گا!

۲۴ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ (۱۵ جون ۱۹۴۴ء)

حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ اب امام صاحب (امام مہدی ع)

Marfat.com

کے زمانے تک دنیا میں امن نہیں ہوگا۔ اب سوال امن کا نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ کس طرح مریں۔ کم سے کم کچھ کر کے مرنا چاہیئے۔ جو کام اب ہو رہا ہے اس کا اثر ایک سو سال کے بعد ہوگا۔ بندہ نے عرض کیا کہ پھر پاکستان کا کیا ہوگا۔ فرمایا کہ یہ تو صرف ایک ذریعہ ہے حقیقت میں پاکستان نہیں رہے گا۔ بلکہ سارا ہندوستان اسلامی ملک ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ امام صاحب کے وقت ساری دنیا مسلمان ہوگی اور حقیقی پاکستان تو صرف اس وقت ہوگا۔ اب دنیا میں رہنا مصیبت ہے۔ امن صرف قبر میں ملے گا۔ اور وہ بھی صرف اُن لوگوں کو جنہوں نے اچھے اعمال کئے۔ ورنہ جن لوگوں نے نیک اعمال نہیں کئے ان کے لئے مصیبت کا آغاز ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا کہ دنیا میں جتنے فساد ہیں سب نفسانیت کی وجہ سے ہیں اور جتنی خوبیاں ہیں سب للٰہیت کی وجہ سے ہیں۔ بات مختصر یہی ہے۔ فرمایا دنیا میں دو چیزیں ہیں خدا اور نفس۔ سب بُری چیزوں کی بنیاد نفس ہے۔ اور سب اچھی چیزوں کی بنیاد خدا ہے

وحدت الوجود

اس کے بعد فرمایا وحدت الوجود الحمد للہ کے پہلے دو حروف میں موجود ہے۔ ال کے معنی ہیں جامعیت کے یعنی سب تعریف جو ہے اللہ کی ہے ـــــ تو وجود بھی ایک تعریف ہے۔ اس لئے جو وجود ہے وہ بھی اللہ کا وجود ہے۔ مسلمان تو وحدت الوجود میں جھگڑے ہوئے ہیں۔ دیکھو آدمی جب کوئی اچھی چیز دیکھتا ہے تو کہتا ہے سبحان اللہ! مثلاً جب مزیدار آم کھاتے ہو تو کہتے ہو سبحان اللہ حالانکہ مزیدار تو آم ہے۔ اللہ سے اس کا کیا تعلق ہے۔ کہنا چاہیئے کہ سبحان آم! لیکن نہیں سبحان اللہ کہتے ہیں۔ اگر یہ وحدت الوجود نہیں ہے تو کیا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ فاروق احمد[1] نے جو یہ خواب دیکھا تھا کہ مولانا صاحبؒ نے اُن سے فرمایا کہ اب میرا اجمیر شریف میں رہنے کا ارادہ ہے۔ تم بتاؤ اس کے کیا معنی ہیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ بزرگ ہمیشہ دنیا سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی نئی بات تو معلوم نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا تم نے بھی دیکھا جب ریڈیو بجا رہے تھے تمہیں یاد ہے کہ مولانا صاحبؒ ایک دفعہ میرے پاس آئے اور دریافت کیا کہ تم کو معلوم ہے تمہارے پیر کا کیا مقام ہے۔ میں نے کہا ہاں میرے پیرؒ کا مقام میرے دل میں ہے۔ تو آپ نے فرمایا

[1] فاروق احمد صاحب حضرت شاہ شہید اللہ صاحب کے برادر بزرگ تھے جن کا وصال جنوری ۱۹۴۷ء بمقام لاہور ہوا اور آستانہ حضرت داتا کے احاطے میں ہمسائیگی کی نعمت سے نوازے گئے۔

Marfat.com

کہ "میں یہی بتلانے آیا ہوں" حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مولانا صاحب (مولانا وارث حسنؒ) میرے ذریعہ اجمیر شریف میں رہتے ہیں۔

حقیقتِ عرس

ارشاد فرمایا کہ عرس عروس سے ہوتا ہے۔ عروس کے معنی ہیں دلھن۔ حدیث میں ہے کہ جب نیک بندہ کی روح اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوسِ ط یعنی اب دلھن کی نیند سو جاؤ۔ اس سے روح کو بے حد خوشی ہوتی ہے کہ آخری امتحان میں پاس ہو گئے۔ اور یہ خوشی اسی تاریخ پر ہر سال دُہرائی جاتی ہے۔ اس لئے اس خوشی سے لطف اٹھانے کی خاطر اہل کشف ہر سال اس مقام پر جاتے ہیں۔ اور اُن کے مریدین بھی وہیں جاتے ہیں۔ تاکہ پچھلا کام اپنے پیر کو دکھائیں اور نئے احکام لیں۔ اس کے ساتھ وہ لوگ جو شیخ کی تلاش میں ہوتے ہیں وہ بھی جاتے ہیں۔ کیونکہ وہاں تمام مشائخ جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہ لوگ جو کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں یا وہ جن کو کوئی اور غرض ہوتی ہے جاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر دکاندار اور روٹی والے بھی پہنچ جاتے ہیں تاکہ ان کے مال کی بکری ہو اس طرح عُرس بن جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ عرس کے موقعہ پر خواجہ رح صاحب نہایت خوشی میں ہوتے ہیں۔ اور قاعدہ ہے کہ خوشی کے وقت آدمی فیاض ہوتا ہے۔ اس واسطے ان ایام میں ہر وقت خواجہ صاحبؒ کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔ کیونکہ یہ موقعہ سال بھر میں صرف ایک دفعہ ہاتھ آتا ہے۔ دوسرے کام تو بعد میں بھی کئے جا سکتے ہیں۔ اور خواجہ صاحبؒ سے مختلف رنگوں میں فائدہ اٹھانا چاہئے جیسے کہ چاند سے اس کی مختلف صورتوں میں لطف اٹھاتے ہیں۔ پہلے براہ راست چاند کو دیکھتے ہیں۔ پھر چاندنی یعنی چاند کے پرتو کو دیکھتے ہیں۔ پھر پانی میں چاند کا عکس ہوتا ہے۔ [illegible] عکس سے بھی چیزوں پر پرتو ہوتا ہے۔ لہذا درگاہ شریف میں جانا۔ [illegible] دیکھنا۔ یہ سب خواجہ صاحبؒ کا پرتو ہے۔ اور پھر اولیاء اللہ [illegible] ان کے پرتو سے بھی لطف اٹھانا چاہئے۔ پھر مندرجہ ذیل انگریزی الفاظ میں حضرت نے فرمایا:-

"YOU MUST SQUEEZE AS MUCH AS YOU CAN OUT OF THE KHAWAJA SAHIB"

Marfat.com

جمادی الاول ۱۳۶۳ھ ۹ مئی ۱۹۴۴ء

قبض اور کیفیات کے تبدل و تغیر میں حکمت

ایک دفعہ بندہ نے حضرت اقدسؒ سے شکایت کی کہ کبھی کبھی اچھی کیفیت ہوتی ہے۔ لیکن دوسرے اوقات میں وہ بند ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا ارے بھائی یہ تو انبیا علیہم السلام کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ اصلی سکون تو صرف قبر میں ملتا ہے۔ یا اس زندگی میں اگر نفس مطمئنہ کا درجہ مل جائے۔ پھر بھی یہ سکون عارضی ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے حالات اور کیفیات بھی بدلتے رہتے ہیں۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ مصر سے لایا جا رہا تھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو دور سے اس کی خوشبو آ گئی۔ لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں تھے۔ تو آپ کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ یہ معاملہ تو سب کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ کیفیات کے تبدل و تغیر میں ایک خاص مزہ کی بات ہے۔ احوال و کیفیات بے انتہا ہیں۔ اگر آدمی صرف ایک ہی حال میں رہتا تو باقی سب احوال سے محروم رہتا۔ ظاہر ہے کہ جب تک ایک حالت ختم نہ ہو جائے دوسری حالت نہیں آسکتی۔ مثلاً آم کھاتے وقت تم امرتی کی لذت نہیں حاصل کر سکتے جب تک کلی نہ کرو۔ اور ایک دو پان نہ کھالو۔ جب آم کی لذت بھول جاؤ گے۔ تب امرتی کی لذت حاصل کرو گے۔

اس کے بعد سیاسیات پر گفتگو ہونے لگی۔ حضرت اقدسؒ نے فرمایا اسلام کا نیا دور آنیوالا ہے۔ جس میں ہندوستان راہنمائی کرے گا۔ نئے دور میں ہندوستان کا بڑا حصہ ہوگا (یہ یاد رہے اس وقت پاکستان نہیں بنا تھا۔ ہندوستان سے آپ کی مراد مسلمان اور مسلمانوں کی حکومت ہے جس کے متعلق حضرت کئی دفعہ فرما چکے ہیں کہ پورے ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت ہو جائے گی سیاست عالم میں مسلمان بڑا حصہ لیں گے۔ یہاں ہندوستان ہندوؤں کی حکومت ہرگز مراد نہیں ہے)۔

شام کے وقت جب حضرت اقدس درگاہ شریف جا رہے تھے تو ارشاد فرمایا کہ جب میں بمبئی گیا ہوا تھا تو میری لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ مولانا صاحبؒ تشریف لائے ہیں وہ پریشان تھیں کہ گھر میں آپ کی خاطر و مدارات کون کرے گا۔ تو مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ درگاہ میں اچھا انتظام نہیں اور یہاں ریڈیو بھی نہیں ہے۔ ہم جاتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس رحمہ نے میرے ریڈیو

Marfat.com

والے خواب کا حوالہ دے کر فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرا ریڈیو عالم بالا میں (ACCEPTED) ہے یعنی تسلیم ہو چکا ہے۔

سلوک اور شادی

اس کے بعد سید مقصود حسن نے کہا اب شہید اللہ اور عبد السلام کی شادی کا انتظام کرنا چاہیئے۔ حضرت نے فرمایا کہ جس میں تم پھنسے ہوئے ہو اوروں کو بھی پھانسنا چاہتے ہو۔ لوگ تو اسے شادی کہتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں یہ ایک مصیبت ہے۔ اس سے آزادی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ شادی نہیں ایک تعزیت کا موقعہ ہے۔ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رح نے سلوک پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں مختلف قسم کے لوگوں کے لیئے مشاغل ہیں۔ مثلاً شادی شدہ عورتیں۔ کنواری عورتیں۔ وہ عورتیں جو بیوہ ہو گئی ہیں۔ اور پھر شادی کرنا چاہتی ہیں۔ یا بیمار لوگ جو مجاہدات نہیں کر سکتے۔ اس میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ایک مرید آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ سنت ہے اور صحابہ کرام کی بھی یہ روش رہی ہے۔ چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ چند روز اور زندہ رہوں گا تو میں شادی کروں گا۔ لیکن میں اس وقت شادی کی مصیبت میں تم کو گرفتار دیکھنا پسند نہیں کرتا

اس سے تمہارا سلوک رہ جائے گا۔ (اس کتاب کے مقدمہ میں لکھا گیا ہے۔ کہ ملفوظات شروع سے پڑھنے چاہئیں کیونکہ شروع کے ملفوظات مبتدیوں کے لئے ہوتے ہیں۔ جن کے لئے اور حکم ہیں۔ اور متوسطین اور منتہیوں کے لئے اور حکم ہیں۔ دوسرے مقامات پر سنت ادا کرنے کی تاکید کرنے کے لئے تاکیدی حکم اور اسے سلوک جاری سے تعبیر کرنا اور ترغیب دینا [illegible] بلکہ آگے کے لوگوں کے لئے ہے۔)

(یہ ملفوظ بھی پہلے کا ہے)

۱۲ رمضان ۱۳۹۶ھ [illegible]

ساری کائنات ایک ناچ ہے

حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ ساری کائنات ایک طرح سے ناچ حرکت کے حسن کا نام ہے۔ جیسے موسیقی حسن آواز ہے اور شاعری حسن کلام ہے [illegible]

Marfat.com

کہ ہم یہ کرتے ہیں - ہم وہ کرتے ہیں - لیکن سب کچھ وہی ہے اور ہے کون - وہی ہے - وہ مختلف روپوں میں چلتے پھرتے ہیں - خود ناچتا ہے اور خود دیکھتا ہے - اور خود مست ہوتا ہے -

کائنات کیا ہے اپنے آپ کو دیکھنا

۲۰ - رمضان ۱۳۶۳ھ - ۱۸ ستمبر ۱۹۴۴ء

حضرت اقدسؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو بتاؤں کہ کائنات کیا ہے ؟ آپ نے گردن جھکا کر اپنے آپ کو دیکھا - فرمایا بس یہی ہے - پہلی نظر اجمالی ہے - دوسری تفصیلی - جب کوئی تصویر دیکھتا ہے تو پہلی نظر اجمالی ہوتی ہے - پھر تفصیل کے ساتھ ہر عضو کو دیکھتا ہے - پھر اخیر میں ایک اجمالی نظر ڈال لیتا ہے - یہ آخری اجمالی نظر انسان ہے کیونکہ جو کچھ کائنات کے اندر تفصیل کے ساتھ موجود ہے - وہ انسان کے اندر اجمال کے ساتھ ہے - جب کوئی اپنے آپ کو دیکھنا چاہتا ہے تو فوٹو ہوتا ہے - ہم اللہ میاں کے فوٹو ہیں -

نفس کل

پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب تم سمجھ گئے کہ نفس کل کیا ہے - بندہ نے عرض کیا جی ہاں ! وہ جو آپ نے فرمایا تھا PASSIVE PRINCIPLE (مظہر انفعال) اس پر حضرت اقدسؒ نے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا - فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے کائنات (CREATION) کو پیدا کرنا چاہا - تو اپنے ذہن میں اس نے ایک چیز اپنے سے غیر کا تخیل کیا - قدرت یعنی علم قدرت اور حقائق وغیرہ وہ تو عقل ہے (عقل کل) یہ خدا ہے ACTIVE ASPECT میں یعنی بہ حیثیت جوہر - اور جس چیز میں وہ ACT کرتا ہے یعنی (مادہ عرض) وہی نفس ہے - اگر عارفانہ طریقہ سے کوئی بیان کرنا چاہے تو یوں کہے گا کہ نفس اللہ میاں کا وہ حصہ ہے جسے اپنے سے غیر قرار دیا - کائنات ہر آن اور ہر لحظہ اللہ کی محتاج ہے - اگر وہ نظر پھیر لیں تو آن کی آن میں سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا - مثال کے طور پر تم اپنے ذہن میں ایک شخص پیدا کرو اور اس سے بات کرو - پھر جب تم اس سے دھیان ہٹا لیتے ہو تو وہ نہیں رہتا اسی طرح یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بغیر نیست و نابود ہو جاتی - ہمارے جسم کبھی فنا ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ کی توجہ سے قائم ہیں - ہمارا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی ہم پر نظر ہے - یہ نظر "قیوم" کی نظر ہے تم اس کی طرف متوجہ ہو یا نہ ہو وہ تمہاری طرف متوجہ ہے اگر تم اس کی طرف متوجہ ہو تو پھر وہ ایک اور قسم کی توجہ دیتا ہے اور یہ بتلاتا ہے کہ ایسا ہوں ایسا ہوں -

Marfat.com

حقیقتِ معراج

بمبئی میں حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ حقیقت معراج سمجھنے کیلئے پہلے کچھ ابتدائی حقائق سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل آپ حضرت مولانا روم رح اور حضرت شمس تبریز رح کا قصہ بیان فرما چکے تھے۔ جس میں حقیقت معراج سمجھانے کے لئے حضرت شمس تبریز رح نے لوگوں کو دکھا دیا کہ جسم لطیف بنایا جا سکتا ہے۔ یہ قصہ اور موقعہ پر درج ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ سائنس والے بھی اس کے قائل ہیں کہ روح اور جسم دو الگ چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ مادہ ایک ہے۔ روح جب کثیف حالت اختیار کر لیتی ہے تو جسم بن جاتا ہے۔ اور جسم جب لطیف صورت اختیار کرتا ہے تو روح بن جاتی ہے۔ مادہ ایک ہی ہے۔ معراج کا مطلب بندہ اور خدا کے درمیان حجابات کا دور ہونا اور بندہ کا اپنی حقیقت پہچاننا ہے۔ یہاں میں ایک مثال دیتا ہوں لیکن یاد رہے کہ مثال ہمیشہ ناقص رہ جاتی ہے کیونکہ اس دنیا میں کوئی ایک چیز دوسری کے مثل نہیں ہے۔ اس لئے ہر مثال خام رہ جاتی ہے۔ مثال سے صرف ایک قسم کی مناسبت دکھائی جاتی ہے۔ اور وہ بھی بعض پہلوؤں سے۔ کلی طور پر نہیں۔ اب فرض کرو کہ ایک بادشاہ کا لڑکا کوئی دوسرے ملک میں لے جاتا ہے۔ اور اس کو کبھی معلوم نہیں ہوتا کہ میں بادشاہ کا لڑکا ہوں۔ جب وہ بڑا ہوتا ہے تو اپنے ملک میں کسی طرح واپس آتا ہے اور اس ملک کی رعایا میں شامل ہوجاتا ہے۔ ایک دن وہ بادشاہ اس کو پہچان لیتا ہے۔ اور اسے تنہائی میں بلا کر کہتا ہے کہ میں تیرا باپ ہوں اور تو میرا بیٹا ہے۔ یہی اس کا معراج ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج کہتے ہیں کہ اسوقت ہوئی کہ انہوں نے درخت میں آگ کو دیکھا۔ باقی سب انبیاء اور اولیاء کے معراج الگ الگ ہیں۔ یہاں حضرت نے ایک شعر پڑھا جو عام طور پر قوال گاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ موسیٰ اور تھا اور تو اور ہے۔ فرمایا یہ الگ الگ نہیں سب ایک ہیں۔ جتنے انبیاء علیہم السلام ہوئے ہیں۔ سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانوں سے ظاہر ہیں۔ یہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] دوسرے نبیوں کی توہین کرتے ہیں۔ فرمایا ناسوتی زبان اس دنیا کی چیزوں کو بتلانے کے لئے ہے۔ ملکوتی چیزوں کے لئے ملکوتی زبان ہے۔ اور جبروتی چیزوں کے لئے جبروتی زبان ہے یہ اونچی چیزیں ہیں۔ ناسوتی زبان میں کیسے بتائی جا سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معراج کی حقیقت بیان میں نہیں آ سکتی۔ بغیر اس کے کہ اس کو کچھ بڑھایا جائے یا گھٹایا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی معراج سب لوگوں کے معراج سے افضل ہے۔ اور اس وقت آپ نے وہ چیزیں دیکھیں جو ہم موت کے بعد دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جو لوگ دریافت کرتے ہیں کہ کسی حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کی شکل میں آئے یا اس کے برعکس یہ ایک بیکار سوال ہے۔ معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ سب کچھ وہی ہے۔ مختلف شکلوں میں۔ یہ سب برزخ ہیں۔ جیسے جب نل میں پانی آتا ہے تو پائپ (PIPE) کے ذریعے آتا ہے۔ پائپ برزخ ہے پانی اور نل کے درمیان۔ اللہ میاں جس سیڑھی سے اترنا چاہتے ہیں۔ اترتے ہیں۔ یہ اس کی شان ہے کہ چیف آف سٹاف (CHIEF OF STAFF) بھی ہوتا ہے اور پرائیویٹ سیکرٹری (PRIVATE SECRETARY) بھی۔ یہ سب برزخ ہیں۔ عارف کا کام یہ ہے کہ سب کو وہی سمجھے۔ مبتدی کو شروع میں بتایا جاتا ہے کہ سب کچھ شیخ کے ذریعے سے آتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح بچے پڑھتے ہیں۔ ۰-۹ = ۹۰ اب و تو وال موقوف کرو۔ لیکن جب بڑا ہو جاتا ہے تو ہر وقت بچے تھوڑی کرتا ہے ۹۰ کہہ دیتا ہے۔ برزخ کو برزخ سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ اصلی بت پرستی یہی ہے کہ تعین کو اصل سمجھ لے۔ خواجہ صاحبؒ جب بت پرستی کے متعلق گفتگو فرماتے تھے تو بت پرستی نہیں کہتے تھے ہمیشہ تعین پرستی کہتے تھے۔ سب اسی کی مختلف شکلیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی انسانی صورت میں خود کوئی کام کرتا ہے تو اس صورت کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ رَمَىٰ ط (تو نے مٹی نہیں پھینکی جب تو نے مٹی پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی) اب لفظ اِذْ رَمَيْتَ سے ظاہر ہے کہ مٹی رسول اللہ نے پھینکی لیکن پھر اسی وقت کہہ دیا کہ مَا رَمَيْتَ یعنی تو نے نہ پھینکی۔ اصلی فنائیت یہی ہے یعنی فناء الفنا۔ جس میں فنا کا احساس بھی نہیں رہتا۔ اگر کسی کو محسوس ہو کہ میں اللہ میں فنا ہوں اور اللہ یہ کام کر رہا ہے۔ میں نہیں کر رہا۔ تو یہ ایک کمی ہے۔

عبدیت

پھر عبدیت (جو مقام بقائیت اور فناء الفنا ہے) کے بارے میں فرمایا کہ فرض کرو ایک غلام ہے۔ جس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ وہ آقا سے کہتا ہے کہ میں آپ کا غلام ہوں۔ آپ جو کچھ کھلائیں گے کھاؤں گا اور جو کچھ پہنائیں گے پہنوں گا

Marfat.com

ایک دوسرا شخص ہے۔ جس کو وہ آقا پورا خزانہ، زمین اور اختیار اور اقتدار دیدیتا ہے لیکن وہ شخص سب کچھ اس رئیس کی نذر کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جیسے آپ حکم دیں گے ہیں اسی طرح کروں گا۔ تو وہ رئیس کس سے زیادہ خوش ہوگا۔ غلام سے یا دوسرے شخص سے۔ ظاہر ہے کہ وہ دوسرا شخص اس کی نظروں میں زیادہ عزیز ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عبدیت تھی بدرجہ اتم۔ کوئی جادو کر رہا ہے اور آپ کو اس سے سخت تکلیف بھی ہے اور آپ اُسے دفع کرنے کی قوت بھی رکھتے ہیں۔ لیکن اللہ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔ جب تک اللہ حکم نہ دے کچھ نہیں کرتے۔ اسی طرح جب مشرکین وغیرہ سوال کرتے ہیں۔ باوجودیکہ آپ ساری کائنات کی سیر کر چکے ہیں اور سب کچھ جانتے ہیں۔ آپ جواب نہیں دیتے۔ جب تک اللہ کی طرف سے وحی نہ آجائے۔ مثلاً لوگ آپ سے حقیقت روح کے متعلق دریافت کرتے ہیں لیکن آپ خاموش رہتے ہیں جب تک کہ اللہ سے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ نازل نہیں ہوتا۔ فرمایا۔ عبدیت اسی کو کہتے ہیں کہ ساری کائنات پر قدرت ہو لیکن کچھ بھی نہ کرے جب تک کہ اللہ حکم نہ دے۔

۲۳۔ رجب ۱۳۶۴ھ۔ ۳۔ جون ۱۹۴۵ء

یافت اور نایافت

حضرت شیخ ادام اللہ فیوضہم نے چند یوم پہلے فرمایا کہ توجہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ یافت اور نایافت۔ ان میں سے نایافت بہت اعلیٰ ہے۔ یافت کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اللہ کی شان دیکھتا ہے اپنے نقطۂ نظر سے۔ اور اس کا مزہ لیتا ہے۔ نایافت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ کے نقطۂ نظر سے اللہ کو دیکھتا [illegible] وہی مزہ لیتا ہے۔ جو اللہ اپنی شان سے لیتا ہے۔ یہ مجاہدہ کا نتیجہ [illegible] کے فضل وکرم کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اسے نایافت کہتے [illegible] ایک جھلک ہوتی ہے۔ سوئی کی نوک کے برابر۔ اس کے بعد فرمایا کہ قوالی سننے میں بہترین حالت وہ ہے کہ خیال کرے کہ خود گا رہا ہے اور خود سن رہا ہے اور مزہ لے رہا ہے۔

قبض وبسط آج کی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ مقصد صرف خدا کے کام میں لگے

Marfat.com

رہنا ہے ۔ کشف و کرامات نیچے کی چیزیں ہیں ۔ اللہ کی خوشنودی چاہئے ۔ خواہ قبض ہو یا بسط ۔ کشود ہو یا دل میں تنگی محسوس ہو ۔ بڑی چیز یہ ہے ان حالتوں میں یکساں رہنا چاہئے ۔ دل ہر وقت حاضر رہنا چاہئے ۔ جو کچھ ہو جائے اس سے راضی رہنا چاہئے بسط کی حالت میں شکر کرنا چاہئے ۔ اور حالتِ قبض میں توبہ و استغفار اور اس کے سامنے گڑگڑانا چاہئے ۔ اس کے بعد حضرت نے وہ حدیث پڑھی ۔ جس میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ایک دن افطار اور ایک دن فاقہ مانگا تاکہ شکر اور صبر دونوں نعمتیں حاصل ہوں ۔ پھر فرمایا کہ اصل نتیجہ مرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے اس دنیا میں تو صرف ایک تھوڑی سی جھلک دکھائی جاتی ہے ۔ تاکہ حوصلہ افزائی ہوتی رہے ۔ اور جس کا ایمان قوی ہوتا ہے اس کو اپنی حالت پر رہنے دیا جاتا ہے ۔ بندہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ دیکھو اس نے فاروق سے زیادہ محنت کی اور وہ (فاروق) دنیا کے کاموں میں لگے رہے ۔ بیوی بچے وغیرہ لیکن وہ پہنچ گئے ۔ اور تم یہیں پڑے رہے ۔

مصروفیت میں توجہ الی اللہ کا طریقہ

ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ ۔ ۶ نومبر ۱۹۴۵ء

حضرت اقدسؒ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کام کاج میں مصروف ہو تو ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد ایک دو منٹ یا آدھے منٹ کے لئے ذات کی طرف متوجہ ہو جایا کرو ۔ اور پھر اپنے کام میں لگے رہو ۔ اور جب نماز کا وقت آئے خوب مزے کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ ۔ یہ باتیں بغیر مشق کے حاصل نہیں ہوتیں ۔ سب سے اعلیٰ حالت یہ ہے کہ ہر چیز میں ذات ہی ذات نظر آئے ۔ شروع میں یہ حالت تھوڑی دیر کے لئے رہتی ہے ۔ جب موت قریب آتی ہے تو یہ حالت دائمی ہو جاتی ہے ۔

مسٹر پرائس کا اعتقاد

۶ ۔ نومبر ۱۹۵۰ء

آج حضرت اقدسؒ نے مسٹر پرائس (PRICE) کے حالات سنائے ۔ جو پشاور میں ریلوے کے افسر تھے ۔ فرمایا ایک زمانے میں ان کی بیوی

Marfat.com

بیمار ہوگئی تھی اور اس کی حالت نازک ہوگئی تھی ۔ یہ واقعہ ملتان میں ہوا ۔ ان کے بنگلے اور ریلوے سٹیشن کے درمیان ایک مزار تھا ۔ لیکن وہ کبھی اس مزار کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے ۔ ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ان کی بیوی کے کمرے سے نکل رہے ہیں اور اُن کے پاس آکر اُن کے منہ پر دو طمانچے مارے اور فرمایا کہ تو روزانہ میری قبر کے پاس سے گزرتا ہے لیکن سلام نہیں کرتا ۔ جب آنکھ کھلی تو منہ پر طمانچے کا احساس باقی تھا ۔ پھر بیوی کی آواز آئی ۔ گھبرا کر اس کے پاس گئے ۔ اس نے بیان کیا کہ ایک بزرگ نے آکر کہا ہے کہ میری قبر کی طرف پیر کر کے سوتی ہے ۔ اور یہ بے ادبی اللہ کو ناپسند ہے ۔ اس وجہ سے تو بیمار ہے ۔ میں نے خود کچھ نہیں کیا لیکن میں چاہتا ہوں کہ تو اپنا رُخ بدل دے اور پھر میں دعا کروں گا ۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ تو اچھی ہو جائے گی ۔ جب اُس نے رُخ بدلا تو بیماری سے اُس کو شفا ہوگئی ۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ مسٹر دی کاسٹا (ایک دوسرے عیسائی جو ریلوے میں نوکر تھے) بزرگوں کا بہت احترام کرتے تھے ۔ جب اُن سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا ۔ وہ کہتے تھے کہ اس واقعہ کے بعد مسٹر پرائس نے مزار پر خوب پھول چڑھائے اور قوالی کرائی اور آتے جاتے وقت ہمیشہ ادب کے ساتھ سلام کرتے ۔ مسٹر دی کاسٹا کی دو لڑکیاں تھیں جو بہت نیک اور بھولی بھالی تھیں ۔ ایک تو بالکل ملازم تھی ۔ جس کا نام بیرل (BERYL) تھا ۔ اور وہ کسی سینما میں پیانو (PIANO) بجاتی تھیں ۔ اور تین سا ڑھے تین سو روپے ماہوار کماتی تھیں ۔ دوسری ذرا حسین تھیں اور فلموں میں جانا چاہتی تھیں ۔ جس سے باپ کو فکر رہتی تھی ۔ کیونکہ ان کی ماں مر چکی تھیں ۔ حضرت اقدس [illegible] کا اظہار کرتے تھے ۔ تو آپ اسے اطمینان دلاتے تھے کہ وہ خراب [illegible] جائیں گی ۔ اور تم اُن سے دوسرے تیسرے روز باتیں کر [illegible] خیال کرو تو کوئی خطرہ نہیں ۔ ایک دفعہ وہ کسی فلم کے لئے لاہور گئی لیکن ایک دو ماہ کے بعد بیمار ہو کر واپس آگئی اور پھر نہیں گئی ۔ کیونکہ صحبت خراب تھی ۔ اُس نے کہا کہ فلم کا شوق ہے لیکن میں عصمت خراب کر کے یہ شوق پورا نہیں کرنا چاہتی ۔ جس وقت آفریدی پشاور پر حملہ

Marfat.com

کر رہے تھے۔ تو انگریزوں اور انگلو انڈینز (ANGLO-INDIANS) کو حکم ملا تھا کہ اپنی عورتوں کو قلعہ میں پہنچا دیں۔ لیکن انہوں نے اپنی لڑکیوں کو برقعہ پہنا کر ہمارے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا کہ یہ جگہ زیادہ محفوظ ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملفوظات

جمع کردہ جناب کیپٹن واحد بخش صاحب سیال بی۔ اے

حضرت محبوب الٰہی رضؓ کو ہندی زبان کیوں محبوب تھی

۱۵۔ جون ۱۹۴۰ء

ایک روز حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ کسی نے حضرت محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کو ہندی زبان کیوں محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا جواب ہندی میں دیا تھا۔ اسی ضمن میں ہمارے حضرت رحؒ نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا خطاب فرمایا تو تمام روحیں وجد میں آ گئیں اور بے خود ہو کر اعتراف ربوبیت میں گرنے لگیں۔ سب سے آگے جو روحیں تڑپ کر گریں وہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ تھیں۔ ان کے بعد دوسری صف میں اولیاء اللہ کی روحیں تھیں۔ تیسری صف میں عام مسلمانوں کی روحیں تھیں اور چوتھی صف میں کفار کی روحیں تھیں۔ جو وجد میں آ کر گریں تو سہی لیکن بجائے سجدے میں گرنے کے الٹے [illegible] کے بل گریں۔

سماع

ارشاد فرمایا کہ ایک روز ایک عالم ہمارے مولانا [illegible] حضرت مولانا [illegible] سید شاہ وارث حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سماع [illegible] کے لئے آیا۔ حضرت نے فرمایا اگر سماع حرام ہوتا تو کیا اللہ تعالیٰ [illegible] تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک حرام چیز کا معجزہ عطا [illegible] سے نکلنا سماع نہیں تو اور کیا ہے؟ فرمایا حضرت [illegible] اس کا وہ اثر ہوگا کہ تمام کائنات بے خود ہو کر فنا ہو جائے گی۔ [illegible] جان [illegible] ہوگا کہ تمام خلق زندہ ہو جائے گی اور سب لوگ بے خودی [illegible] میں رقص کرنے

Marfat.com

ہوئے اللہ کی درگاہ میں پہنچ جائیں گے۔ اُس وقت ساری دُنیا جشتی ہو گی۔

شانِ محبوبیت کا ثبوت

ارشاد فرمایا کہ ایک روز ایک شخص ہمیں دہلی میں ملا اور دریافت کرنے لگا کہ یہ جو آپ لوگوں نے محبوبِ الٰہی اور محبوبِ سبحانی کے خطاب دے رکھے ہیں۔ اس کی آپ کے پاس کوئی سند بھی ہے یا یوں ہی جو جی میں آیا کہہ ڈالا۔ ہم نے کہا آپ کے والد صاحب کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا فلاں۔ ہم نے کہا اچھا آپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ واقعی وہ آپکے والد ہیں۔ انہوں نے کہا صاحب آپ مجھے گالیاں دیتے ہیں۔ ہم نے کہا نہیں۔ آپ چونکہ علمی اصطلاحات سے واقف نہیں ہیں اس لئے ہم آپ کو عام فہم زبان میں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب یہ بتایئے کہ آپ کے پاس کیا سند ہے جس کی بناء پر آپ کو یقین ہو گیا ہے کہ وہ فی الحقیقت آپ کے والد ہیں۔ وہ سٹ پٹائے۔ ہم نے کہا یہ آپ کی چشم دید بات تو ہے نہیں۔ آپ کے پاس صرف ایک شہادت ہے اور وہ بھی ضعیف وہ شہادت آپ کی والدہ کی ہے ضعیف اس لئے کہ ممکن ہے تہمتِ زنا کی وجہ سے انہوں نے جھوٹ کہہ دیا ہو۔ یہ سُن کر وہ چپ ہو گئے۔ ہم نے کہا کہ آپ کو تو صرف آپ کی ماں اور چند معمولی قسم کے اشخاص کے کہنے پر یقین ہو گیا ہے کہ وہ آپ کے والد ہیں۔ تو کیا ہم تمام اولیائے کرام جنہوں نے محبوبیت کی شان اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے ان کے کہنے پر ان حضرات کو محبوبِ الٰہی اور محبوبِ سبحانی نہ سمجھیں؟

اولیاء اللہ کی کسی حرکت پر اعتراض نہ کرے

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت محبوبِ الٰہی رضہ اپنے مریدین کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں لڑکے کھیل رہے تھے۔ جب حضرت نے ان کو دیکھا تو آپ پر ایک حالت طاری ہو گئی۔ اور وہیں ٹھہر گئے۔ آپ کے ٹھہر جانے پر تمام مجمع وہیں رُک گیا۔ یہ دیکھ کر لڑکے منتشر ہونے کو تھے کہ حضرت امیر خسرو رح نے اپنی دستار مبارک اتار کر لڑکوں کے سامنے پھینک دی اور ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلنے لگے۔ اور لڑکوں کے ساتھ کھیل میں مشغول ہو گئے۔ اس سے لڑکے رُک گئے اور اسی طرح کھیلتے رہے۔ جب حضرت محبوبِ الٰہی رضہ کی وہ کیفیت جاتی رہی تو حضرت امیر خسرو رح نے اپنی دستار اٹھا لی اور اپنے

Marfat.com

شیخ کے ساتھ چلے گئے۔ یہ حکایت بیان فرما کر حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ پگڑی پھینک دینا اور بچوں کے ساتھ کھیلنا ایک ولی اللہ کی شان کے شایان نہ تھا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ لڑکوں کے منتشر ہونے سے شیخ کے حال میں فرق آجائے گا۔ جس سے ان کو بھی تکلیف ہوگی۔ اور مریدین پہ اس کا اثر پڑے گا تو آپ نے یہ ناسزا حرکت کی جس سے لڑکے کھیل میں مشغول رہے اور حضرت شیخ کے حال میں فرق نہ آیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ اولیاء کرام کی ناسزا حرکات کو دیکھ کر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے ان میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔ بعض اوقات ان حضرات کو بہت ذلیل کام کرنا پڑتے ہیں۔ مثلاً جب ان کو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص طوائف کے پاس مست بیٹھا ہے۔ تو وہ خیال کرتے ہیں کہ اگر اس کا کانٹا بدل دیا جائے گا اس کا کام بن جائے گا چنانچہ وہ وہاں جاتے ہیں اور اپنا کام کر کے واپس آجاتے ہیں۔ اب ان کا طوائف کے پاس جانا ایک فعل مستحسن ہے۔ پھر فرمایا کہ اولیاء کرام کے ظاہری افعال پہ اعتراض نہیں کرنا چاہیئے فرمایا۔ حضرت قطب صاحبؒ کے وصال کے بعد جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو سلطان غیاث الدین بلبن نے آپ کو دعوت دی۔ جب آپ محل کے اندر داخل ہوئے تو ایک طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور بادشاہ کی لڑکی نظر آئی اسے دیکھ کر آپ نے نگاہ نیچی کر لی۔ اس کے بعد دوبارہ لڑکی کی طرف دیکھا اور پھر نظر نیچی کر لی۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ اپنے مکان پر واپس چلے گئے۔ اب بادشاہ کو خیال ہوا کہ حضرت نے دو دفعہ میری لڑکی کی طرف دیکھا ممکن ہے پسند آگئی ہو۔ وزیر کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ اگر میری لڑکی آپ کو محبوب ہو تو میں اسے آپ کی خدمت میں نکاح کے لئے پیش کرتا ہوں۔ حضرت [illegible] نے بادشاہ کی درخواست کو منظور کر لیا۔ اور شادی ہوگئی۔ وزیر کے [illegible] کیسے بزرگ ہیں غیر محرم عورت کو دو دفعہ خلاف شرع دیکھا۔ [illegible] بادشاہ نے دعوت نکاح دی تو فوراً قبول کر لی۔ حضرت بابا صاحبؒ نے اس سے کہا کہ اے وزیر جب میں بادشاہ کے محل میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرید اُدھر دیکھ۔ میں نے دیکھا ایک حسین لڑکی کھڑی تھی۔ دیکھ کر میں نے نگاہ نیچی کر لی اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کیسی ہے؟ میں نے عرض

Marfat.com

کیا یا اللہ تیری مخلوق ہے۔ نہایت خوبصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا اس کے ساتھ شادی کرو گے۔ میں نے عرض کیا یا باری تعالیٰ ایک بار دیکھا ہے اگر اجازت ہو تو ایک دفعہ اور دیکھ لوں۔ فرمایا دیکھ لو۔ میں نے دوبارہ دیکھ کر عرض کیا کہ مجھے پسند ہے۔ یہ سن کر وزیر کے دل سے شبہ دور ہوا اور سارا ماجرا بادشاہ کو سنایا۔ بادشاہ سن کر بہت خوش ہوا اور شکر بجا لایا کہ میری لڑکی حق تعالیٰ نے حضرت بابا صاحبؒ کے لئے پسند فرمائی۔

شادی ہوجانے کے بعد حضرت بابا صاحبؒ اپنی بیوی کو گھر لے گئے اور تین چار روز تک ان کے پاس نہ گئے اس پر انہوں نے عرض کیا کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے کہ آپ میرے پاس نہیں آتے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے مال و دولت سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔ یہ سن کر انہوں نے اپنا تمام مال جو بادشاہ نے انہیں جہیز میں دیا تھا خیرات کر دیا جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے اسی قدر اور سامان بھیج دیا۔ اس سے تنگ آکر آپ دہلی چھوڑ کر پہلے ہانسی چلے گئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد پاک پٹن شریف لے گئے۔

معیار عشق ایک دن فرمایا کہ دنیا میں ہر شخص عاشق ہے۔ ایک شخص چوکیدار ہے تمام رات مجاہدہ کرتا ہے۔ جاگتا رہتا ہے۔ گھر بار، بال بچوں کو اکیلا چھوڑتا ہے۔ سردی گرمی برداشت کرتا ہے۔ یہ سب تکلیفیں اس لئے برداشت کرتا ہے کہ اُسے اُس کا محبوب مل جائے۔ اُس کا محبوب کیا ہے؟ دس روپے ماہوار۔ دوسرا شخص جج ہے۔ اپنا تمام وقت مقدمات میں صرف کرتا ہے۔ دن رات قانونی بحث میں مصروف رہتا ہے۔ یہ سب باتیں اس لئے برداشت کرتا ہے کہ اُسے پانچ سو روپے ماہوار ملتے رہیں۔ اسی طرح ہر شخص کا کوئی نہ کوئی محبوب ہے جس کی چاہ میں اپنا سارا وقت صرف کرتا ہے۔ اور ہر قسم کے مصائب برداشت کرتا ہے۔ اب عاشق کی بزرگی اور عظمت کا اندازہ اُس کے محبوب سے لگایا جا سکتا ہے۔ محبوب جس قدر اعلیٰ و ارفع ہوگا اس کا عاشق بھی اسی قدر اعلیٰ و ارفع ہوگا۔ جو شخص اللہ کا عاشق ہے۔ وہ ان سب عشاق سے بہتر اور برتر ہے۔ کیونکہ اس کے محبوب کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ نہ اس کی کوئی مثل ہے نہ مثال۔

شیطان کا وجود ایک دن احقر نے عرض کیا کہ شیطان نفس کا دوسرا نام ہے یا

Marfat.com

اس کا وجود خارجی دنیا میں بھی ہے۔ فرمایا انسان کائنات اصغر ہے۔ جو چیز کائنات میں موجود ہے وہ انسان میں بھی موجود ہے۔ اس لئے شیطان کا وجود انسان کے اندر بھی ہے اور انسان سے باہر کائنات میں بھی۔

رحمتِ ایزدی کی شان

ایک روز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو شخص مجھے ایک دفعہ یاد کرتا ہے میں اسے دس دفعہ یاد کرتا ہوں۔ جو شخص میری طرف ایک بالشت چل کر آتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ چل کر آتا ہوں، جو شخص میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اس قدر رحیم اور مہربان ہے تو کیا اُس سے غافل رہنے والے کا منہ پتھر مار کر کچل نہ دیا جائے۔

دعائے کفر

ایک دن حضرت اقدس درگاہ اجمیر شریف میں موجود تھے۔ ایک مست پٹھان سامنے آکر دست بوس ہوا۔ اس کی آنکھوں میں درد بھرا ہوا تھا اور بہت بے چین معلوم ہوتا تھا۔ عرض کیا یا حضرت میرے واسطے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مسلمان کرے۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا خدا تمہارے کفر کو زیادہ کرے۔ اور پھر امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا ؎

دلم در عاشقی آوارہ شد آوارہ تر بادا
تنم از بے دلی بے چارہ شد بے چارہ تر بادا

نمازِ جمعہ خواجہ غریب نوازؒ کی امامت میں

ماہ اگست سنہ ۱۹۴ ء اجمیر شریف

ایک دن عرس شریف کے موقعہ پر جمعہ کے روز اس قدر ہجوم تھا کہ صفیں حضرت اقدسؒ کے مکان تک پہنچ گئیں اور ہم سب نے مکان ہی میں نماز با جماعت ادا کی۔ حضرتِ اقدسؒ نے فرمایا۔ آج نماز جمعہ [illegible] ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ آج امامت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمائی ہے۔

قوتِ ایمان

ایک دن اجمیر شریف جاتے ہوئے احقر نے نمازِ جمعہ جامع مسجد دہلی میں ادا کی۔ بعد فراغت نماز مولوی محمد سعید پسر مولوی احمد سعید کانگرسی نے تقریر کی اور شروع تقریر میں کہا، میں سوچ رہا ہوں کہ پہلے کس کا ذکر کروں۔ کانگرس کے

Marfat.com

متعلق کچھ کہوں، انگریزوں کے متعلق کہوں یا محمد علی جناح کے متعلق کچھ کہوں۔ اجمیر شریف پہنچ کر یہ واقعہ احقر نے حضرت اقدسؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کمبخت تم پہلے اپنے متعلق کہو۔ جب تک اپنے آپ کو نہ سدھاروگے، ناممکن ہے کہ دوسروں کی اصلاح کر سکو۔ جب تمہاری اصلاح ہوجائے گی تو دوسروں کی اصلاح خود بخود ہوجائے گی پھر فرمایا، خلفائے راشدین کے وقت حاکم ایران نے دربارِ خلافت میں اطلاع بھیجی کہ اہلِ فارس باغی ہوگئے ہیں بندوبست کیا جائے۔ خلیفۂ وقت کے حکم سے حضرت سلمان فارسی رضؓ بغاوت کو رفع کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کی عمر اسی نوّے برس کی تھی۔ تن تنہا۔ پانی کا کوزہ اور کچھ کھجوریں لے کر ایران روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر اسلامی فوج کا معائنہ کیا۔ اور صرف پچیس یا انتیس جوان انتخاب کر کے باغیوں کی فوج کی طرف روانہ ہوئے۔

قندیل کا واقعہ

آپ نے وہ آدمی تھوڑے تھوڑے کر کے اس طرح جھاڑیوں میں چھپا دیئے کہ ان کی دفاع کی لائن کافی لمبی ہوگئی۔ جب دشمن کا لشکر سامنے آیا تو انہوں نے تیر اندازی شروع کر دی۔ ایرانی لشکر نے دیکھا کہ دُور دُور سے تیر آرہے ہیں۔ شاید بہت بڑی فوج چھپی ہوئی ہے۔ اس سے انہیں کافی گھبراہٹ ہوئی۔ حالات کا جائزہ لینے کے لئے ان کا سردار گھوڑے پر سوار ہو کر آگے آیا۔ جب حضرت سلمان فارسی رضؓ کے قریب پہنچا تو انہوں نے گھوڑے کو ٹانگوں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور زمین پر اُلٹا دے مارا۔ یہ دیکھ کر ایرانی لشکر فرار ہوگیا۔ اس پر حضرت اقدس رحؒ نے فرمایا کہ قوتِ ایمان کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ اس ضمن میں فرمایا کہ ایک عرب تاجر کسی جزیرہ میں گیا۔ وہاں کی رسم تھی کہ ہر سال جمعہ کی رات کو ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو دلہن کے سے کپڑے پہنا کر ایک سنسان مکان میں، کسی بھوت کی نذر چڑھاتے تھے صبح کو جب لوگ وہاں جاتے تو اس مکان میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ وہ عرب ایک بڑھیا عورت کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے۔ ایک رات اسی بڑھیا کی لڑکی کی باری آگئی۔ بچاری بہت غمزدہ تھی۔ لیکن کیا کرتی۔ دستور کے مطابق اپنی لڑکی کو نہلا دھلا کر تیار کیا۔ عرب صاحب

Marfat.com

نے بڑھیا سے جب دریافت کیا تو اس نے سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے کہا آج رات یہ کپڑے مجھے پہنا دو اور مجھے بھوت کی نذر کرو۔ بڑھیا نے خوشی خوشی اُسے اپنی بیٹی کے کپڑے پہنائے اور شہر کے لوگوں کو بلایا۔ تمام لوگ دلہن کو باجے بجاتے ہوئے لے گئے۔ اور اس مکان میں چھوڑ کر واپس آگئے۔ جب صبح ہوئی تو سب لوگ مکان کے گرد جمع ہو گئے۔ تاکہ دیکھیں کہ کیا ہوا۔ جب دروازہ کھولا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ عرب صاحب مصلے پر بیٹھے ہوئے وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ اور ان کے سامنے راکھ کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ جب اس شہر کے بادشاہ نے دریافت کیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ میرے پاس ایک ہتھیار ہے جس سے میں نے اس بھوت کو ختم کر دیا ہے۔ اور وہ ہتھیار " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں توحید ہے دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

جہاز کے کپتان کا مسلمان ہونا

ایک دن حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ جس وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی نے حجاز مقدس کی طرف ہجرت کی آپ کے پاس روپیہ پیسہ نہیں تھا۔ آپ معہ متعلقین جا کر جہاز میں بیٹھ گئے لوگوں نے ٹکٹ مانگا تو فرمایا کہ ہمارے پاس ٹکٹ نہیں ہے۔ انہوں نے جہاز کے کپتان کو رپورٹ کی اس نے آکر حضرت سے ٹکٹ طلب کیا۔ آپ نے جیب سے استنجے کے ڈھیلے نکال کر اس کی جیب میں ڈال دیئے۔ اس سے وہ اور بھی غصہ ہوا۔ اور کہنے لگا آپ نے میری بے عزتی کی ہے۔ آپ نے فرمایا نکال کر دیکھو تو سہی۔ دیکھا تو سونے کے ٹکڑے تھے۔ اس انگریز نے پہلے بھی مسلمانوں کی کرامات کے متعلق پڑھا تھا۔ اب اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اسے بالکل یقین ہو گیا۔ حضرت کو اپنے کیبن میں لے گیا اور وہیں ٹھہرایا۔ متعلقین کو بھی اچھی جگہ دی اور پوری جماعت کو نہایت آرام کے ساتھ لے گیا۔ جدہ پہنچتے پہنچتے وہ [illegible] داخلِ سلسلہ ہوا۔ جب حضرت حاجی صاحبؒ مکہ معظمہ گئے تو وہ [illegible] ساتھ چلا گیا اور آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے ایک مشک خرید لی اور پانی بھر بھر کر گذر اوقات کرتا تھا۔ جب دو آنے جمع ہو جاتے تو مشک چھوڑ کر ذکر اذکار میں مصروف ہو جاتا۔ حضرت مولانا شاہ وارث حسن رح نے بھی اسے مشک اٹھاتے ہوئے مکہ معظمہ میں دیکھا

Marfat.com

عرس کے دھکوں میں برکت

ایک دن عبد السلام صاحب نے حضرت سے کہا کہ آ
درگاہ شریف میں بہت دھکے لگے ہیں۔ پہلے تو میں صبر
کرتا رہا۔ لیکن بعد میں ایک دھکا میں نے بھی مارا۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا۔ خبردار ایسا نہیں
کرنا چاہئے۔ یہاں کے دھکوں میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ فرمایا۔ ہمارے مولانا صاحب
جب درگاہ شریف میں جاتے بہت سے روپے اپنے رومال میں باندھ کر لے جاتے جو شخص
دھکا دیتا۔ روپوں کی مٹھی بھر کر اسے دیدیتے۔ فرمایا دھکا کسی کو نہ دینا چاہئے کیونکہ سب
لوگ امیر ہوں یا غریب خواجہ غریب نوازؒ کے مہمان ہوتے ہیں۔

خواجہ غریب نواز کی عطا کا نرالا طریقہ

ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ غریب نو
کے دینے کا طریقہ باقی حضرات سے علیحدہ
اکثر مزارات پر صاحب مزار، زائرین کو چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں تقسیم کرکے فیضان
دیتے ہیں۔ لیکن خواجہ غریب نوازؒ ہر شخص کو اس کی حیثیت کے مطابق فرداً فرداً دیتے ہیں

حق تعالیٰ کا اصلی نام کیا ہے

ایک دن فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اصل نام "ہ" جو آ
اور ؤ لگانے سے ھا۔ ھی۔ ھو۔ پڑھا جاتا ہے
نیز فرمایا کہ اسم اللہ میں الف احدیت کا ہے۔ اور دو لاموں سے ایک جمال کو ظاہر کرتا ہے
دوسرا جلال کو۔ اس طرح اسم ذات یعنی "ہ" کے ساتھ تین صفات یعنی احدیت، جما
اور جلال مل کر اللہ ہوا۔ فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے نغمے ھی ھا ھو ہوتے تھے
جو ذکر اسم ذات ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام یہ نغمے الاپتے تھے تو انسان۔ وحوش او
جنگلی جانور سب ان کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ اور محویت کا یہ عالم ہوتا تھا۔ کہ کوئی کسی
نہ ڈرتا تھا۔ اور مجمع میں سے کئی جنازے نکلتے تھے۔

توحید

ایک روز مسئلہ توحید اور تعلق مابین خالق و مخلوق پر ذیل کی مثال دیکر بیان فرما
اپنے دل کے اندر ایک خیالی دنیا پیدا کرو۔ اس دنیا کے اندر آدمی ہوں گے جا
ہوں گے۔ مکان ہوں گے۔ مختلف صورتیں، مختلف کام کرتی نظر آئیں گی۔ وہ دنیا تمہارے سا
قائم ہے۔ جب تک تمہارا خیال ہے۔ دنیا بھی ہے۔ جب خیال بدلا تو آناً فاناً تمہاری د

Marfat.com

ست نابود ہو جائے گی ۔ وہ دنیا تم سے جدا نہیں ہے ۔ بلکہ تمہاری ذات میں شامل ہے ۔
لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خالق و مخلوق یعنی تم اور تمہاری دنیا میں کیا نسبت ہے ۔ تم اور
ہاری دنیا کی شکل و صورت ، قد و قامت " حجم اور جسامت " میں کوئی تناسب قائم نہیں
سکتا ۔ اگر خیالی دنیا کے انسان اپنے خالق کی ذات کے متعلق غور کریں اور اس کی شکل و
ورت اور قد و قامت کا اندازہ لگانے کی کوشش کریں تو ناممکن ہے کہ صحیح اندازہ قائم کر سکیں
ی طرح تمام کائنات خالق حقیقی سے قائم ہے ۔ اور اسی سے ہے ۔ اس سے ہرگز جدا
یں ہے ۔ انسان کی کیا مجال کہ خالق کا تصور کر سکے جس طرح تم نے توجہ ہٹائی تو تمہاری دنیا
دوم ہو گئی ۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ ، کائنات سے توجہ ہٹا لے تو کائنات نیست و نابود
ہو جائے گی ۔ فرمایا انسان کیلئے حق تعالیٰ کا تصور ناممکن ہے ۔ اگر کوئی شکل و صورت سامنے
ے اس کو ہٹا دینا چاہئے ۔ وہ بے چون ہے ۔ بے مثل و بےمثال ہے ۔ شکل و صورت ، رنگ و بو
سے منزہ اور پاک ہے ۔ اس پر احقر نے عرض کیا کہ اگر خدا تعالیٰ کی کوئی صورت نہیں ہے تو
خلق آدم علیٰ صورتہٖ کا کیا مطلب ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم ہیں ۔ آپ کا
کلام جامع ہوتا ہے ۔ اس سے کئی معنی نکل سکتے ہیں ۔ اس حدیث کے ایک معنی یہ ہیں کہ انسان
وہ صفات موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ میں ہیں ۔ دوسرے یہ کہ لفظ صورتہ میں مثال تخلیق
تشبیہہ دی گئی ہے ۔ جب ایک شخص مکان بنوانا چاہتا ہے ۔ تو پہلے اپنے دل میں اس کا
قشہ تیار کرتا ہے تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے بھی نقشہ تیار کیا ۔ وہ حقیقت محمدی ہے ۔
س کے بعد کاغذ پر خاکہ تیار کیا جاتا ہے ۔ وہ لوح محفوظ ہے ۔ اسکے بعد فرمایا کہ مثال دینا
ہت مشکل ہے ۔ بے مثل کی مثال کس طرح دی جا سکتی ہے ۔ انسان اپنی عقل کے مطابق
ثال تلاش کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور ہوتی ہے ۔ اس کی ایک
کائنات کی ایک چیز دوسری چیز سے بالکل مختلف ہے ۔ کائنات کا ... ی ذات میں
لیتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مثال نامکمل رہ جاتی ہے ۔

ذکر اللہ کس طرح ہر وقت قائم رہ سکتا ہے

ایک دفعہ فرمایا کہ سالک کو چاہئے کہ ہر وقت دل سے اللہ تعالیٰ کی جانب

Marfat.com

متوجہ رہے۔ بے شک دنیا کے کام کرتا رہے۔ لیکن ذکر اللہ سے کبھی غافل نہ رہے۔ جب ایک شخص کے دانت میں درد ہوتا ہے تو اگرچہ وہ بظاہر اپنے کاروبار میں مصروف رہتا ہے لیکن درد کا احساس کبھی نہیں جاتا۔ یا مثلاً جب ایک آدمی کا کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہو جاتا ہے تو اسے کاروبار کے ساتھ ساتھ اپنے عزیز کا غم بھی لگا رہتا ہے۔ اسی طرح سالک کو چاہیے خواہ کیسی ہی مصروفیت ہو ذکر اللہ سے غافل نہ رہے۔ "دست بکار دل بیار" مشہور ہے

مُظہر کا کمال مَظہر کی بدصورتی میں ہے

ایک روز ارشاد فرمایا کہ مُظہر کا کمال مَظہر کی بدصورتی میں ہے۔ حق تعالیٰ چونکہ جمیل ہے خوبصورت مظاہر میں اس کا ظہور آسان ہے لیکن کمال یہ ہے کہ جمیل کا ظہور بدصورت اعیان و مظاہر میں ہو۔

انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ

ایک دن ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء کرام محفوظ۔ احقر نے عرض کیا کہ پھر حضور سرورِ کائنات صلعم کیوں دن میں اسی بار استغفار کیا کرتے تھے ارشاد فرمایا کہ نبی اور ولی کا کام بہت مشکل ہوتا ہے۔ مریدین کے قلوب کی اصلاح کے لئے انہیں اپنے بلند مقامات چھوڑ کر نیچے آنا پڑتا ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو مریدین اُن کی بات نہ سمجھ سکیں۔ اس لئے جب رسولِ خدا صلعم، صحابہ کرام، کی ہدایت کے لئے اپنا اعلیٰ مقام چھوڑ کر نیچے آتے تو تنزل کی حالت میں استغفار پڑھتے۔

استغفار کی دوسری وجہ جو شاید اسی تقریر یا کسی دوسری تقریر میں حضرتِ اقدس نے بیان فرمائی یہ ہے۔ ارشاد فرمایا چونکہ ذات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس لئے سالک جس قدر بلند سے بلند مقام پر پہنچتا ہے۔ اس سے اوپر بلند تر مقامات ہوتے ہیں۔ اس عروجی پرواز میں جب سالک بلند مقام پر پہنچ کر اپنی سابقہ حالت یعنی پست مقام کا خیال کرتا ہے تو اسے افسوس ہوتا ہے کہ پہلے میری یہ حالت تھی اس لئے لازماً اس کے منہ سے کلمات استغفار نکلتے ہیں۔

تجلیات میں تکرار نہیں

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کا ب

Marfat.com

عالم ہے۔ کہ تجلی اپنے بندے پر ایک دفعہ فرماتا ہے۔ دوسری دفعہ وہی تجلی پھر نہیں فرماتا بلکہ ہر آن اور ہر لحظہ نئی تجلیات کا ظہور رہتا ہے ؎

گھڑیوں بڑھتا ہے حسینوں کا جمال   اور سے اور ہوئے جاتے ہیں

قرآن شریف باآواز بلند پڑھنے میں احتیاط

یکم ماہِ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ اجمیر شریف
شب اول رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ ہجری

پونے دس بجے تراویح شروع کی۔ نماز کا انتظام حضرت کے مکان پر تھا۔ ہر چہار رکعت کے بعد حلقۂ ذکر ہوا۔ آخر میں ایک صاحب جو کسی اور مسجد میں نماز ادا کر کے حاضر ہوا کرتے تھے الگ بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے تھے۔ بعد اختتام نماز حضرت نے دریافت فرمایا کہ ارے بھائی تم کیا پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے جواب دیا سورۂ یٰسین پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپ غصہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ نص قرآن ہے کہ جب قرآن شریف پڑھا جائے تو حاضرین کو چاہیئے کہ سنیں لیکن آجکل یہ حالت ہے کہ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اور کوئی بیچ میں قرآن پڑھنے لگ جاتا ہے۔ لوگ قرآن کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اس سے سب گنہگار ہو جاتے ہیں۔ پڑھنے والا بھی اور سننے والا بھی۔ پڑھنے والا زیادہ گنہگار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے دوسروں کو بھی گنہگار کیا۔ اس کا گناہ تمام سامعین کے گناہ کے برابر ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ لوگ مزارات کی حاضری کے دوران میں بھی یہی حرکات کرتے ہیں حالانکہ صاحب مزار کے ساتھ بھی وہی آداب ملحوظ رکھنے چاہئیں جو دنیاوی زندگی میں ان کے ساتھ ملحوظ رکھے جاتے ہیں کیونکہ وہ زندہ ہیں۔ اس سے اور لوگوں کا بھی ہرج ہوتا ہے۔ اب وہ صاحب مزار کی طرف متوجہ ہوں یا قرآن پڑھنے والوں کی طرف۔ اگر قرآن پڑھنا ہے تو گھروں میں یا مسجدوں میں جا کر پڑھیں۔ تم اتنے خوش الحان تو ہو نہیں کہ صاحب مزار [illegible] کو چھوڑ کر تمہاری قراءت کی طرف متوجہ ہوں۔ تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہارے [illegible] پڑھنے سے خوش ہوتے ہیں۔ وہ خوش نہیں ہوتے ان کی طبیعت منغض ہوتی ہے۔ تم اندھے ہو دیکھ نہیں سکتے اگر ان کے جاہ و جلال کو یہ لوگ دیکھ لیں تو یہ جو آستانہ پکڑ کر چلاتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں کبھی نہ کریں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا خاک

Marfat.com

قبول ہو تم کو مانگنے کا طریقہ ہی نہیں آتا۔ بجائے خوش کرنے کے ان کو ناراض کر دیتے ہو جس وقت نمازِ عشاء ہو رہی تھی ایک فقیر نیچے بازار میں بیٹھا زور زور سے بھیک مانگ رہا رہا تھا وہ جانتا تھا کہ اوپر لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور ذکر کر رہے ہیں ضرور ان کو تنگ کرنا چاہیے تاکہ کچھ دے دیں۔ اس فقیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس فقیر کو اب کون دیگا سخت تنگ کر رہا ہے۔ اگر کوئی دے گا بھی تو اس لئے کہ جائے بلا دور ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ فقیر کی وجہ سے نماز میں بہت ہرج واقع ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اپنی نماز درست کرو تمہیں اوروں سے کیا کام۔ ویسے تو پرندے بولتے رہتے ہیں۔ اور کتے بھونکتے رہتے ہیں اب کیا ڈنڈا لے کر سب کے پیچھے دوڑتے پھرو گے۔ بس تم اپنی نماز کو سنبھالو۔ حضرت علیؓ کے پاؤں سے نماز ہی میں تیر نکالا گیا تھا۔ لیکن آپ کو ذرہ بھر احساس نہ ہوا۔ حالانکہ یہی تیر نکالنے کے لئے نماز سے قبل لوگوں نے بے حد کوشش کی لیکن شدتِ درد کی وجہ سے تیر نہ نکل سکا۔ اس کے بعد اسی آدمی نے پانی پیا۔ حضور نے فرمایا کہ ذکر کے فوراً بعد پانی مت پیا کرو۔ کچھ دیر ٹھیر کر پانی پینا چاہیے جس طرح ورزش کے بعد پانی پینا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ کے بعد بھی نقصان دیتا ہے۔ کم از کم دس منٹ ٹھیر جایا کرو۔ اسکے بعد آپ اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

۲- رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ

قرآن پڑھنے کا طریقہ

آج رات تراویح اور حلقہ ہائے ذکر کے بعد حاضرین مجلس میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حافظ صاحب قرأت بہت جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ جس سے قلب میں جماؤ نہیں ہوتا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا علاج وہی ہے کہ پہلے اس خیال سے پڑھو کہ ہم پڑھ رہے ہیں اور اللہ سُن رہا ہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ پڑھ رہا ہے اور ہم سن رہے ہیں۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہی پڑھ رہا ہے اور وہی سُن رہا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب ہم حیدر آباد دکن میں تھے تو وہاں ایک نابینا حافظ صاحب سے قرآن شریف سُنا کرتے تھے۔ وہ ایک صاحبِ ذوق آدمی ہیں اور عالم بھی ہیں۔ دورانِ قرأت میں ان کو نیند آجاتی تھی لیکن قرآن شریف بالکل درست پڑھتے جاتے تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ اسی نیند

Marfat.com

ان کو بزرگانِ دین کی زیارت بھی ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ قرآن پڑھتے پڑھتے انہیں نیند آگئی اور خواب میں کسی عالم سے ایک اختلافی مسئلہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس عالم نے کہا حضور سرورِ کائنات صلعم خود اس جگہ موجود ہیں۔ ان سے کیوں نہیں دریافت کر لیتے۔ انہوں نے کہا کہاں ہیں۔ جواب دیا۔ وہ ہیں۔ اس کے بعد انہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہو گئی مسئلہ بھی دریافت کر لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ حافظ صاحب نہایت ذوق و شوق سے پڑھتے تھے اور ہر شب تین مساجد میں تراویح پڑھاتے تھے وہ کہتے تھے کہ یہاں کی حاضری کی وجہ سے انہیں تکان بالکل نہیں ہوتی اسی سلسلہ میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ

انتہا پر نظر

نماز خوب ذوق و شوق سے پڑھنی چاہئیے۔ پہلے دوسرے اور تیسرے آسمانوں کی سیر میں نہ الجھنا چاہئیے۔ سیدھا اوپر جانا چاہئیے ہاں واپسی پر سیر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جیسے ایک لڑکا جو اسکول میں جاتا ہے اگر اسکول جاتے وقت راستہ میں کھیلتا کودتا جائے اور ادھر ادھر کی چیزوں میں مشغول ہوتا رہے تو کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔ لیکن اگر تعلیم کے بعد کھیل کود میں مشغول ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ انسان کو چاہئیے کہ خالص ذات کا طالب ہو۔

فرمایا امام محمد غزالیؒ عالم تھے اور اُن کے چھوٹے بھائی امام احمد غزالیؒ صوفی تھے امام محمد غزالیؒ بعد میں صوفی ہوئے۔ امام احمد غزالیؒ شروع میں اپنے بڑے بھائی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ جس سے لوگ چہ میگوئیاں کرتے تھے۔ امام محمد غزالیؒ کو یہ بات ناگوار گزرتی تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنی والدہ سے شکایت کی کہ احمد میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ والدہ صاحبہ نے اپنے چھوٹے بیٹے کو بلا کر تنبیہہ کی اور کہا کہ آئندہ ان کے پیچھے نماز پڑھا کرو۔ تعمیل حکم میں بھائی کے پیچھے نماز کی نیت باندھی لیکن نیت توڑ کر چلے گئے۔ اس سے امام غزالیؒ اور بھی غصہ ہوئے اور والدہ کی خدمت میں جا کر شکایت کی۔ دریافت کرنے پر امام احمد غزالیؒ نے جواب دیا کہ یہ ہمارے امام تو حیض و نفاس کے مسائل میں اٹکے ہوئے تھے امامت کیا خاک کرتے۔ یہ وجہ ہے کہ میں نماز چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ سن کر اُن کی والدہ صاحبہ نے کہا کہ نہ ان کو نماز پڑھنی آتی ہے نہ تم کو۔ وہ نماز میں مسئلے سلجھاتے رہے اور تم اُن کی جاسوسی کرتے رہے۔

Marfat.com

اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر شبلی رح حضرت جنید بغدادی رح کے مرید تھے۔ ایک دن شیخ اور مرید باہر سیر کو جا رہے تھے دیکھا کہ چند ابدال اڑتے ہوئے آئے اور حضرت جنید رح کے سامنے اتر پڑے نماز کا وقت تھا۔ حضرت جنید رح نے حضرت شبلی رح سے کہا کہ نماز پڑھائیں۔ شبلی رح امام ہوئے اور حضرت جنید رح اور وہ ابدال پیچھے کھڑے ہو گئے۔ نماز کے دوران میں حضرت شبلی رح نے دیکھا کہ کہیں سمندر میں ایک جہاز غرق ہو رہا تھا جس میں ان کے مرید تھے انہوں نے اپنا دست تصرف بڑھا کر جہاز کو غرق ہونے سے بچا لیا یہ دیکھ کر ابدالوں نے نیت توڑ دی اور کہنے لگے کہ نماز پڑھاتے ہیں یا ملاحی کرتے ہیں۔ حضرت جنید رح نے فرمایا کہ انہوں نے ملاحی کی اور آپ نے جاسوسی کی نماز نہ تمہاری ہے نہ ان کی۔ آؤ میں نماز پڑھاتا ہوں یہ کہہ کر آپ امام ہو گئے اور سب کو عرش پر جا کھڑا کیا نماز کے بعد فرمایا کہ ہوا میں اڑنا اور پانی میں تیرنا کوئی کمال نہیں ہے۔ ہوا میں تو پرندے بھی اڑتے ہیں اور پانی پر تنکے تیرتے ہیں۔ جب آپ واپس گھر آئے تو شبلی رح سے فرمایا کہ وقت تنگ ہے جلدی مہمانوں کے لئے کھچڑی تیار کرو وہ چلے گئے لیکن کھچڑی تیار کرنے میں کافی دیر لگا دی۔ جب حضرت جنید رح اندر گئے تو دیکھا کہ انہوں نے ہانڈی کے نیچے اپنی ٹانگ لگا دی ہے۔ حضرت جنید رح بغدادی رح نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا کر رہے ہو انہوں نے عرض کیا کہ آج لکڑیاں ختم ہو گئی ہیں۔ چونکہ پیر کا فرمان تھا کہ کھچڑی تیار کر لاؤں اس لئے میں نے اپنی ٹانگ پر کھچڑی پکانی چاہی لیکن میری ٹانگ کو آگ نہیں قبول کرتی۔ اس پر حضرت جنید رح نے فرمایا کہ ٹانگ نکال لو میں خود کھچڑی پکاتا ہوں یہ کہہ کر آپ ہانڈی کی طرف متوجہ ہوئے اور دو منٹ میں کھچڑی تیار ہو گئی۔ حضرت جنید رح نے ابدالوں سے فرمایا کہ آیئے کھچڑی کھایئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی توجہ سے پکی ہوئی کھچڑی کو ہمارے پیٹ کب برداشت کر سکتے ہیں۔

اپنی مشغولیت کا امتحان

ایک دفعہ حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ ہم نماز کے دوران میں اپنے انہماک کو ٹسٹ کرنے کے لئے کبھی کبھی ریڈیو کو پوری رفتار پر چلا کر نماز شروع کر دیتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ریڈیو کی آواز سے نماز میں حرج ہوتا

Marfat.com

ہے یا نہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک روز ماموں میاں نے بھی کہا کہ حضرت نے فرمایا کہ اس نشست میں جس روز نماز پڑھتے ہوئے ریڈیو کی آواز ہمارے کانوں میں آئی ہم ریڈیو کو توڑ دیں گے اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں اس قدر منہمک ہوتے تھے کہ ایک ہی کمرہ میں ریڈیو کی آواز تک سنائی نہیں دیتی تھی اور یہ بعید از قیاس نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضؓ کے پاؤں سے نماز ہی میں تیر نکالا گیا اور آپ کو درد کا بالکل احساس نہ ہوا۔ ایک دن احقر نے بھی حضرت اقدسؒ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ پاک پٹن شریف میں بعد نماز جمعہ آپ سنتیں پڑھ رہے تھے۔ دھوپ تھی۔ لوگوں کا ہجوم تھا۔ فرض کے بعد اکثر لوگ اٹھ کر ادھر اُدھر سایہ دار جگہ تلاش کر رہے تھے۔ ہل چل اس قدر تھی کہ اطمینان سے بیٹھ کر نماز پڑھنا مشکل تھا لیکن حضرت نماز میں اس قدر منہمک تھے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی۔ نہایت سکون اور اطمینان اور محویت سے نماز ادا کی اور بعد ادائے نماز دوسرے مقام پر چلے گئے۔

۱۲۔ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ

عذر ترک جماعت

آج رمضان المبارک کی تیسری شب کو بعد فراغت نماز عشاء تراویح و حلقہ ہائے ذکر نماز باجماعت کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت اقدس نے فرمایا ہمارے ایک دوست مولوی عبدالسلام[1] کہتے ہیں کہ ہم نے تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے الگ پڑھ لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ہمارے امام صاحب نے بروقت نماز شروع کر دی ایک مقتدی کو اپنی دکان بند کرتے کرتے دیر ہو گئی۔ اور جماعت میں شامل نہ ہو سکا مسجد میں آتے ہی امام صاحب پر برس پڑا کہنے لگا میاں ذرا ٹھیر جاتے تو کیا ہو جاتا معلوم نہیں اتنی جلدی تم لوگوں کو کیوں ہوتی ہے۔ بس نماز ختم کر کے فوراً اپنے گھر جانا چاہتے ہو۔ دوسرے [illegible] صاحب نے ذرا دیر سے نماز پڑھائی تو دوسرے مقتدی بگڑ گئے کہنے لگے [illegible] ہو گیا سیٹھ صاحب کی۔ تم لوگ تو امیروں کے حلوہ مانڈہ [illegible] بیٹھے رہتے ہو غریبوں سے تمہیں کیا کام۔ اگر اس نے لمبی سورت پڑھی تو کچھ مقتدی ناراض ہو گئے کہ میاں تمام دن کے تھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ کچھ ہمارا بھی تو خیال کرنا چاہئے۔ اگر نماز جلدی جلدی ختم کر دی تو بھی چین نہیں۔ بعض مقتدی صاحب ناراض ہو گئے کہ جلدی کس بات کی ہے ذرا قرآن شریف کی

[1] حضرت کے نسبتی برادر ہارون صاحب

Marfat.com

لذت تو پا نے دیا کرو۔ مولوی عبد السلام صاحب کہتے ہیں کہ جب امام کی یہ قدر و قیمت رہ گئی ہے تو کیوں کر ان کے پیچھے نماز جائز ہو سکتی ہے۔ آجکل کے امام تو لوگوں کے تنخواہ خوار نوکر ہیں۔ امام یعنی سردار نہیں ہیں۔ بس ناچار ہم نماز الگ پڑھ لیتے ہیں۔

اس کے بعد حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ ہمارے ایک دوست بمبئی میں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم مسجد میں نماز پڑھنے گئے وہاں ایک مخبوط الحواس آدمی بھی موجود تھا۔ پھٹے پرانے کپڑے تھے۔ جب جماعت شروع ہوئی تو صف میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ نیت کرتا ہوں نماز کی۔ نیت کرتا ہوں نماز کی۔ نیت کرتا ہوں نماز کی۔ نماز ختم ہو گئی لیکن وہ یہی کہتا رہا۔ میں نے کہا میاں نماز تو ختم ہو گئی ہے۔ لیکن آپ اب تک نیت باندھ رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ نیت باندھتے ہی آپ کو جواب مل گیا۔ مجھے تو اب تک جواب نہیں ملا کہ ہاں شروع کرو۔ میں یہ سن کر حیران رہ گیا اور وہ آن کی آن میں غائب ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب تک جواب نہ لے لیتے تھے نماز میں آگے نہیں بڑھتے تھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت امام مالک رضؓ مدینہ منورہ میں رہتے تھے اور وہیں درس بھی دیا کرتے تھے۔ نماز باجماعت میں شریک ہوتے تھے۔ بیماروں کی عیادت کے واسطے بھی جایا کرتے تھے۔ اور میت کے ساتھ بھی جاتے تھے لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ فرض پڑھ کر خلوت میں چلے جاتے لیکن عیادت بیماران کے لئے اور جنازہ کے ساتھ بدستور جاتے رہے۔ اس کے بعد ایک ایسا وقت آیا کہ آپ نے فرض باجماعت پڑھنا بھی بند کر دیا اور میت کے ساتھ جانا اور بیمار پرسی کرنا بھی چھوڑ دیا۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس عذر ہے۔ انھوں نے دریافت کیا کہ کیا عذر ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں پابند نہیں ہوں کہ ہر کس و ناکس کو اپنا عذر بتا دوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوں اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ وجہ ظاہر ہے جماعت میں دائیں بائیں کوئی کثیف القلب آجاتے ہوں گے جن کا اثر امام صاحب رح کے قلب پر پڑتا ہو گا۔ فرمایا ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کے کثیف قلب کا

Marfat.com

اس قدر اثر پڑتا ہے کہ باوجود صاف کرنے کے کئی دن تک وہ اثر نہیں جاتا۔ صاف کرتے کرتے ہاتھ چھل جاتے ہیں لیکن کثافت دور ہونے میں نہیں آتی لیکن بعض اوقات ایسے مقتدی بھی مل جاتے ہیں جن کے انوار کا اثر تمام جماعت پر ہوتا ہے۔ اب جو لوگ اہل بصیرت ہوتے ہیں وہ دیکھ لیتے ہیں کہ کس قسم کے لوگ جماعت میں شریک ہو رہے ہیں اور فیصلہ کر لیتے ہیں کہ جماعت میں شریک ہوں یا نہ ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ بے شک نماز باجماعت ضروری ہے۔ اور سنتِ نبویؐ ہے۔ رسولِ خدا صلعم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ امام کسی اور کو بناؤں اور جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ لیکن ان کے بال بچوں کا خیال آتا ہے کہ ناحق جل جائیں گے۔ حضرتؒ نے فرمایا بے شک جماعت ضروری ہے لیکن مسلمانوں کے ساتھ ضروری ہے۔ دوسرے ہندوؤں یا عیسائیوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے سے کیا حاصل۔ اس سے بہتر ہے کہ انسان خلوت میں بیٹھ کر اطمینان سے اپنی نماز پڑھ لے۔ اور PASS MARKS (کم سے کم نمبر جو پاس ہونے کے لئے ضروری ہیں) کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

ملفوظات پڑھنے کے آداب

آج رمضان شریف کے تیسرے روز حضرت اقدسؒ اوپر کی منزل سے تشریف فرما ہوئے۔ بندہ اکیلا موجود تھا۔ عرض کیا کہ بزرگوں کے ملفوظات پڑھتے وقت کیا آداب بجا لانے چاہئیں فرمایا باوضو ہو۔ بے ادبی سے لیٹا ہوا نہ ہو۔ اور سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ملفوظات پڑھتے وقت صاحب ملفوظات کی روح کی جانب متوجہ رہنا چاہئے اور طبیعت کو (RECEPTIVE) (قبولیت فیضان کے لئے مستعد) رکھنا [illegible] قال حال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا کلام اگر ان شاء اللہ [illegible] پڑھا جائے تو قلب میں وہی حال طاری ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ بزرگوں کی روحانیت کی طرف متوجہ ہونے سے یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی تمہاری طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ عالمِ ارواح کا حال بعینہٖ ناسوتی دنیا کا سا ہے۔ اس دنیا میں اگر تم کسی آدمی کو دور سے آواز دو تو فوراً گردن موڑ کر تمہاری طرف

دیکھے گا (یہ فرماتے ہوئے حضرتِ اقدسؒ نے اپنی گردن دائیں جانب موڑ دی) فرمایا اگر وہ شخص یہ کہے کہ مجھے کام ہے میں اس وقت نہیں آسکتا تو بھی وہ تمہاری جانب متوجہ تو ہو گیا۔ بس یہی بڑی بات ہے۔ بزرگانِ دین کیمیا نظر ہوتے ہیں جہاں ان کی نظر پڑی کام بن گیا۔ جب تم ان کی طرف متوجہ ہونے ہو تو وہ ضرور تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ درگاہ شریف کی حاضری کے وقت اکثر یہ خیال رہتا ہے کہ ذات کی طرف متوجہ ہونا چاہئے یا حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی طرف یا شیخ کی طرف فرمایا سب ایک ہیں ذات سے کوئی جدا نہیں ہاں جب درگاہ میں حاضری کے لئے جاؤ تو خواجہ غریب نوازؒ کی طرف متوجہ ہو پھر ذات کی طرف پھر اپنے قلب کی طرف یہ دیکھنے کے لئے کہ قلب میں کیا وارد ہو رہا ہے۔ اور پھر ذات کی طرف۔ اسی طرح یہ چکر جاری رہے۔ دراصل جب تم حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی جانب متوجہ ہوتے ہو تو تمہاری توجہ فلٹر ہو کر (چھن کر) ذات کی طرف چلی جاتی ہے۔ خواجہ صاحب ایک Magni fying Glass (خورد بین) ہیں آپ کی طرف متوجہ ہونا ذات کو Magni fying Glass سے دیکھنا ہے۔ فرمایا اصل بات یہ ہے کہ سب جھگڑے دوئی کے ہیں۔ جب دوئی مٹ جاتی ہے تو سب خدشات رفع ہو جاتے ہیں۔ اس موقعہ پر حضرت اقدسؒ نے یہ شعر پڑھا۔

دوئی بہ مذہب عشاق معنوی کفر است
خدا یکے و پیمبر یکے و پیر یکے

۴ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ

عشق کا امتحان

آج حضرتِ اقدسؒ اپنے کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ بندہ اکیلا حاضرِ خدمت تھا۔ حضرتؒ نے ایک کتاب سے دو مکتوب پڑھ کر سنائے جو انشاء اللہ بعد میں درج کئے جائیں گے۔ مضمون یہ تھا:۔

(۱) جب بندہ خدا کا عاشق ٹھیرا تو چاہے وہ لطف سے بندہ کو خوش کرے یا قہر سے خود خوش ہو۔

(۲) جب بلا و مصیبت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تو ورودِ نعمت کہیں زیادہ

Marfat.com

تھا۔ پہلے آپ آگ کے تنور میں ڈالے گئے۔ پھر صندوق میں بند کئے گئے اور دریا میں پھینک دیئے گئے۔ پھر دشمن کے قبضہ میں آ گئے اس کے بعد آپ سے ایک آدمی قتل ہو گیا وغیرہ وغیرہ

عروج و نزول ایک موقعہ پر احقر نے عرض کیا کہ کسی وقت طبیعت میں ایسی لطافت ہوتی ہے کہ تھوڑی سی آواز شاق گزرتی ہے۔ فرمایا ہاں ایسا ہوتا ہے۔ کبھی کیسے کبھی کیسے۔ کبھی عروج ہوتا ہے کبھی نزول۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا یا تو آپ نے کوسوں دور حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو پالیا یا یہ کہ وہ چاہ میں تھے اور آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ انہوں نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔ حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ اسی مضمون کو سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب ادا کیا ہے ان کا شعر ہے سہ

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینم

اس کے بعد فرمایا کہ لطف اسی میں ہے کہ حالت بدلتی رہے کسی چیز کا حسن اس کے نہ ہونے سے معلوم ہوتا ہے۔

توکل ایک دفعہ ایک مرید نے عرض کیا کہ میرے پاس آٹھ سو روپے ہیں۔ جب سروس میں تھا تو کچھ رقم گھر بھیج دیا کرتا تھا۔ جس سے انہوں نے چاندی خرید کر رکھ دی ہے یہ چیز بندہ کو ناگوار گذرتی ہے۔ بسا اوقات والدہ صاحبہ کو کہا ہے کہ اُسے خرچ کر ڈالیں لیکن وہ نہیں مانتیں۔ فرمایا ہاں تمہارے سلک کے لئے درست نہیں ہے انکے مسلک میں درست ہے۔ فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سال بھر کا خرچ اپنی ازواج مطہرات کو دیدیا کرتے تھے اور اپنے لئے دوسرے وقت کے کھانے کے لئے بھی نہ رکھتے تھے۔

کوشش اور توکل اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ کل حاضری کے وقت حضرت خواجہ غریب نواز رح کی خدمت میں دوبارہ ملازمت کے لئے [illegible] صبح دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس کے متعلق ہز ہائی نس نواب بہاولپور [illegible] دینی چاہئے اس پر حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ ان کو آنے دو (نواب صاحب اس وقت ایران و عراق کے سفر پر تھے) دیکھا جائے گا جو کچھ ہونا ہے بلا کوشش ہو جائے گا۔ شروط ناسوتی پورا کرنے کے لئے برائے نام کچھ کر دیا جائے گا۔ فرمایا یہ غلط ہے کہ کام کوشش سے ہوتا ہے۔ رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ سعی سے قضا تبدیل نہیں ہوتی دعا سے ہو جاتی ہے۔ کوشش تنہا کو نہیں بدل

Marfat.com

سکتی۔ جب تک خود لکھنے والا نہ بدل دے۔ فرمایا ایک دن امام حسنؓ گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک جگہ نماز پڑھنے کے لئے گھوڑے سے اترے۔ گھوڑا کسی شخص کو دیا تاکہ وہ نماز پڑھ لیں۔ جب آپ نماز میں مصروف ہوئے تو وہ شخص گھوڑے کی لگام اتار کر چلا گیا۔ لیکن گھوڑا اسی طرح کھڑا رہا۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر بغیر لگام سوار ہوئے اور اپنی راہ لی۔ راستہ میں ایک جگہ کوئی میلہ تھا جہاں ایک عارضی بازار لگتا تھا۔ ادھر ادھر کے لوگ وہاں جمع ہو کر اپنی ضروریات کی چیزیں خریدتے تھے۔ جب آپ وہاں سے گزرے دیکھا کہ ایک شخص وہی لگام نیلام کر رہا ہے۔ آپ نے لگام کو پہچان لیا اور دوبارہ خریدنے کا ارادہ کیا۔ نیلام کنندہ نے آپ کو پہچان لیا اور لگام بغیر قیمت دینی چاہی لیکن حضرت امام صاحب نے مفت لینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ہم تمہارا نقصان نہیں کرنا چاہتے۔ قیمت ضرور لینی پڑے گی۔ اس پر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور میں نے اس پر ڈھائی درہم خرچ کئے ہیں صرف ڈھائی درہم لوں گا۔ زیادہ نہیں لوں گا۔ آپ نے جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو ڈھائی درہم ہی نکلے فرمایا جب میں نے نماز شروع کی تو دل میں ارادہ کر لیا کہ جو کچھ میری جیب میں ہے اسے دے دوں لیکن اس نے صبر نہ کیا اور جو چیز اسے صبر کے بعد حلال ہو کر ملنی تھی وہ بے صبری اور کوشش سے اسے حرام ہو کر ملی۔ اس کے بعد فرمایا یہ ہے کوشش۔ ملتا وہی ہے جو کچھ مقدر میں ہو کوشش سے انسان حلال کو حرام بنا دیتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت امام حسنؓ علیہ السلام ایسے فیاض تھے کہ جو کچھ ہوتا اللہ کی راہ میں لٹا دیتے تھے لیکن جب کسی سے لین دین فرماتے تو کوڑی کوڑی کا حساب کرتے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اور بات ہے یہ اور بات ہے۔ وہ خدا سے معاملہ ہے اور یہ بندوں سے معاملہ ہے۔

خوفِ موت کا علاج

اس کے بعد فرمایا کہ رسولِ خدا صلعم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے موت سے بہت ڈر لگتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے۔ عرض کیا جی ہاں بہت مال ہے۔ فرمایا سب خدا کی راہ میں دے دو۔ اس دوران میں حضرت اقدسؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ کس پابندی سے رسول خداؐ کے حکم کی تابعداری کرتے تھے۔ وہ شخص سیدھا گھر گیا اور جو کچھ گھر میں تھا سب کچھ خیرات کر دیا

بیوی نے بہت شور مچایا کہ بال بچے بھوکے مرجائیں گے لیکن اُنے اس کی بالکل پرواہ نہ کی ایک دن وہ شخص راستہ میں آنحضرت صلعم سے ملا۔ آپ نے پہچان کر دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے۔ اب بھی موت سے ڈرلگتا ہے۔ اس نے عرض کیا نہیں حضور اب تو مرنے کا شوق ہے۔ اس پہ آنحضرت صلعم نے فرمایا! "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" انسان کا دل اسی جگہ لگتا ہے جہاں اس کی پیاری چیز ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا۔ سبحان اللہ کیا کلام ہے۔ یہاں فلسفیوں کا دماغ نہیں پہنچ سکتا۔ اب چونکہ وہ شخص اپنا سب کچھ آخرت کو پارسل کرچکا تھا اس لئے دنیا میں اس کا جی نہیں لگتا تھا۔ فرمایا فرض کرو ایک شخص اپنا مال اسباب کتابیں وغیرہ کلکتہ بھیج دے تو اب اس کو یہاں کیا چین آئے گا۔ ہر وقت یہی خواہش دامن گیر رہے گی کہ جلدی کلکتہ پہنچ جاؤں۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ "دہ در دنیا اور ستر در آخرت" کے حساب سے اب آخرت میں اُسے ستر گنا ملنے کی امید تھی۔

شکوہ اقبال کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ہمارے مولانا صاحب کے ایک مرید حج پر گئے کسی نے ان کو "شکوہ اقبال" دے کر کہا کہ اسے لے جاؤ اور کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے ہوکر پڑھنا خیر انہوں نے لے کر بکس میں رکھ لیا۔ جب مکہ معظمہ پہنچے تو وہاں کی حاضری کی مستیوں میں بھول گئے۔ وہاں سے روانہ ہونے سے پہلے جب خیال آیا تو انہوں نے کعبۃ اللہ کے پاس بیٹھ کے پڑھا۔ فوراً ان پر حالتِ انقباض طاری ہوگئی۔ بہت پریشان ہوئے اور اس حالت سے نکلنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن وہ حالت رفع نہ ہوئی۔ بلکہ وہ خودکشی پر آمادہ ہوگئے۔ ایک رات خواب میں حضرت مولانا صاحب کی زیارت ہوئی انہوں نے فرمایا کہ "شکوہ جیسی مردود چیز ساتھ لائے ہو اس لئے باری تعالیٰ خفا ہیں۔ اسے فوراً دور کرو۔ صبح [illegible] "شکوہ" کو بکس سے نکال آگ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ان کا [illegible] ان کی حالت پہلے کی طرح ہوگئی۔

سدا سہاگی

ایک مرتبہ سدا سہاگیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ دہلی میں ایک عالم رہتے تھے۔ جن کا نام مولوی موسیٰ تھا۔ ایک دفعہ وہ حضرت محبوب الٰہی رض کے

Marfat.com

ہاں فاتحہ کے لئے حاضر ہوئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ہیجڑے کھڑے گا رہے ہیں یہ دیکھ کر اُن کے دل میں خیال آیا کہ صاحب مزار کو یہ چیزیں منظور ہیں۔ تب یہاں ہونے دیتے ہیں اگر وہ نہ چاہتے تو یہ لوگ کیسے یہاں آسکتے ہیں یہ خیال تھوڑی دیر کے لئے ان کے دل میں آیا اور چلا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ حج پر گئے اور قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ جارہے تھے کہ ایک رات خواب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ بہت خشمگیں تھے اور حکم فرمایا کہ ہمارے پاس مت آؤ واپس چلے جاؤ۔ جب بیدار ہوئے تو مغموم تو بہت ہوئے لیکن واپس کیسے جاسکتے تھے قافلہ کے ساتھ چلتے رہے۔ دوسری رات پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے فرمایا کہ واپس چلے جاؤ۔ اس سے وہ گھبرائے لیکن پھر بھی سفر جاری رکھا تیسری رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس چلے جاؤ ورنہ دولت ایمان سے بھی محروم کردیئے جاؤ گے۔ اب وہ بہت بے چین ہوئے قافلہ کو چھوڑ کر وہیں بیٹھ گئے۔ آگے جا نہیں سکتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نشت دیکر پیچھے جا نہیں سکتے تھے۔ حیران تھے کہ کیا کروں۔ لوگوں سے اہل اللہ کا پتہ دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ دائیں جانب فلاں گاؤں میں ایک بزرگ رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان کی خدمت میں گئے۔ اور پورا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے تھوڑی دیر کے لئے گردن جھکا لی اور آنکھیں بند کرلیں اس کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے سخت ناراض ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے کسی ولی اللہ کے خلاف کوئی بے ادبی سرزد ہوئی ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے سوچنا شروع کیا اور کچھ دیر کے بعد وہی واقعہ یاد آیا۔ جب ہیجڑے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی دربار میں گا رہے تھے اور وہ بے ادبی کا خیال اُن کے دل میں گذرا۔ اب وہ وہاں سے رخصت ہو کر واپس دہلی پہنچے اور معافی طلب کرنے کی خاطر دربار میں حاضر ہوئے لیکن معافی اس طرح پر مانگی کہ ہیجڑوں کے سے کپڑے پہن لئے ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لیں۔ ناک کان چھدوا لئے اور وہی ہیجڑوں کی طرح گاتے بجاتے حاضر ہوئے۔ اس سے اُن پر ایک نظر عنایت ہوئی اور اُن کا کام بن گیا۔ پہلے وہ خالی تکلف سے گا رہے تھے اب کیف ومستی کی حالت میں آکر گاتے رہے اور اس کے بعد گھر چلے گئے لیکن وہ کپڑے نہ اتارے کسی

Marfat.com

محرم راز نے ان سے کہا کہ اب تو کام بن گیا ہے۔ اب ان کپڑوں کو اتار دیجیے۔ انہوں نے کہا کہ واہ جس لباس کی وجہ سے میں نوازا گیا ہوں اب اس سے کس طرح جدا ہو سکتا ہوں چنانچہ وہ ہمیشہ اسی لباس میں رہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اُن کے لئے کس قدر زبردست مجاہدہ تھا۔ دہلی کے رہنے والے تھے۔ عالم تھے سب لوگ انہیں جانتے تھے لیکن انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی اور ہیجڑوں کا لباس پہن کر درگاہ میں حاضر ہوئے یہ بہت بڑا مجاہدہ ہے اس کے بعد جب لوگوں نے ان کو تنگ کرنا شروع کیا تو دہلی سے احمد آباد چلے گئے اور وہاں کسی طوائف کے ہاں ملازم ہو گئے۔ اور روزانہ اس کی خدمت کرتے اور برتن وغیرہ مانجھتے۔

ایک دفعہ احمد آباد میں قلت باراں کی وجہ سے سخت قحط پڑا جس سے جانور مرنے لگے اور لوگ بے حد تشویش میں تھے۔ تمام لوگ جمع ہو کر ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی دعا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ بارش بھیجے۔ انہوں نے فرمایا میں تو کوئی چیز نہیں ہوں فلاں طوائف کے ہاں ہیجڑوں کے لباس میں ایک بزرگ رہتے ہیں ان کے پاس جاؤ۔ اگر انہوں نے ہاتھ اٹھائے تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ چنانچہ سب لوگ وہاں گئے۔ اور دیکھا کہ اسی حلیہ کے ایک آدمی بیٹھے برتن مانجھ رہے ہیں۔ میلے کچیلے کپڑے ہیں۔ چوڑیاں پہنے ہوئے ہیں اور ناک بہہ رہی ہے۔ انہوں نے کہا حضور دعا کیجئے اللہ تعالیٰ بارش بھیجے ملک برباد ہو گیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے دعا سے کیا تعلق ہے اگر کوئی ٹھیہ دادرا سننا ہے تو سناؤں۔ دعا کسی اللہ والے سے جا کر منگواؤ۔ لوگوں نے کہا حضور ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ ان باتوں کو چھوڑ دیں ہم کبھی نہیں مانیں گے۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے کہا "سوکن نے راز فاش کر دیا" پھر اٹھے اور باہر میدان میں آکر آسمان کی طرف دیکھ دونوں مٹھیاں بند کر کے بازوؤں کو اوپر اٹھایا اور کہا کہ بارش بھیجتے ہو یا تو [illegible] چوڑیاں یہ کہنا تھا کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی اور وہ وہاں سے بھاگے [illegible] ان سے پیچھے بھاگے۔ جب کچھ دور پہنچے تو ایک مقام پر زمین شق ہو گئی اور وہ اندر گھس گئے لوگوں نے اس مقام کو کھودنا شروع کیا۔ چنانچہ وہ وہاں سے بھاگ کر دوسرے مقام پر زمین کے اندر گھس گئے۔ جب لوگوں نے وہاں کھودنا شروع کیا تو تیسرے مقام پر گم ہو گئے اور جب لوگوں نے

Marfat.com

پھر کھودنا شروع کیا تو جو تھے مقام پر گم ہو گئے۔ اب لوگوں نے کھودنا بند کر دیا اور وہ ہمیشہ کے لئے گم ہو گئے۔ اب ان چاروں مقاموں پر مقبرے بنا دیئے گئے ہیں اور آپ موسیٰ سہاگ رح کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے مسلک کے لوگ اب تک موجود ہیں اور اجمیر شریف اور دیگر مقامات پر زنانہ کپڑوں میں نظر آتے ہیں۔

اولیاء کرام کی خدمت میں بلا وضو جانا بے ادبی ہے

حضرت اقدس اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء کرام کی خدمت میں باوضو ہو کر جانا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی صحبت عبادت ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ شیخ کے سامنے نوافل نہیں پڑھنی چاہئیں۔ صرف فرض اور سنت ہو کر وہ پڑھنی چاہئیں۔ وجہ یہ ہے کہ ولی اللہ کی صحبت خود نوافل کا حکم رکھتی ہے۔ نوافل میں نوافل کس طرح پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا انسان کامل اللہ کا مظہر اتم ہے۔ اور کعبہ بھی اللہ کا مظہر ہے۔ لیکن انسان کامل کا درجہ کعبہ سے بہت بلند ہے۔ ایک دفعہ حضرت کا ایک مرید حضرت کے سامنے دست بستہ کھڑا تھا۔ کسی نے اعتراض کیا کہ غیر اللہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر دست کھڑے ہو۔ جب بعد میں حضرت سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ اس سے کہنا چاہیئے تھا کہ کعبہ کے سامنے کیوں دست بستہ کھڑے ہوتے ہو۔ کیا کعبہ غیر اللہ نہیں ہے۔

اسم اعظم

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق رض سے کسی نے کہا کہ مجھے اسم اعظم بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے مجھے اسم اصغر بتا دیجئے تو میں اسم اعظم بتا دوں۔

اپنے ایمان کا امتحان

۹ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۴۱ء بروز اتوار۔ آج کی تقریر میں عجب رنگ تھا۔ حضرت اقدس نہایت جوش و خروش سے تقریر فرما رہے تھے اور سامعین پر عجیب کیفیت طاری تھی پہلے احقر اکیلا بیٹھا تھا۔ حضرت ساڑھے دس بجے صبح باہر تشریف لائے۔ بعد میں عبد السلام صاحب بھی آ گئے اور کہا کہ فلاں حافظ صاحب بہت تنگ ہیں۔ ان کے ایک دوست کی بیوی نہایت بدمزاج ہے۔ اس نے سب لوگوں کو تنگ کر رکھا ہے۔ اس پر حضرت اقدس

Marfat.com

نے فرمایا کہ یہ سب نفس کے جھگڑے ہیں۔ تمام لڑائی فساد نفس کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جیسے یہ موجودہ جنگ ہے۔ یہ بھی نفسانیت کی وجہ سے ہے۔ ہر شخص "میں میں" کہہ رہا ہے جب یہ "میں" ختم ہوجائے گی تو سب جھگڑے خود ختم ہوجائیں گے۔ طالب کو چاہیئے اپنے نفس کو ٹٹولتا رہے اور دیکھے کہ کہیں نفسانیت کا غلبہ تو نہیں ہورہا۔ فرمایا کہ ہمارے مولانا صاحب (حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحبؒ اکثر اپنے قلب کا امتحان لے لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ریل گاڑی میں سفر کررہے تھے۔ ایک مولوی صاحب بھی اسی ڈبہ میں سوار تھے۔ وہ بات بات پر قال اللہ وقال الرسول رٹ رہے تھے۔ ہمارے مولانا صاحب نے دریافت فرمایا کہ آپ کے ساتھ کتنا سامان ہے۔ انہوں نے کہا ایک ٹاٹ کا بیگ ہے اور ایک دری ہے جس کی قیمت ڈھائی روپے ہوگی۔ آپ نے فرمایا میں تارک دنیا ہوں لیکن میرے پاس یہ ایک چمڑے کا بیگ ہے۔ جس کی قیمت کم سے کم پچیس روپیہ ہے۔ اور یہ قالین کا جائے نماز ہے جس کی قیمت پچاس روپے ہے۔ اس بیگ میں پچاس روپے نقد اور سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ ہے۔ جب ریل گاڑی اسٹیشن پر رکی تو آپ نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ آیئے پلیٹ فارم پر نماز باجماعت پڑھ لیں مغرب کا وقت تھا سامان گاڑی ہی میں چھوڑ کر باہر آئے اور جلدی سے خود امام ہوگئے۔ اور ابھی قرأت شروع کردی تھوڑی دیر کے بعد گاڑی نے سیٹی بجائی اور چل دی۔ وہ مولوی صاحب فوراً نماز توڑ کر گاڑی پر سوار ہوگئے۔ لیکن ہمارے مولانا صاحب نے اطمینان سے نماز کو ختم کیا۔ اور دعا مانگ کر بیٹھ گئے۔ جب تمام لوگ پلیٹ فارم سے چلے گئے۔ تو اسٹیشن ماسٹر آیا اور دریافت کیا کہ ٹکٹ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس [illegible] آپ جو چاہیں کریں۔ حوالات میں لگا دیں یا قید کردیں۔ [illegible] وہاں پر کھڑا تھا۔ اس نے اسٹیشن ماسٹر کو بتایا کہ یہ صاحب تو سیکنڈ کلاس سے اترے ہیں۔ اور نماز پڑھ رہے تھے۔ اسٹیشن ماسٹر بہت متاثر ہوا اور آپ کو باہر لے آیا۔ ایک کمرہ خالی تھا آپ کو وہاں بٹھایا اور پانی وغیرہ رکھوا دیا۔ چونکہ وہ ہندو تھا۔ ایک مسلمان نوکر سے

Marfat.com

کہا کہ آپ کے لئے کھانا تیار کرو۔ اس اثناء میں اُس نے اگلے اسٹیشن پہ تار کر دی کہ گاڑی میں ایک مسافر کا سامان رہ گیا ہے۔ وہ واپس بھجوا دیا جائے۔ کچھ دیر کے بعد اُس نے پچیس روپے اور ایک سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ آپ کی نذر کیا۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ فرمایا کہ ہمارے ساتھ جب کوئی احسان کرتا ہے تو ہم روحانی طور پر اس احسان کا عوض ضرور دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ تم غیر مسلم ہو اس لئے ہم تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچانا چاہتے۔ اس پر وہ آبدیدہ ہو گیا۔ اور بڑی منت خوشامد کرنے لگا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ اچھا چونکہ تمہارا تعلق بھی ریل کے محکمہ سے ہے اور ہمارا ٹکٹ بھی چلا گیا ہے ہم صرف تمہاری جانب سے یہ ٹکٹ قبول کرتے ہیں۔ اتنے میں وہ سامان بھی واپس آ گیا۔ آپ نے اپنا ٹکٹ بیگ سے نکال لیا۔ اور اسٹیشن ماسٹر سے فرمایا۔ لو اپنا ٹکٹ واپس لو میرا ٹکٹ مل گیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ نہیں حضور جب آپ ایک دفعہ مجھ سے قبول فرما چکے ہیں تو میں ہرگز واپس نہیں لوں گا۔ لائیے میں اس کو واپس کر کے اس کی قیمت حضور کے پیش کرتا ہوں۔ اُس کی عقیدتمندی کو دیکھ کر مولانا صاحب رحؒ نے وہ رقم اُس سے لے لی۔ اور جہاں جانا تھا چلے گئے۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد وہی مولوی صاحب اتفاقاً گاڑی میں مل گئے اور وہی قال اللہ و قال الرسول رٹنے لگے۔ مولانا صاحب رحؒ نے فرمایا۔ بس مولوی صاحب آپ کی قال اللہ اور قال الرسول میں دیکھ چکا ہوں۔ آپ ڈھائی روپے کے واسطے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر گاڑی کی طرف بھاگ گئے۔ گویا ڈھائی روپیہ کی قدر و قیمت آپ کے ہاں خدا سے زیادہ ہے۔ یہ سنتے ہی مولوی صاحب نے حضرت مولانا صاحبؒ کو پہچان لیا۔ بہت نادم ہوئے۔ تائب ہوئے اور بیعت کی۔ مولانا صاحبؒ اکثر اسی طرح اپنے نفس کا امتحان لیا کرتے تھے۔ ہزاروں روپیہ کے سامان چھوڑ دیا کرتے تھے۔ کبھی واپس مل جاتا تھا کبھی نہیں ملتا تھا۔ لیکن قلب کی حالت میں فرق نہیں آتا تھا۔ اس کے بعد حضرت اقدس رحؒ نے فرمایا کہ انسان کو چاہیئے کہ قلب مطمئن حاصل کرنے کی کوشش کرے جب قلب مطمئن مل جاتا ہے تو مصیبت مصیبت نہیں رہتی)۔ ہر چیز میں لطف حاصل ہوتا ہے۔ نفس ہر وقت انسان کو دھوکا دیتا رہتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت نفس

Marfat.com

کی مخالفت میں کمربستہ رہے ۔ مخالفتِ نفس سے بڑے بڑے برکات حاصل ہوتے ہیں
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ کل میرے سامنے
دنیا کی سب سے بدترین چیز لاکر پیش کریں ۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا بہت اچھا
اس کے بعد آپ ایسی چیز کی تلاش میں نکلے ۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک جگہ ایک مرا
ہوا کتا پایا جو بہت ہی سڑا ہوا تھا ۔ اور بہت سخت بدبو دار تھا ۔ انہوں نے خیال کیا
اس سے زیادہ گندی چیز اور کیا ہو سکتی ہے ۔ جونہی اٹھانے کے لئے آگے بڑھے
کتے سے آواز آئی کہ خبردار مجھ کو مت چھونا میں بُرا نہیں ہوں ۔ مجھ میں سات صفات
ایسے ہیں جو اولیاء اللہ میں پائے جاتے ہیں ۔ مثلاً شب بیداری ۔ وفاداری ۔ مالک
سے خلوص ۔ بھوک پہ قناعت وغیرہ ۔ میرا باطن پاک ہے لیکن ظاہر نجس ۔ انسان کا
ظاہر پاک ہے اور باطن نجس ۔ یہ سُن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ گئے ۔ کچھ
دُور جاکر دیکھا پاخانہ پڑا ہوا تھا ۔ دل میں خیال آیا اسی کو لے جاؤں ۔ جونہی اٹھانے
کے لئے آگے بڑھے ۔ پاخانہ سے آواز آئی کہ حضرت میں تو اناج ہوں چند گھنٹے حضرت
انسان کی صحبت میں رہ کر اس حالت کو پہنچا ہوں ۔ یہ سُن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام
وہاں سے چل دیئے ۔ دوسرے دن جب اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ موسیٰ لے آئے
ہو بدترین چیز ۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں حضور ۔ فرمایا کہاں ہے ۔ عرض کیا حضور میں
ہوں ۔ یہ سُن کر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ جواب نہ دیتے تو میں تمہارا نام پیغمبروں
کی فہرست سے خارج کر دیتا ۔ یہ کہہ کر حضرت اقدس نے فرمایا انسان کو چاہیئے
کہ اپنے نفس کو اس طرح ذلیل سمجھے ۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے بارگاہِ باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ مجھے خزانہ خداوندی [illegible]
ہے ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا آنکھیں بند کرو تھوڑی دیر کے [illegible] آنکھیں کھول
دو ۔ جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو ایک ایسے مقام پر پایا جہاں پرانے جوتوں
اور پھٹے ہوئے کپڑوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے ۔ اور لاغر اور کمزور جانور موجود تھے
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا بارِ خدایا یہی ہے آپ کا خزانہ ۔ فرمایا کہ کائنات

Marfat.com

کے خزانے تو میں انسان کے حوالے کر چکا ہوں۔ "اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ یہ وہی ہے جو تم لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہو۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ سب سے بری چیز اللہ کی راہ میں دیتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" جب تک تم اپنی بہترین چیز اللہ کی راہ میں نہ خرچ کرو گے۔ نیکی کو نہیں پہونچو گے لیکن نفسانیت ہوتی بنا پر انسان سب سے بری اور ناکارہ چیز خدا کی راہ میں دیتا ہے۔ فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ" تم میں سے کوئی ایماندار ہو نہیں سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ اچھی چیز اپنے لئے رکھ لیتے ہیں اور بری چیز دوسروں کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ نفسانیت کی وجہ سے ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ نفس کی مخالفت ہر وقت کرتا رہے جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اللہ کی ملکیت سمجھے اور خود بھی اللہ کا ہو رہے۔ اللہ خود بخود اس کا ہو جائے گا۔ "مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ" یعنی جو کوئی اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اسی کا ہو جاتا ہے۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جس کا اللہ ہو جائے اس کو کس چیز کی پرواہ ہے؟ اللہ کے جملہ خزانے اور جو کچھ کائنات میں ہے سب کچھ اس کا ہو جاتا ہے۔ لیکن انسان کو چاہیئے ماسوائے اللہ کی ذرہ بھر رغبت دل میں نہ پیدا ہونے دے۔ ہر آن اور ہر لحظہ اللہ کا طالب رہے۔ اللہ کے مال کی طلب دل سے نکال دے۔ جب اس پر پورا عامل ہو جائے گا تو انسان کے لئے نہ غم رہے گا۔ نہ خوشی خوشی۔ مٹی اور سونا اس کے لئے برابر ہو جائے گا۔

فرمایا حضرت غوث الاعظم رضہ بڑے مالدار تھے۔ ایک دفعہ آپ کو کسی نے اطلاع دی کہ آپ کا سامان سے لدا ہوا جہاز غرق ہو گیا ہے۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے قلب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا الحمد للہ۔ کچھ دیر کے بعد ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا کہ جہاز کے غرق ہونے کی اطلاع غلط تھی جہاز صحیح سلامت کنارے

Marfat.com

لگ چکا ہے۔ آپ نے دوبارہ گردن جھکا کر قلب پر نگاہ ڈالی اور کہا الحمد للہ۔ لوگ حیران ہوئے کہ دوسری بار تو خیر الحمد للہ کہنے کا موقعہ تھا۔ پہلی بار حضور نے کیوں الحمد للہ کہا۔ براہِ راست کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سب نے حضرت کے صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالرزاق صاحبؒ سے عرض کیا۔ کہ آپ اس کا سبب دریافت کریں۔ انہوں نے جاکر حضرت سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ جب میں نے جہاز کے غرق ہونے کی خبر سنی تو میں نے قلب کو دیکھا کہ اس کی حالت میں تو فرق نہیں آیا تو وہ اپنے کام میں لگا ہوا تھا۔ قلب پر نقصان کا کوئی اثر نہ پاکر الحمد للہ کہا۔ پھر جب میں نے جہاز کے صحیح سلامت ہونے کی خبر سنی تو دیکھا کہ خوشی کی خبر پاکر قلب کی حالت میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا اور قلب کو اپنے کام میں مصروف پایا۔ اس پر الحمد للہ کہا۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا یہ ہے قلب مطمئن۔ نہ خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ نہ غمی سے مغموم۔ ہر کام کو اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے اور ہر حال میں خوش رہتا ہے۔

اس کے بعد حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ بغداد میں ایک درویش رہتے تھے جن کے بہت لوگ معتقد تھے۔ اور ہر وقت اُن کے ہاں مجمع لگا رہتا تھا۔ اولیاء کرام سے ظاہر بین اور خود پرست مولویوں کی ہمیشہ مخالفت رہی ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ عالم وفاضل ہم ہیں لیکن ان جاہل فقیروں کے پاس لوگ کیوں جاتے ہیں چنانچہ حسد کی آگ نے وہاں کے مولویوں کو اس قدر برانگیختہ کیا کہ انہوں نے سازش کر کے بادشاہِ وقت کو بھڑکایا کہ فلاں شخص کا لوگوں پر بہت اثر ہے۔ امراء وزراء اور فوجی افسران کے معتقد ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ کسی وقت بغ[illegible]ب کے تخت وتاج پر قبضہ کرلیں۔ بادشاہ کانوں کے کچے ہو[illegible]یں۔ فوراً حکم دیدیا کہ اس کو زنجیروں میں جکڑ کر یہاں لے آؤ اور ہمارے سامنے قتل کردو۔ اپنے سامنے قتل کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ شاید معتقد لوگ اُن کو کہیں گم کردیں۔ چنانچہ بادشاہ کے آدمی زنجیر لے کر ان کے ہاں پہنچ گئے۔ آپ اس وقت حجرہ کے اندر مشغول تھے

Marfat.com

ان کے مریدین نے بادشاہ کے آدمیوں سے کہا کہ ٹھیر جاؤ تھوڑی دیر میں آپ باہر آئیں گے جو بات کہنی ہو اُن سے کہہ لینا۔ اگر آپ زبردستی حجرہ کے اندر جائیں گے تو خوب سمجھ لیں کہ پیر کے بعد مرید کا زندہ رہنا بے فائدہ ہے۔ ابھی قتل و خون کا بازار گرم کردیں گے۔ وہ لوگ کچھ سمجھ دار تھے۔ انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُن بزرگ نے حجرہ کا دروازہ کھولا اور بڑے ذوق شوق سے رقص کرتے ہوئے زنجیروں کو پہننے لگے۔ یہ کہتے ہوئے کہ جلدی کرو مجھے زیور پہناؤ دوست نے میرے لئے زیور بھیجے ہیں۔ اور مجھے اپنے پاس بُلایا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ زنجیروں میں جکڑ کر بادشاہ کے سامنے لے گئے۔ بادشاہ کے سامنے بھی وہ یہی کہتے رہے کہ اے جلّاد جلدی اپنا کام کر مجھے دوست نے بُلایا ہے مجھے جلدی دوست سے ملادو۔ جب بادشاہ نے یہ ماجرا دیکھا تو سخت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ جو شخص موت کا اس قدر طلب گار ہے وہ تخت و تاج کا کبھی خواہاں نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ بادشاہ نے قدموں پر گر کر معافی کی درخواست کی زنجیروں کو الگ کرکے ان کو رخصت کیا اور اشرفیوں کا ایک تھال بھی نذر کیا۔ وہ بزرگ تھال سر پر رکھ کر رقص کرتے ہوئے باہر آئے اور کہتے رہے کہ الحمد للہ دوست نے یاد کیا تھا اور اپنے دربار میں بُلا کر یہ انعام دیا ہے۔ گھر پہنچ کر کھانے وغیرہ پکوائے اور سب کچھ ایک دم خرچ کر ڈالا۔ یہ لوگ زر کو جمع تھوڑا ہی کرتے ہیں۔ جب حضرت یہ حکایت بیان فرما رہے تھے تو بعض سامعین پر گریہ طاری تھا اور حضرتؒ نہایت ذوق شوق سے فرماتے جارہے تھے۔ کہ انسان کو چاہئے کہ ایسا قلب پیدا کرے جو ہر حال میں خوش ہو۔ ہر حال کو اُسی سے سمجھے اور ہر بات میں اُسی کو دیکھے۔ کچھ دیر کے بعد احقر نے عرض کیا کہ حضور نفس کے ساتھ جہاد کرتے وقت دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ بھوک وغیرہ سے جسم لاغر ہوکر عبادت کے قابل نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ دل میں وساوس پیدا کرکے آدمی کو نیکی سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ شیطان

Marfat.com

کی ہر وقت مخالفت کرتا رہے۔ اور دل میں یہ کہے کہ کمزور ہو جاؤں گا تو کیا ہوا زیادہ سے زیادہ مر جاؤں گا۔ موت تو اپنے وقت پہ آتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے وقت سے پہلے موت دیدی تو سر آنکھوں پر۔ جا کر جلدی اس سے مل لیں گے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیطان اسی طرح نماز میں بھی وسوسہ ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے تو نماز نہ پڑھنا بہتر ہے ——— جب نماز پڑھتے وقت دل میں خیالات آتے ہیں تو نماز کس کام کی۔ فرمایا اس کا علاج بھی یہی ہے کہ شیطان کی مخالفت کی جائے۔ اور یہ کہے کہ جو کچھ بھی ہے تیرا کہا نہیں مانوں گا۔ تو میرا دشمن ہے۔ میرے باپ، دادا کا دشمن ہے۔ تو نے میرے باپ کو جنت سے نکلوایا اس سے شیطان عاجز آکر پیچھا چھوڑ دیتا ہے۔ اس تقریر کے دوران میں احقر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ دشمنانِ اسلام کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے تو لاغر جسم کسی کام کا نہیں ہے۔ کمزور جسم سے جہاد کیسے کریں گے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ روشن ضمیری سے اس وسوسہ سے مطلع ہوئے اور فوراً جواب دیا کہ قوتِ ایمانی کے بغیر دشمن کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔ جب تک موت کا شوق دل میں پیدا نہ ہو لڑائی نہیں ہو سکتی۔ یہی تو ایک چیز تھی، جس سے اسلام نے عظیم الشان بادشاہوں پر فتح پائی اور یہی چیز ہم سے چھین لی گئی ہے۔ جہاد میں لوگ اسی واسطے جاتے تھے کہ زندہ واپس نہ آئیں اور جو زندہ واپس آجاتے تھے انہیں اُن کی عورتیں اور باقی لوگ ملامت کرتے تھے اور وہ خود بھی شرمندہ ہوتے تھے کہ زندہ واپس آگئے ہیں۔ ہمارے دشمنوں کو اس کا پورا علم تھا۔ اس لئے نہایت چالاکی سے انہوں نے یہ چیز ہم سے چھین لی [illegible] اور ہم کو نہایت بزدل بنا دیا ہے۔ اس کے بعد احقر سے فرمایا [illegible] بیر دینا احقر نے طاق سے کتاب اٹھا کر دی۔ اور آپ نے اک[illegible] کی نظم برقِ کلیسا نکالی اور فرمایا کہ یہ نظم مجاز کی صورت میں سیاسی اہمیت رکھتی ہے اور اس شعر کو تکرار سے پڑھا ؎

آگ میں کودتے ہیں توپ سے لڑجاتے ہیں

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ یہ انگریز عورت بالکل حکومت کی ترجمانی کر رہی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ انگریز ہٹلر اور جاپانیوں سے تو اچھے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم سے اچھے نہیں ہیں۔ ہم خود حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ مومن کی وہ شان ہے کہ کسی کا مطیع نہیں رہ سکتا۔ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں بھی پالٹکس بھری ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کے بغیر کسی کی اطاعت قبول نہیں کرتے۔ جب خدا کی حکومت مومن کی حکومت ہے۔ اور خدا کی طاقت مومن کے ساتھ ہے تو مومن کیوں کسی دوسری طاقت کے آگے سر جھکائے۔ اور کیوں کسی غیر کی عظمت قبول کرے اور کیوں اس سے مرعوب ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح نے لکھا ہے کہ ایک انگریز کا استاذ تھا۔ جو اس انگریز سے اس لئے انس رکھتا تھا کہ وہ انگریز اور صاحب بہادر ہے۔ اور وہ انگریز اس مولوی صاحب کی اس لئے قدر کرتا تھا کہ وہ مسلمان تھا اور اسلام کے اصولوں سے واقف تھا۔ اسلام کی حرمت اس کے دل میں تھی۔ اس لئے مولوی صاحب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اتفاق قدرت سے وہ مولوی صاحب گنگوہ شریف میں فوت ہو گئے۔ اور وہ انگریز الہ آباد میں مر گیا۔ اور قدرت کو چونکہ یہ راز دکھانا منظور تھا ایسا اتفاق ہوا کہ سخت بارش ہوئی اور دونوں قبریں کھل گئیں۔ لوگوں نے دیکھا کہ انگریزوں کے قبرستان واقع الہ آباد میں مولوی صاحب کی نعش پڑی تھی اور مسلمانوں کے قبرستان واقع گنگوہ شریف میں اس انگریز کی نعش موجود تھی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس سے اس حدیث کی تصدیق ہو گئی کہ "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کو محبت ہوتی ہے۔

۷ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ

طریقۂ ذکر آج رات بعد تراویح و حلقہ ذکر حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ بھائی تم ذکر سب ایک ساتھ کیوں نہیں کرتے۔ نہایت بدذوقی اور بے شوقی سے

Marfat.com

ساتھ ذکر کرتے ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت میں پھنسے ہوئے ہو۔ اس سے ہم پہ بوجھ پڑتا ہے۔ اب ہمارا زمانہ ذکر کا نہیں ہے۔ ہمارا وقت تو یہ ہے کہ ملرا قبات میں پڑے رہیں۔ ذکر جہری جوانی کی چیز ہے۔ فرمایا وہ ہمارے پیر بھائی ڈپٹی نہال الدین جب ذکر جہری کیا کرتے تھے تو کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ جاتے تھے۔ روزانہ مرمت کرائی جاتی تھی۔ ذکر نہایت خوبصورتی سے اور ایک آواز ہو کر کرنا چاہیے اگر ہم چپ ہو جائیں تو مضائقہ نہیں۔ تم باقاعدہ جاری رکھا کرو۔ جب تبدیل کرنا ہوا تو ہم تبدیل کر دیا کریں گے۔ فرمایا کہ " اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ " اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی سے محبت کرتا ہے۔ اس لئے ذکر کو باحسن طریق ادا کرنا چاہیے۔ تم سمجھتے ہو یہ معمولی چیز ہے۔

برکتِ ذکر

ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ متفق علیہ حدیث شریف ہے۔ اور متفق علیہ وہ حدیث ہے۔ جس کی صحت پر سب کا اتفاق ہو اور جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتے زمین پہ نازل ہو کر ذکر کرنے والوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جب کہیں ذکر ہوتا دیکھتے ہیں تو اوروں کو بھی وہیں بلا لیتے ہیں۔ اور آسمان دنیا تک ذکر کرنے والوں کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیا کرتے چھوڑا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ اس حال میں چھوڑا کہ تیری حمد اور بڑائی اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بھلا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر کیا ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر دیکھ لیں تو اور زیادہ تیری تسبیح۔ تحمید اور تمجید بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ پھر پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ عرض کرتے ہیں نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر اس کو دیکھ لیں تو کیا کریں گے۔ عرض کرتے ہیں کہ اگر دیکھ لیں تو اس سے

Marfat.com

زیادہ گریہ اور نفرت کریں۔ پھر پوچھتا ہے۔ وہ کیا مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جنت کے سائل ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے وہ عرض کرتے ہیں نہیں اللہ فرماتا ہے کہ اگر وہ دیکھ لیں تو کیا ہو۔ وہ کہتے ہیں اگر وہ دیکھ لیں تو زیادہ اس کے لئے حریص ہوجائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا الٰہی ان میں فلاں شخص تھا جو ذکر کے ارادے سے نہیں آیا تھا بلکہ اپنے کسی کام سے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں (ذاکرین) کہ ان کا ہم نشین ان کے طفیل محروم نہیں رہتا۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔" (ان کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں ہوسکتا۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ دیکھو ذاکرین کے پاس بیٹھنے والوں کا تو آنے ہی خاتمہ بالخیر ہوگیا۔ اس کے بعد جو کچھ کیا وہ زائد ہے۔ لوگوں کا مقصود خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ لیکن سالکین کی ابتدا یہاں سے ہوتی ہے۔ گویا جو عام لوگوں کی انتہا ہے۔ وہ سالکین کی ابتدا ہے۔ یہ یقینی امر ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث شریف سے تو ثابت ہے کہ کسی ایک شیخ الذاکرین کے ساتھ بیعت کرتے ہی خاتمہ بالخیر یقینی ہوجاتا ہے۔ فرمایا ذکر جیسی اعلیٰ چیز کو بنا سنوار کر اور احسن طریق سے ادا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف کو سنوار کر پڑھو "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔" حدیث شریف میں ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی صحابی کے گھر کے قریب سے گذرے وہ نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہیں ٹھہر گئے۔ اور جب تک انہوں نے تلاوت کو ختم نہ کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہیں ٹھہرے رہے۔ آپؐ کے ساتھ جتنے آدمی تھے وہ بھی ٹھہرے رہے صبح جب لوگوں نے ان سے کہا کہ رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے ساتھ تمہارے گھر کے نزدیک ٹھہرے رہے تو وہ افسوس کرنے لگے کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میری تلاوت سن رہے ہیں تو میں اور بھی خوش الحانی سے پڑھتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حدیث شریف

Marfat.com

میں ہے۔ قیامت کے دن ایک شخص کے نامۂ اعمال میں سب گناہ ہی گناہ ہونگے اور ایک نیکی بھی نہیں ہوگی۔ حق تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ آج انصاف کا دن ہے ہم کسی سے ظلم روا نہ رکھیں گے۔ اس شخص کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی ہے جو تم کو بھی معلوم نہیں۔ وہ یہ کہ ایک دفعہ اُس نے خلوص دل سے ہمارا نام پکارا تھا اس کو ترازو میں ڈالو۔ جب اللہ کا نام ترازو میں ڈالا جائے گا تو وہ پلڑا اس کے گناہوں سے بہت زیادہ بھاری ہو جائے گا۔ فرمایا یہ ہے برکت اسمِ ذات کی کہ ایک دفعہ خلوص سے اللہ کا نام لینے کی وجہ سے تمام عمر کے گناہ نیست و نابود ہو گئے

حقیقتِ وتر

وتروں کے متعلق فرمایا کہ وتر رات کی آخری نماز ہونی چاہیئے مغرب کے تین فرض دن کے وتر ہیں۔ تین اس لئے ہیں کہ تمام دن کی نمازوں کے مجموعہ کے ساتھ اگر تین رکعت جمع کر دی جائیں تو مجموعہ طاق ہو جاتا ہے۔ "اَللّٰهُ وَتْرٌ يُحِبُّ الْوَتْرَ" اللہ طاق ہیں اور طاق کو پسند فرماتے ہیں۔ اس طرح تمام رات کی نماز کے ساتھ تین رکعت وتر جمع کر دیئے جائیں تو مجموعہ طاق ہو جاتا ہے۔

وحدت اور کثرت

ایک دفعہ احقر نے عرض کیا کہ جب اللہ کے سوا کسی چیز کا وجود نہیں ہے تو پھر اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کیسے کہا جا سکتا ہے۔ آپ نے حضرت شاہ تراب علی صاحبؒ کی یہ رباعی پڑھی ؎

آنکھ موندی تو عدم کی سیر ہے گم ہے وجود — آنکھ کھولی تو وہی ہے ظاہر و باطن کھلا
اس طرح تنزیہ بوجھ اسطرح تشبیہ جان — دونوں عالم میں نہیں کوئی دید اسکے ماورا

اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے وحدت اور کثرت پیدا کی۔ دونوں کا علیحدہ علیحدہ مقام ہے اور دونوں کی علیحدہ علیحدہ لذت ہے کبھی دوئی ہے کبھی دوئی۔ کبھی یگانگت۔ ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر موزوں و مناسب ہے۔ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ سورج کی روشنی رات سے پہچانی جاتی ہے اگر رات نہ ہو تو روشنی کو کوئی روشنی نہ کہے گا۔ مٹھاس تلخی سے پہچانی جاتی ہے اگر تلخی نہ ہوتی

Marfat.com

تو مٹھاس کی لذت اٹھ جاتی ۔ اگر بد صورتی نہ ہوتی تو خوبصورتی کو کون پسند کرتا ۔ اس کے بعد عبدالسلام صاحب آئے جو بخار کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے ۔ آپ نے فرمایا کہ بس ایک بخار سے یہ حال ہو گیا ہے ۔ جب ہمیں بخار تھا تو ڈاکٹر کھبٹہ جا رہ حیران تھا ۔ ایک سو پانچ ۔ ایک سو چھ درجہ کا بخار ہے ۔ لیکن آپ چپ چاپ پڑے ہیں فرمایا بظاہر ہیں تو ہم چپ ہوتے ہیں ۔ لیکن ڈاکٹر کو کیا معلوم کہ اندر کیا گذرتی ہے ۔ اس کے بعد فرمایا کہ کمزور دل نہیں ہونا چاہئے اور کمزوری دل گوشت نہ کھانے سے ہوتی ہے ۔ اس لئے خوب گوشت کھانا چاہئے ۔

گوشت کھانے کے فوائد

فرمایا حضرت محی الدین ابن العربی کی ریسیرچ RESERCH یہ ہے کہ گوشت کھانے سے انسان کی روحانیت میں جانور کی روحانیت شامل ہو جاتی ہے ۔ اور اس سے انسان کی روحانیت زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے ۔ فرمایا یہ جو روایت ہے کہ قربانی کا جانور جنت میں جائے گا ۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اس کی روحانیت انسان کی روحانیت میں شامل ہو جاتی ہے ۔ اور جب انسان جنت میں جائے گا تو وہ جانور بھی خود بخود ساتھ ہوگا ۔ اس لئے جانور کا ذبح کرنا ظلم نہیں ہے ۔ یہ جانور کے ساتھ بھلائی ہے ماس سے جانور کی روح انسان کی روح میں PRESERVE (محفوظ) ہو جاتی ہے ۔ PRESERVATION (حفاظت) کو ظلم کیسے کہا جا سکتا ہے ۔ اس کے برعکس جانور کو حرام موت مرنے دینا ظلم ہے ۔ کیونکہ اس سے وہ خاک میں مل جاتا ہے ۔ آپ نے انگریزی میں فرمایا IT IS REDUCED TO DUST (یہ خاک میں مل جاتا ہے) ۔ اس کے بعد عبدالسلام سے دریافت فرمایا کہ ہمارے ساتھ دعوت پہ چلو گے ۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں کمزور ہوں ۔ واحد بھائی حضور کے ساتھ جائیں گے ۔

خیال کی قوت

آپ نے فرمایا کہ یہ سب خیال ہے ۔ کمزوری کا خیال دل سے نکال دو تو کمزوری جاتی رہتی ہے ۔ خیال کی مضبوطی سے کرامات ظہور میں آتی ہیں ۔ یہ دنیا کیا ہے ۔ خیال ہی کا کرشمہ ہے ۔ کن فیکون اللہ تعالیٰ نے خیال فرمایا کہ ہو جا ۔ ہو گیا ۔ جنت میں بھی جب انسان کسی پھل کی خواہش کرے گا ۔ فوراً منہ میں آجائے گا ۔ فرمایا کہ آخرت میں خیال کن فیکونی درجہ رکھتا ہے ۔ خیال کیا اور

Marfat.com

پورا ہوگیا۔ لیکن اس دنیا میں خیال حکمت پر مبنی ہے۔ اور حکمت تدریجی ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے۔ بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ پھر پیدا ہوتا ہے اور جوان ہوتا ہے۔ اس کے برعکس آخرت میں چونکہ اسباب اٹھ جاتے ہیں وہاں جو چاہا ہوگیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات بھی خیال کی مضبوطی سے ظہور میں آئے جو اشارہ فرماتے ہوجاتا۔ فرمایا ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا گھر تھا نہ بار۔ درخت کے نیچے بیہوش پڑے تھے۔ ایک آدمی آیا درخت کے نیچے بیٹھ کر تھیلے سے کھانا نکالا۔ اور کھانے لگا۔ کھانا کھا چکنے کے بعد اس کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑی جملہ معترضہ کے طور پر حضورؒ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حکمت کا زور تھا۔ اس لئے آپ کو حکمت شکن معجزے عطا ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا زور تھا۔ اس لئے آپ کو عصا دیا گیا جس سے سب سحر نیست و نابود ہوجاتے تھے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فصاحت و بلاغت کا زور تھا۔ یہاں تک کہ عرب باقی دنیا کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ قرآن ملا جس کے سامنے ان کی فصاحت و بلاغت ہیچ تھی۔ قرآن شریف نے دعویٰ کیا کہ "وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ" یعنی جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے۔ اس کی صداقت میں اگر کوئی شک وشبہ ہے تو لے آؤ اس جیسی ایک سورت بنا کر۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب اس آدمی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیہوش پڑا ہوا دیکھا تو اسے خیال ہوا کہ یہ شخص شاید بھوک کی وجہ سے بیہوش ہے۔ چنانچہ اس نے نزدیک جا کر آپ کے منہ میں کھانا دیا۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ بیٹھے اور اس سے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے اور کہاں آیا ہے۔ اس نے کہا کیا کہوں مصیبت کا مارا ہوں۔ عرصہ ہوا ایک لڑکا ... جوان ... تھے جن کے غم میں میری بیوی رو رو کر اندھی ہوگئی ہے۔ ایک بڑی لڑکی ہے جو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہے۔ میں مفلس و نادار ہوں۔ روزی کمانے کی خاطر سفر پر گیا تھا۔ اب کچھ اشرفیاں کما کر لایا ہوں جو اس ہمیانی میں ہیں اور گھر جا رہا ہوں۔ جب وہ اٹھ کر روانہ

Marfat.com

ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے ہو لئے اس شخص کے دل میں خوف پیدا ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ غلطی ہوئی اس آدمی کو اشرفیوں کے متعلق بتا دیا۔ اب جنگل کا موقعہ ہے ایسا نہ ہو کہیں یہ میرا گلا گھونٹ دے۔ خیر چلتا رہا اور کچھ نہ کہا۔ جب اپنے گاؤں میں پہنچا اور گھر کے اندر داخل ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اندر چلے گئے۔ اب چونکہ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔ اس آدمی نے کہا میں نے روٹی کا ٹکڑا دے کر عجب آفت مول لی۔ یہاں تک بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا خیر مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری لڑکی کہاں ہے۔ اس نے کہا وہ ہے۔ آپ نے دیکھا کہ تمام جسم پر کوڑھ تھا۔ آپ نے پانی کا ایک گھونٹ منہ میں لیا اور پھر کلی کا ایک چھینٹا اس پر مارا وہ فوراً اچھی ہوگئی۔ پھر فرمایا تمہاری عورت کہاں ہے اس نے کہا وہ بیٹھی ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اُسے مخاطب کر کے فرمایا کب تک مکر کرے گی۔ اٹھ اور دیکھ اس نے آنکھ کھولی تو سب کچھ نظر آنے لگا۔ پھر فرمایا تمہارے لڑکے اور لڑکی کی قبریں کہاں ہیں وہ آپ کو ان کی قبروں پر لے گیا۔ اس کی عورت بھی ساتھ گئی کہ بچوں کی قبریں تو ان آنکھوں سے دیکھ آؤں گی۔ جب وہاں پہنچے تو آپ نے فرمایا "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" دونوں لڑکی اور لڑکا قبروں سے باہر نکل کر ماں باپ کو لپٹ گئے۔ اس سے وہ آدمی حیران تھا اور کہنے لگا کہ جو کام آپ نے کئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اندر زبردست قدرت ہے۔ کیونکہ کوڑھی کو ٹھیک کرنا نابینا کو بینا کرنا اور مردہ کو زندہ کرنا تو کسی حکیم کے بس میں نہیں ہے۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی وہ یہ کہ جب آپ میں اس قدر طاقت موجود ہے تو آپ درخت کے نیچے اس حالت میں کیوں پڑے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حالت تھی تبھی یہ ہوا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتی تو یہ بھی نہ ہوتا۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ خیال میں بہت قوت ہے اور اس سے انسان بہت کام کرسکتا ہے۔

جنات کا تحفہ

۹۔ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ (یکم اکتوبر ۱۹۴۱ء)

آج حسب معمول حضرت اقدسؒ گیارہ بجے باہر تشریف لائے کچھ دیر جنگ کی حالت پر گفتگو فرماتے رہے۔ پھر بمبئی کی دیوالی کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا

Marfat.com

کہ اس سال جنگ کے بلیک آوٹ کی وجہ سے دیوالی نہیں ہو سکے گی۔ صرف لوگ مٹھائی کھالیں گے۔ اس کے بعد فرمایا کہ پشاور میں ہمارے بھائی کے مکان میں جنات رہتے تھے۔ اور اچھے لوگ تھے۔ ہم جانتے ہیں وہ اچھے تھے۔ فرمایا ایک روز کچھ آثار پاکر گھر والوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں ہمسایہ کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے۔ ہم نے کہا نہیں تمہارے گھر ہی ہے۔ پھر ہم نے جنات کی طرف مخاطب ہو کر کہا "ارے بھائی تمہارے ہاں خوشی ہوئی ہے۔ ہم بھی تمہارے ہمسایہ ہیں۔ ہمیں بھی مٹھائی کھلائی ہوتی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک آدمی دروازہ پر مٹھائی کا تھال لے کر آیا اور دے کر چلا گیا۔ ہم نے پوچھا کون دے گیا ہے۔ انہوں نے کہا کوئی شخص تھا جسے ہم نہیں پہچانتے۔ اس کے بعد عبدالسلام نے عرض کیا کہ حضور وہ جنّات کا عمل بھی تو ہے۔ فرمایا ہاں ایک دفعہ ہم آگرہ میں توکّل کی حالت میں تھے۔ تین دن رات متواتر ہمارے چولھے میں آگ نہ سلگی۔ صاحبزادی کے متعلق فرمایا وہ چھوٹی تھیں۔ ان کے لئے دوکان سے دودھ آتا تھا۔ مقصود حسن کچھ بڑے تھے۔ انہوں نے ہمارے کہنے سے یہ عمل کیا کہ فاتحہ کے بعد یہ الفاظ کہے "چچا سعدی شیرازی مٹھائی کھلاؤ تازی" اور پھر سو گئے ایک شخص مٹھائی کی ٹوکری لایا۔ اور کہنے لگا کہ میرے ہاں خوشی ہوئی ہے اور یہ آپ کا حصہ ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ بچوں کا کھیل ہے۔ اس لئے ہم اس میں مشغول نہیں ہوتے۔ جب اللہ تعالیٰ خود بخود کوئی تحفہ بھیجتے ہیں تو ہم لے لیتے ہیں۔ اب کیا کہیں کہ ہم یہ نہیں لیتے ہم کو اور چاہئے۔ اور جب نہیں دیتے تو بھی خوش رہتے ہیں۔

موت کی محبت جب موت آئے گی چلے جائیں گے۔ بلکہ عزرائیلؑ سے کہیں گے کہ اتنے دن کیوں نہیں آئے۔ اب [illegible] دوست سے ملا دو۔ اس کے بعد فرمایا کہ مومن کو موت سے ڈر نہیں لگتا۔ [illegible] وہ موت سے خوش ہوتا ہے۔ لیکن دنیا داروں کے لئے موت عذاب بن جاتی ہے۔ اب موت کا اچھا لگنا دو طرح کا ہے۔ بعض لوگ موت کو اس لئے اچھا سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے دنیا کے مصائب سے نجات پاتے ہیں اور بعض لوگ اس لئے موت سے محبت رکھتے ہیں کہ وہ دوست

Marfat.com

سے ملاقی ہے۔ ان دونوں نظریات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پہلی صورت میں موت سے محبت نفسانی ہوتی ہے۔ آدمی نہیں جانتا کہ وہ موت کی خواہش کرنے کے باوجود بھی اپنے نفس کے گرد طواف کر رہا ہے۔ دوسری صورت مستحسن ہے اس میں نفسانیت کو دخل نہیں۔ فرمایا انسان کو اللہ سے نسبت عشق پیدا کرنی چاہیئے۔ اب جس کو اللہ سے عشق ہوگا وہ موت سے کب ڈرتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ موت کے وقت گھبراہٹ کا ہونا اس کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ گھبراہٹ فطری ہوتی ہے۔ جب انسان ایک نئی جگہ پر جانے کے لئے تیاری کرتا ہے تو فطرتاً اس کے دل میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اس کے بعد دریافت فرمایا کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت (اوچ شریف) کا عرس شریف کب ہے؟ احقر کو چونکہ معلوم نہ تھا اس لئے خاموش ہو کر سوچتا رہا۔ آپ نے فرمایا شاید عید الضحیٰ کے دن ہے۔ فرمایا جب عید کے روز روح قبض کرنے کے لئے عزرائیل آئے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ تم ہمارے بال بچوں کی عید خراب کرنے کے لئے آئے ہو۔ پھر آنا۔ وہ چلے گئے اور شام کو پھر آئے۔ آپ تیار تھے اور فرمایا جلدی اپنا کام کرو۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

کافر شاہ صاحب

کا ایک مرید تھا۔ جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ جنات کا علم جانتا تھا۔ اور جڑی بوٹیوں سے بھی واقفیت تھی۔ لوگوں کا خیال تھا کیمیا بھی جانتا ہے۔ ان سب چیزوں سے اس کو اطمینانِ قلب میسّر نہ تھا۔ اس لئے حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں آکر شرفِ بعیت حاصل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ کلیر شریف میں نہر کے کنارے جھونپڑی میں ایک فقیر رہتا تھا۔ جو اپنے آپ کو کافر شاہ کہتا تھا اور لوگ بھی اسے اسی نام سے پکارتے تھے۔ وہ کہتے ہیں ایک روز کافر شاہ نے کہا کہ آج عصر کے وقت میرے پاس آنا۔ میں عصر کے وقت اُن کے پاس گیا۔ لیکن عصر کی نماز ابھی نہیں پڑھی تھی۔ نماز سے پہلے چلا گیا تھا۔ خیال تھا کہ وہیں پڑھ لوں گا۔ میرے پہنچتے ہی انہوں نے کہا کہ لو یہ کفن ہے اور خود چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور لیٹتے ہی جاں بحق ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اب میں حیران تھا کہ کیا کروں۔ میں اکیلا تھا نماز نہیں

Marfat.com

پڑھی تھی۔ عصر کا وقت جا رہا تھا۔ میں نے کہا اگر مُردے کو اکیلا چھوڑ کر وضو کرنے جاؤں تو جنگلی جانوروں کا خطرہ ہے۔ کیا کروں کوئی اور آدمی نہیں جسے چھوڑ کر جاؤں۔ اتنے میں وہ چادر ہٹا کر اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے کہ جاؤ نماز پڑھ لو۔ اور فکر مت کرو لوگ آ جائیں گے ان کے یکا یک اٹھ بیٹھنے سے میں بہت ڈرا اور کانپتا ہوا وضو کرنے چلا گیا۔ جب میں نماز پڑھ کر واپس آیا تو وہ پھر چادر لے کر لیٹنے لگے۔ میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا جی حضرت یہ تو بتایئے کہ آپ نے یہ کمالات کہاں سے حاصل کئے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک ہاتھ سے ٹھوڑی کو اور دوسرے سے پیشانی کو پکڑ کر ان کا چہرہ حضرت صابر صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار کی طرف کیا اور کہا کہ وہاں سے جب میں نے نظر کی تو دیکھا کہ آسمان سے لگا کر مزار شریف تک ایک نور کا ستون نظر آ رہا تھا اور اس ستون کے اندر کئی ہزار عالم تھے یہ کہہ کر پھر وہ لیٹ گئے اور لیٹتے ہی جاں بحق ہو گئے۔ اس کے بعد لوگ آنے شروع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ کافر شاہ صاحب کا وصال ہو گیا ہے۔ بہر حال انہیں تجہیز و تکفین کے بعد وہیں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر خاموش رہ کر حضرت نے فرمایا کہ کافر کے معنی چھپانے والا بھی ہیں۔ یعنی رازِ معرفت چھپانے والا۔ پھر آپ نے امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے یہ اشعار پڑھے:

کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنار نیست

از سرِ بالین من برخیز اے ناداں طبیب
دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

فرمایا بیمارِ عشق کہتا ہے کہ اے ناداں طبیب جاؤ ہم تمہارا علاج نہیں چاہتے ہمیں تو اس کا دیدار چاہیے۔ فرمایا کہ کیا بلند ہستیاں تھیں۔

بہترین ساز

فرمایا ایک روز حضرت امیر خسرو رح بادشاہ کے دربار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اس بات پر بحث ہو رہی تھی کہ سازوں میں کونسا ساز بہتر ہے۔ کسی نے کہا ستار بہتر ہے کسی نے کہا سارنگی کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا حضرت امیر خسرو رح خاموش بیٹھے سن رہے تھے۔ لوگوں نے کہا حضرت آپ بھی فرمایئے آپ کیوں چپ بیٹھے ہیں۔ بادشاہ نے ان کی طرف دیکھا اور رائے زنی کا اشارہ کیا۔ آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ بہترین ساز ہے۔ دیگ پر چمچہ کی آواز۔ سب لوگ مذاق سمجھ کر ہنسنے لگے اور آپ خاموش ہو گئے۔ دس پندرہ روز کا مغالطہ دے کر آپ نے بادشاہ اور سب امراء وزراء کو کھانے اور سماع کی دعوت پر بلایا۔ سب خوش ہوئے کہ حضرت امیر خسروؒ فن موسیقی کے ماہر ہیں۔ ان کے ہاں نہایت اعلیٰ قسم کے گانے سنیں گے۔ خیر آپ نے سب اہتمام کیا۔ اچھے اچھے گانے والے بلائے گئے اور بہت دیر تک گانا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ بارہ بج گئے۔ ایک بج گیا۔ دو بج گئے۔ تین اور چار بج گئے۔ اب سب لوگوں کے چہرے بھوک سے فق ہو رہے تھے۔ اور ذوق و شوق میں فرق آگیا۔ آپ نے اندر جا کر باورچی سے کہا اب زور سے دیگ پر چمچہ مارو۔ جب اس نے چمچہ مارا تو اس کی آواز سن کر سب لوگوں کی جان میں جان آئی اور محفل میں پھر وہی رونق بحال ہو گئی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ دیگ پر چمچہ کی آواز بہترین ساز ہے اب تم نے خود دیکھ لیا کہ کس قدر دلکش اور جاں پرور آواز ہے۔ اس پر حضرت اقدسؒ نے فرمایا ک بادشاہ کے سامنے حضرت امیر خسروؒ کا یہ جواب کوئی مذاق نہ تھا۔ بلکہ دوسرے الفا میں آپ نے سب کو حتیٰ کہ بادشاہ کو بھی بتا دیا کہ سرود اور گانے کے متعلق بحث کر اصحاب معرفت کا کام ہے۔ تمہاری کیا ہستی ہے کہ تم اس بات کا فیصلہ کر سکو کہ بہترین ساز کیا ہے۔ تم تو پیٹ کے کتے ہو۔ تمہارے لئے بہترین ساز دیگ پر چمچہ کی آواز ہے اس کے بعد حضرت اقدسؒ نے عبدالسلام کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ان کو بہت بھوک اور پیاس لگ رہی ہے۔ فرمایا آج کے روزہ میں خوب مزہ آئے گا۔ مزہ اسی روزہ میں آتا ہے۔ جب سخت بھوک لگے۔ اسکے بعد فرمایا کہ کانڑ شاہ کا قصہ سن لیا۔ اب رتی شاہ کا قصہ سنو۔ ارشاد فرمایا کہ آگرہ میں ایک مجذوب

رتی شاہ صاحب

رہتے تھے۔ جن کا نام رتی شاہ تھا۔ اور وہاں ایک اور شخ رہتے تھے۔ جن کے قبضہ میں جنات تھے۔ ان کا نام حسن خاں تھا۔ ان کے دوست طرح کی فرمائش کرتے تھے اور وہ ہاتھ لمبا کر کے دور دراز مقامات سے چیزیں لا ان کو دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ہری لونگ ملایا اور افریقہ سے لا دیتے تھے

Marfat.com

رتی شاہ صاحب کے ہاتھ میں ایک نہایت خوبصورت اور قیمتی تسبیح رہتی تھی۔ لوگوں نے حسن خاں سے کہا کہ تمہارا کمال تب ہے کہ رتی شاہ کی تسبیح منگوا دو۔ انہوں نے کہا بہت اچھا اور ہاتھ بڑھایا۔ اب جو لوگ رتی شاہ صاحب کے پاس بیٹھے تھے ان کا بیان ہے رتی شاہ صاحب نے "ہشت" کہہ کر ہاتھ کو جھٹک دیا۔ ادھر حسن خاں اسی وقت پاگل ہو گیا۔ اسی شام اس کو وائسرائے کو اپنا کمال دکھانا تھا۔ وہ بھی نہ ہو سکا۔ غرضیکہ بیماری میں اس کی حالت ایسی خراب ہوئی کہ لوگ اس کے کمرے کو روزانہ صاف کرتے تھے لیکن پھر بھی وہ غلاظت سے بھرا رہتا تھا۔ آخرکار اسی حالت میں وہ مر گیا۔ رتی شاہ ہمارے مولانا صاحبؒ (حضرت مولانا شاہ وارث حسنؒ) کے دوست تھے۔ جب مولانا صاحبؒ آگرہ میں تشریف لاتے تو اُن سے ملتے اور باتیں کرتے تھے۔ ایک دن رتی شاہ صاحب کھڑے تھے کہ ایک ہندو لڑکا آیا جو نہایت خوبصورت تھا۔ رتی شاہ صاحب نے کہا "ارے تو میرے پیٹ میں آجا" مولانا صاحبؒ نے فرمایا میں نے جلدی سے اُن کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ لیکن وہ کہہ چکے تھے۔ وہ فوراً گرے اور جاں بحق ہو گئے۔ مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر وہ یہ کہتے کہ میں تیرے پیٹ میں جاؤں تو لڑکا مر جاتا۔ کیونکہ کسی کے پیٹ میں جانے کا نتیجہ تو یہی ہوتا ہے۔ مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ اب میں اکیلا تھا۔ حیران تھا کہ کیسے ان کی تجہیز و تکفین کی جائے۔ میرے پاس صرف ڈھائی روپے تھے۔ ڈھائی روپے سے کیا ہو سکتا تھا۔ خیر میں نے چادر ان کے منہ پر ڈال دی ——— اتنے میں لوگ آئے اور کہنے لگے ہم نے سنا ہے کہ رتی شاہ کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا آپ بے فکر رہیں سب انتظامات ہم خود کریں گے۔ مولانا صاحبؒ نے فرمایا اچھا میں مانتا ہوں لیکن میں ان کو قبر میں میں اتاروں گا۔ وہ سب راضی ہو گئے۔ جب قبر تیار ہو گئی تو میں نے کہا کہ اب تم لوگ ہٹ جاؤ۔ انہوں نے کہا آپ دبلے پتلے آدمی ہیں۔ یہ موٹے پہلوان ہیں آپ کیسے ان کو اٹھائیں گے۔ ہم آپ کی مدد کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ تم نے جو وعدہ کیا ہے۔ اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ خیر وہ لوگ الگ ہو گئے۔ میں قبر کے اندر

Marfat.com

کھڑا ہوگیا اور اُن سے کہا کہ اب نعش کو اٹھا کر میرے ہاتھوں پر رکھ دو۔ میں نے کہا کہ گکڑی کی طرح ہو جاؤ۔ اب ان کا وزن بالکل کم ہوگیا۔ اور گکڑی کی طرح میرے ہاتھوں پر پڑے تھے۔ میں نے ان کو نیچے اتارا اور زمین پر لٹا کر منہ سے کپڑا ہٹایا یہ دیکھ کر انہوں نے زور سے قہقہہ لگایا۔ میں نے کفن پھر اُن کے منہ پر ڈال دیا۔ اور باہر آکر قبر بند کردی میں نے اس لئے لوگوں سے نیچے اُتارنے کا وعدہ کرایا تھا کہ میں اُن کو جانتا تھا کہ کوئی نہ کوئی حرکت ضرور کریں گے۔ جس سے لوگوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔ کوئی کہے گا زندہ ہیں۔ دفن مت کرو کوئی دفن کردیں گے اور دوسرے لوگ آکر اُن کی نعش کو باہر نکال دیں گے۔ وغیرہ میں نے نہ چاہا کہ اس طرح ان کی مٹی پلید ہو اس لئے خود قبر میں اتارا تاکہ اوروں کو ان کی حرکات کا علم نہ ہو۔ مولانا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ایک دفعہ میں اس جگہ سے گذرا جہاں ریتی شاہ صاحب بیٹھا کرتے تھے اس خیال سے کہ ایک دفعہ اُن کے بیٹھنے کی جگہ کو دیکھ لوں کیونکہ وہ میرے دوست تھے اور وہیں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہی ہندو لڑکا ان کی جگہ پر بیٹھا ہے میں نے ذرا گہری نظر سے دیکھا تو اس کو صاحبِ خدمت پایا۔ اس کے والدین پریشان تھے کہ کیا ہوگیا ہے۔ لیکن وہ وہیں مست ہو کر بیٹھا تھا۔

مجذوب کی حقیقت

اس کے بعد حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ کبھی کبھی حسن بھی فائدہ دے جاتا ہے۔ اسی تعزیہ کے دوران میں فرمایا کہ مجذوب ہوجانا درمیانی منزل ہے۔ جیسے ایک شرابی پی کر مست ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مجذوب بھی مغلوب الحال ہوکر مست ہو جاتا ہے۔ اس سے اس کی ترقی رک جاتی ہے یہ ایک نقص ہے۔ مجاذیب کے نزدیک نہیں جانا چاہیئے اور نہ اُن کے مزارات پر جانا چاہیے مجاذیب سے فائدہ کی بجائے نقصان پہنچنے کا احتمال زیادہ ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ مجذوب جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر جاتے ہیں تو بالکل ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اُن کا جذب ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ ظرف بھی دیتے ہیں اور مظروف بھی۔ باقی بزرگان ظرف کے

Marfat.com

مطابق دیتے ہیں۔ گلاس لے جاؤ تو گلاس بھر دیتے ہیں۔ مٹکا لے جاؤ تو مٹکا بھر دیتے ہیں۔ لیکن ظرف کو زیادہ نہیں کر دیتے۔ البتہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ چونکہ نائب رسول ہیں اسلئے اُن میں بھی وہی شان کسی حد تک ہے۔ آپ ظرف بھی دیتے ہیں اور مظروف بھی۔

عرب کا حُسن

اس کے بعد فرمایا کہ عبدالقیوم صاحب اجمیر شریف کے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے۔ جو حضرت کے معتقد تھے۔ اور اکثر ملا کرتے تھے ان کے ایک دوست جو سائنسدان تھے اور مذہب کے معاملات میں بہت بدظن۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات پڑھ رہا تھا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و جمال کا ذکر تھا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ عرب ایک نہایت گرم ملک ہے۔ وہاں کے لوگ کس طرح حسین ہو سکتے ہیں۔ یہ خیال میرے دل میں آیا اور تھوڑی دیر کے بعد رفع ہوگیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اجمیر شریف کی درگاہ میں نماز پڑھنے کے لئے گیا۔ ایک نہایت خوبصورت عرب نے نماز پڑھائی۔ وہ اس قدر خوبصورت تھے کہ میں نے عمر بھر میں ایسا حسین انسان نہیں دیکھا۔ دراصل بات یہ تھی کہ نماز شروع ہونے سے پہلے وہ وہاں آئے تھے اور امام مسجد نے ازراہِ اخلاق اُن سے امامت کے لئے کہا۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ شخص آئے اور میرے کندھے کو ہلاکر کہا کہ دیکھ لیا عرب کا حُسن۔

حُسن وجمال کا فرق

اس کے بعد احقر کی طرف مخاطب ہوکر دریافت فرمایا کہ حُسن وجمال میں کیا فرق ہے۔ احقر خاموش ہوکر سننے کے انتظار میں بیٹھا رہا۔ آپ نے فرمایا تم سے پوچھ رہا ہوں تم بتاؤ۔ عرض کیا کہ حضور کی کتاب سِرِّ دلبراں میں دیکھا ہے فرمایا ہاں یہ بات تم نے وہیں دیکھی ہوگی۔ اس کے بعد خود ہی فرمایا کہ حُسن ایک یا دو اجزا [illegible] خوبصورتی کا نام ہے۔ مثلاً کسی کی آنکھ ناک اچھے ہیں تو کہا جائے گا حس[illegible]ین جمیل وہ ہے جو ہر پہلو سے اور ہر لحاظ سے خوبصورت ہو "اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّ یُحِبُّ الْجَمَالَ" اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ حسن کو دیکھتے وقت کبھی طبیعت میں صعود ہوتا ہے اور کبھی نزول فرمایا صعود و نزول دونوں اسی کی شانیں ہیں۔ ہاں بے کیفی نہ ہو۔ فرمایا اس صعود و نزول کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ ظاہر میں ایک شخص حسین ہوگا لیکن باطن میں نہایت کثیف قلب

Marfat.com

اس کی کثافت کا اثر دیکھنے والے پر پڑتا ہے جس سے وہ متاثر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت اقدس رح نے اور وجوہات بھی بتائے۔ لیکن احقر اچھی طرح نہ سمجھ سکا۔

۱۱۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۰ھ۔ شب جمعہ

آج شب حافظ صاحب نے وتروں میں پہلی رکعت میں إِذَا جَآءَ دوسری میں تَبَّتْ یَدَا اور تیسری میں لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ پڑھی۔ بعد فراغت نماز حضرت اقدس رح نے حافظ صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج تَبَّتْ يَدَا سے لِإِيلَافِ پر پہنچ گئے۔ خیر نماز تو ہو جاتی ہے امام اعظم رح کے نزدیک ترتیب ضروری ہے۔ دراصل سورۃ کا پڑھنا تو القا پر منحصر ہے۔ سورۃ فاتحہ کے بعد جس سورۃ کا القا ہوتا ہے وہی پڑھی جاتی ہے۔ اور وہ القا چشم زدن میں ہو جاتا ہے۔ فرمایا وہی شجر موسیٰ کا تصور کرنا چاہئے ؎

روا باشد انا اللہ از درختے   چرا نبود روا از نیک بختے

شجر موسےؑ یعنی جب درخت إِنِّي أَنَا اللَّهُ کہہ سکتا ہے۔ تو ایک خدا رسیدہ انسان کیوں نہیں کہہ سکتا۔ دراصل وہ درخت نہیں تھا جو "إِنِّي أَنَا اللَّهُ" کہہ رہا تھا۔ بلکہ وہ خود تھا۔ حدیث شریف میں ہے۔ نماز میں بندہ خدا سے ہم کلام ہوتا ہے اور قرآن شریف پڑھتے وقت خدا بندہ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اس لئے نماز کو معراج المؤمنین کہا گیا ہے۔ فرمایا شاعر نے ایک ہی شعر میں منصور کا مسئلہ حل کر دیا ہے۔

مسئلۂ خیر و شر اس کے بعد جنگ کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ فرمایا کہ آجکل انگریزوں کے بہت جہاز ڈوب رہے ہیں۔ مچھلیاں بہت خوش ہوں گی۔ ان کی خوب دعوت ہو رہی ہے۔ مکھن۔ ڈبل روٹی۔ اور گوشت خوب کھاتی ہوں گی۔ فرمایا بندہ نواز حضرت سید محمد گیسو دراز رح نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ بڑے زور کا قحط پڑا۔ اس زمانہ میں قحط بہت تکلیف دہ ہوتا تھا۔ آجکل تو ریلوں کے ذریعے سے فوراً ایک جگہ سے دوسری جگہ اناج بھیجا جا سکتا ہے۔ اور مہنگا سستا غلہ مل ہی جاتا ہے لیکن پہلے زمانہ میں ملتا ہی نہیں تھا اور لوگ اکثر بھوک سے مر جاتے تھے۔ حضرت گیسو دراز نے لکھا ہے کہ قحط کے دوران میں ایک دفعہ ہم سفر کر رہے تھے۔ چیلوں اور کوؤں کو دیکھ

Marfat.com

کہ بہت خوش ہیں۔ اور ہمیں کشف کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کہہ رہی ہیں یا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نہایت اچھا وقت مل رہا ہے۔ گوشت خوب کھانے کو ملتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس سے ظاہر ہوا کہ دنیا میں شر محض کا وجود نہیں ہے۔ جو کچھ شر اس دنیا میں دکھائی دیتا ہے۔ وہ حقیقی شر نہیں ہے بلکہ شر اعتباری ہے۔ اب یہ آگ ہے بہت فائدہ مند چیز ہے۔ اس پر کھانا پکاتے ہیں۔ سردیوں میں گرمی پہنچاتی ہے۔ اور کئی مفید کام اس سے ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں ہاتھ ڈال دیا جائے یا چھپر میں لگادی جائے تو شر بن جاتی ہے۔ اسی طرح تلوار کو لو اس سے دشمن کو مارنا اس کا جائز استعمال ہے لیکن اگر اس سے اپنی اولاد کو ذبح کیا جائے تو باعث شر ہے۔

ضرورتِ شیخ

اس کے بعد حافظ صاحب نے عرض کیا کہ آج رات ریڈیو پر مصر سے قرآن شریف سنا جا سکے گا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی اور وقت۔ اب ہم تھکے ہوئے ہیں۔ اب بڈھے ہو گئے ہیں۔ وہ جوانی کا زمانہ گیا جب مجاہدہ میں مزہ آیا کرتا تھا۔ اب تو گیان دھیان کا وقت ہے۔ کل بھی نہیں سوئے۔ آج شب جمعہ ہے۔ آج بھی نہیں سوئیں گے۔ آج ہمیں کچھ کام کرنا ہے۔ جو کچھ کرنا پڑتا ہے۔ تم لوگوں کی خاطر کرتے ہیں۔ جو جو مشاغل تم لوگوں کو بتائے جاتے ہیں۔ ان کو ہمیں خود بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس کا ست [illegible] خلاصہ نکال کر روحانی توجہ کے ذریعہ تمہاری طرف منتقل کیا جاتا ہے۔ فرمایا اسی لئے تو شیخ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ ہر ایک شخص کتابیں پڑھ کر ولی اللہ بن جاتا۔ شیخ کو بہت محنت کرنی پڑتی ہے اور یہ سب کچھ تمہاری خاطر کیا جاتا ہے۔ ورنہ ہم تو فرض نماز کے بعد پڑے رہیں [illegible]۔ ہمیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔

عشق و سر فروشی

۱۷۔ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ

آج بعد فراغت تراویح وحلقہ ذکر [illegible] ہدایت فرمارہے۔ اور آج آپ کی تقریر میں خاص کیفیت [illegible] تھا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے پاس ایک نوجوان آیا اور عرض کیا کہ میں فلاں لڑکی پر عاشق ہوں۔ میرے والدین نے بہت کوشش کی [illegible] شادی اس

Marfat.com

لڑکی سے ہو جائے۔ لیکن لڑکی کے والدین رضامند نہیں ہوتے۔ اور آج اس لڑکی کی شادی کسی اور سے ہو رہی ہے۔ برات ان کے گھر پر آپہنچی ہے۔ مولانا گنگوہی رح نے فرمایا۔ ارے بھائی میں تو مولوی ہوں مجھے گنڈے تعویذ سے کیا تعلق میں تو قرآن اور حدیث کا درس دیا کرتا ہوں۔ کوئی مسئلہ وغیرہ پوچھنا ہو تو پوچھ سکتے ہو۔ اس نے کہا نہیں حضور مجھے آپ پر اعتقاد ہے ہرگز نہیں مانوں گا۔ آپ نے بہتیرا سمجھایا وہ باز نہ آیا۔ مجبور ہو کر آپ نے تعویذ لکھ دیا اور فرمایا کہ فوراً اسے سفید کپڑے میں باندھ کر اپنے بازو پر باندھ لے۔ اس نے اپنے کرتے کو چیر ڈالا اور تعویذ کو فوراً بازو پر باندھ کر گھر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لڑکی والوں کی طرف سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ جلدی آؤ شادی کر لو ان لوگوں سے ہمارا جھگڑا ہو گیا ہے اب چونکہ دلہن تیار بیٹھی ہے۔ دیر کی گنجائش نہیں ہے۔ انہوں نے جا کر شادی کر لی اور لڑکی کو گھر لے آئے۔ اب شہر میں اس تعویذ کا عام چرچا ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا ارے بھائی دکھاؤ تو سہی یہ کس قسم کا تعویذ ہے۔ اس نے کہا ہرگز نہیں دکھاؤں گا۔ ایک دن وہ غسل کر رہا تھا اور اس کے کپڑے حمام سے باہر رکھے تھے۔ نہاتے وقت اس نے اپنا تعویذ بھی اتار کر وہیں رکھ دیا تھا۔ یار لوگ تاک میں تھے۔ اٹھا لیا اور کھول کر دیکھا تو یہ لکھا تھا۔

"یا اللہ! میں جانتا نہیں اور یہ مانتا نہیں۔ یہ تیرا بندہ ہے اور تو اس کا رب۔ اب تو جان اور تیرا کام"

اس کے بعد فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ اللہ سے صحیح نسبت پیدا کرے۔ حاضرین میں سے ایک نے عرض کیا کہ صحیح نسبت کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا صحیح نسبت والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے۔

تعویذ دردِ زہ

اس کے بعد فرمایا پنجاب میں دردِ زہ کا ایک تعویذ مروّج ہے اور بہت مجرب ہے۔ ایک دفعہ ایک درویش اپنے کچھ مریدوں کے ساتھ ڈیرہ جات یعنی ڈیرہ غازی خاں، ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے علاقہ میں گئے۔ بڑے زور کی بارش ہو رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان میں چھید ہو گیا ہے اور بوندیں نہیں پانی گر رہا ہے اس درویش نے سامنے ایک مکان خالی دیکھا اور فوراً اس میں گھس گئے اور اپنے گھوڑے

Marfat.com

وغیرہ اس میں باندھ دیئے۔ لوگوں نے کہا ارے میاں کس ظالم کے گھر کے اندر داخل ہوئے ہو۔ یہ ایک نہایت ظالم شخص کا گھر ہے۔ وہ ابھی آئے گا اور تم سب کو باہر نکال دے گا۔ انہوں نے کہا اب بارش ہو رہی ہے۔ کہاں جائیں خدا بہتر ہی کرے گا۔ اس وقت مالک مکان کی عورت کو دردِ زہ شروع ہوا اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ جلدی جاؤ اور دائی کو بُلا لاؤ۔ وہ باہر آیا اور ان درویش کو اپنے مکان کے اندر بیٹھا ہوا دیکھ کر کہنے لگا کہ اچھا ہوا آپ ہمارے گھر پہ اُترے ہیں۔ مہربانی فرما کر کوئی تعویذ دیجئے میری عورت دردِ زہ میں مُبتلا ہے اس وقت بارش ہو رہی ہے۔ دائی کو کہاں سے بُلا کر لاؤں۔ انہوں نے پنجابی زبان میں تعویذ لکھا جس کا مضمون یہ تھا: "ہم نے اور ہمارے جانوروں نے بارش میں اس کے مکان میں پناہ لی۔ ہماری بلا سے اس کی عورت مرے یا بچے"۔ تعویذ دے کر کہا کہ فوراً جا کر اس کی ران پر رکھ دو۔ لیکن باندھنا مت۔ جس وقت بچہ باہر آئے فوراً تعویذ اٹھا لینا ورنہ تمام انتڑیاں باہر آجائیں گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور بلا کسی تکلیف کے بچہ پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب تک اجازت کے ساتھ اس تعویذ کا وہی اثر باقی ہے۔

مولانا کریم رضا صاحبؒ

اس کے بعد مولانا کریم رضا صاحبؒ کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا کہ مولانا کریم رضا صاحبؒ گیا کے رہنے والے تھے اور اجمیر شریف میں بارہ سال مقیم رہے۔ وہ بڑے رند تھے۔ اور دہلی میں اکثر طوائف کے ہاں جایا کرتے تھے۔ درویشی سے پہلے وہ بہت بڑے متشرع عالم تھے۔ اور صوفیوں پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے ہاں چند دوست آئے اور کہنے لگے کہ ہم حضرت وارث علی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں جا رہے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں بھائی میں تو ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ وہ خلاف شرع کام کرتے [illegible] ں لیے ان کے ہاں جانا ناجائز ہے۔ ان کے دوستوں نے انہیں بہت مجبور کیا اور کہا کہ اگر آپ ہمارے ساتھ نہیں چلتے تو ہم واپس چلے جائیں گے۔ اب وہ خلیق تھے مہمانوں کو آزردہ خاطر دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ مان گئے۔ لیکن اس شرط پر کہ اگر انہوں نے کوئی خلاف شرع بات کہی تو میں انہیں وہیں پکڑ لوں گا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا آپ کو اختیار ہے۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے

Marfat.com

جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت وارث علی شاہ صاحبؒ کے گرد طوائف بیٹھی ہیں۔ اب مولوی کریم رضا صاحب سٹ پٹائے لیکن آ چکے تھے کوئی چارہ نہ تھا جا کر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی شاہ صاحب نے دریافت فرمایا کہ مولوی صاحب روح مذکر ہے یا مونث۔ یہ عالم تھے اور جانتے تھے کہ روح مونث ہے۔ اگر کہتے کہ مونث ہے تو یہ ان کے اعتراض کا جواب تھا اور مذکر کہہ نہ سکتے تھے۔ خاموش ہو کر سوچتے رہے۔ مولوی کریم رضا صاحب کہتے ہیں کہ جب میں نے شاہ صاحب کی طرف نظر کی تو دیکھا سر سے پاؤں تک عورت ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم تو یہ ہو چکے ہیں۔ اب صرف کھال کا کیا جرم ہے۔ اس سے مولوی صاحب پر حالت طاری ہو گئی۔ اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو اپنے سابقہ خیالات سے توبہ کی اور وہیں سے ان کا کام بن گیا۔

مولانا کریم رضا صاحبؒ طوائف کے حضور میں

اس کے بعد فرمایا کہ الٰہی جان دلی میں ایک نہایت خوبصورت طوائف تھی ایک دن دسہرہ کا جلوس قاضی کے حوض سے گذر کر چاوڑی بازار (طوائف کا بازار) میں جا رہا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ اوپر چبوترہ پہ الٰہی جان کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے۔ اور مولوی کریم رضا صاحبؒ اس کے پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔

فرمایا ایک دفعہ ایک کشمیری طوائف دہلی آئی جو نہایت حسین تھی اس کے علاوہ نہایت اچھا گانی تھی۔ فارسی سے اچھی طرح واقف تھی۔ اور بہت حاضر جواب تھی۔ مولوی کریم رضا صاحبؒ کو اس سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس کے مکان پہ گئے اور دستک دی حضرت نے فرمایا اب یہاں ایک پوائنٹ (POINT) ہے۔ وہ باہر آئی اور دریافت کیا کہ کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا میں اور تو کچھ نہیں چاہتا صرف آپ کے پاس بیٹھ کر کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا اس پہ بھی قیمت لگتی ہے۔ میں پانچ منٹ آپ کے پاس بیٹھوں گی اور پچیس روپے لوں گی۔ انہوں نے کہا میں غریب آدمی ہوں میرے پاس اتنے روپے کہاں ہیں اس نے کہا نہیں ہیں تو پھر جاؤ۔ اُن کے ایک دوست تھے جن کا نام مولوی احمد حسین صاحب تھا۔ جن کا مزار جے پور میں ہے۔ مولوی کریم رضا صاحب نے یہ ماجرا جا کر ان سے بیان کیا۔

Marfat.com

انہوں نے کہا ارے بھائی چلو ہم تم کو لے چلتے ہیں۔ جب وہ دونوں وہاں پہونچے تو مولوی کریم رضا باہر بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے کہ میں تو بلا اجازت اندر نہیں جاؤں گا۔ مولوی احمد حسین صاحب گئے اور دستک دی۔ وہ باہر آئی اور وہی گفتگو ہوئی۔ انہوں نے کہا بس یہی ہے۔ جو کچھ تو مانگتی ہے ہم دیدیں گے۔ اور اندر چلے گئے۔ وہاں جا کر ایک نظر اس پر کردی۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ اس نے ان کو نہایت ادب سے بٹھایا اور توجہ سے باتیں کرتی رہی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ہمارے ایک دوست ہیں جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اندر نہیں آتے جاؤ انہیں منا لاؤ۔ وہ گئی اور مولوی کریم رضا صاحب کو اندر لے آئی۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ اٹھنے لگے تو اس نے کہا کہ اجی حضرت! جانے کہاں ہیں تشریف رکھئے خیر وہ اٹھ کر باہر آ گئے۔ باہر آکر مولوی کریم رضا صاحب نے کہا۔ بھائی آپ نے یہ اچھا کام نہیں کیا۔ آپ نے کس پر یہ نظر ڈالی۔ آپ جانتے ہیں یہ کس کی تجلی ہے۔ اگر ہم چاہتے تو ہم بھی یہ کر سکتے تھے۔ لیکن یہ ادب کے خلاف ہے۔ اگر ہم چاہتے تو دسہرہ کے روز ہم کرسی پر بیٹھ جاتے اور اکبی جان ہمارے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی رہتی۔ لیکن یہ بہت بڑی بات ہے۔ اس میں کوئی لطف نہیں ہے۔ اس پر حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ یہ ہے عشق اب جس میں ہمت ہے اس آگ میں کودے۔ یہ تو جلا دیتی ہے۔ یہ جانبازی کا کام ہے معمولی بات نہیں ہے۔

اخفاءِ اولیاءِ کرام

اس کے بعد فرمایا کہ ایک نوجوان کانپور یا لکھنؤ میں نفی اثبات کرتے تھے۔ ان سے ایک بزرگ نے کہا کہ اگر نفی اثبات سیکھنا چاہتے ہو تو دہلی جاؤ اور فلاں طوائف کے ہاں ایک بڈھا رہتا ہے اُن سے جا کر ... ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ اب وہ تلاش کرتے کرتے اس طوائف ... اور اس سے دریافت کیا فلاں صاحب کہاں ہیں؟ اُس نے کہا ... معلوم نہیں کہیں جوا کھیلنے گیا ہوگا۔ ہم جتنا کام اس کو دیتے ہیں۔ تھوڑی سی دیر میں ختم کر کے کہیں چلا جاتا ہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ آگیا۔ انہوں نے آداب بجا لایا۔ وہ حیران ہوئے اور کہا اجی حضور!۔ اس نوجوان نے کہا حضرت میں آپ سے نفی اثبات سیکھنے آیا ہوں۔

Marfat.com

انہوں نے کہا اجی حضرت! میں تو ایک جاہل آدمی ہوں مجھے کیا معلوم۔ مجھے تو برتن مانجھنے آتے ہیں۔ جتنے چاہو منجھوالو اس نوجوان نے کہا۔ حضرت میں فلاں جگہ سے آیا ہوں اور فلاں بزرگ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اس بزرگ کا نام سنتے ہی وہ ادب سے بیٹھ گئے اور ان کو نفی اثبات کی تعلیم دینے لگے۔ اب جب لَا اِلٰہَ کہتے تو وہ خود، طوائف کا مکان اور پوری کائنات گم ہو جاتی اور جب "اِلَّا اللّٰہُ" کہتے تو سب کچھ موجود ہو جاتا۔ یہ ذکر کرتے کرتے انہوں نے ایک چھلانگ لگائی۔ اور گم ہو گئے۔ تمام شہر تلاش کیا گیا مگر ان کا کوئی پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد فرمایا کہ کس قدر یہ لوگ اپنے آپ کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ اب یہ کتنا زبردست مجاہدہ ہے۔

فقر امارت کے پردہ میں

اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے سلسلہ کے بزرگ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے شیخ کے وصال کا وقت آ گیا۔ لیکن ان کی ابھی تک تکمیل نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ ایک کونے میں کھڑے رو رہے تھے۔ ان کے شیخ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے۔ کہ تم کیوں رو رہے ہو تم فکر مت کرو میری تجہیز و تکفین میں شامل رہنا اور تین دن یہاں رہ کر فلاں جگہ جانا وہاں ایک صاحب رہتے ہیں۔ جن کا نام عبدالباری ہے۔ ان کے ہاں تمہاری تکمیل ہو جائے گی۔ چنانچہ اپنے شیخ کے وصال کے بعد تین دن وہاں رہے۔ اس کے بعد مقام مذکور کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک اور پیر بھائی بھی ہو لئے تمام شہر میں دریافت کیا۔ لیکن اس نام کا کوئی درویش یا بزرگ نہ ملا۔ لوگوں نے کہا کہ عبدالباری صاحب ایک رئیس تو ہیں۔ کوئی درویش نہیں ہے۔ چنانچہ وہاں جا کر دیکھا وہ رئیس بڑے ٹھاٹھ سے رہتے تھے۔ نوکر چاکر اصطبل وغیرہ سب کچھ موجود تھا اور وہ روزانہ شکار کو جایا کرتے تھے۔ ان کی شان و شوکت دیکھ کر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کا ساتھی تو رخصت ہو گیا اس خیال سے کہ یہ امیر کبیر ہیں۔ درویش تھوڑا ہی ہیں۔ لیکن آپؒ وہیں ٹھہر گئے۔ جب ان کی نظر شاہ عبدالرحیمؒ پر پڑی تو نوکر سے کہا کہ اس فقیر کو پیسہ دے دو۔ نوکر نے ان کو پیسہ دیا تو انہوں نے پیسہ ہاتھ میں لے کر چوما اور آنکھوں سے لگایا اور چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آئے۔ انہوں نے اسی طرح پیسہ دلوایا اور نوکر سے کہا کہ کھانا بھی دے دو۔ تیسرے دن جب وہ پھر آئے تو وہ بہت غصے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے پیسہ دیا

Marfat.com

کھانا دیا۔ اور کیا چاہیے؟ یہ کہہ کر انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ لیکن وہ خاموش رہے۔ سب کچھ برداشت کر رہے تھے۔ زمین پہ لیٹے ہوئے تھے۔ وہ اوپر سے مار رہے تھے۔ اس کے بعد شکار کی تیاری ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا سامان اس فقیر کے سر پر رکھو چنانچہ وہ شکار پہ روانہ ہو گئے۔ اور جب جنگل میں پہنچے تو کسی کو اس طرف کسی کو اس طرف بھیج دیا اور خود ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھ کر مشغول ہو گئے اور ان کو بھی اپنے پاس بٹھا لیا اور ایک شغل بھی بتا دیا۔ چنانچہ وہ روزانہ شکار کے بہانے اس طرح جنگل میں نکل جایا کرتے تھے اور اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آ جایا کرتے تھے۔ واپسی پہ جو کچھ مل جاتا شکار کر لیتے۔ یا خالی ہاتھ واپس آ جاتے اور اپنے خدام وغیرہ سے پوچھتے کہ تم نے کیا کیا مارا۔ چنانچہ اس روز جب وہ شغل سے فارغ ہو گئے تو دریا پاس تھا۔ دونوں اس کے کنارے پر چلے گئے چشتیوں میں ایک نسبت ہے۔ جسے نسبت قہقہہ کہتے ہیں۔ وہ ان دونوں پہ طاری ہو گئی اور اسی قہقہہ میں شاہ عبدالرحیم صاحب کی تکمیل ہو گئی۔ اب حضرت شاہ عبدالباری صاحب نے فرمایا کہ وہ دوسرا شخص چلا گیا ہے۔ اس کا حصہ بھی تم لے لو کیونکہ وہ پھر مجھے نہیں مل سکے گا اس کے بعد شاہ عبدالرحیم صاحب شیخ سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ واپسی پہ اپنے اس ساتھی سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے سب ماجرا سنایا یہ سن کر وہ بھاگتا ہوا ان کے شہر میں گیا لیکن جب وہ شہر کے اندر داخل ہوا ان کا جنازہ نکل رہا تھا۔ اس پہ حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ کس طرح انہوں نے اپنے آپ کو امارت اور شان و شوکت میں چھپا رکھا تھا۔

ایک دفعہ حضرت اقدس رح نے عبدالسلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اب تم عشق سے اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتے ہو یا مجاہدہ سے انہوں نے عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ [illegible] ہے۔ فرمایا کہ اگر تھپڑ کھانے ہوں تو آؤ اس کوچہ میں قدم رکھو بہت کٹھن [illegible] کام کی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ آجکل تو کھانا دیا جاتا ہے۔ آرام [illegible] جاتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ایک جھڑکی نہیں برداشت کر سکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ آجکل طلب صادق نہیں ہے۔ اس کے بعد حضور بالا خانہ میں تشریف لے گئے۔ اس تقریر کے دوران میں اکثر سامعین پہ گریہ طاری رہا۔

Marfat.com

ذکر بہ وقت اکل و شرب

۱۹- رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ ہر نوالہ کھاتے وقت اور پانی پیتے وقت دل سے " هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ " کہنا چاہئے۔ فرمایا یہ تصور یہاں تک بڑھ جائے کہ معلوم ہو کہ وہی اپنے ہاتھ سے منہ میں لقمہ ڈال رہا ہے۔

مہم سر کرنے کا عمل

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ مقولہ ہے کہ " دو دل کوہ را بشکنند اور تین دل مل کر بڑی سے بڑی مہم سر کر لیتے ہیں۔ سورہ یٰسین قرآن کا دل ہے۔ پچھلی رات وقت کا دل ہے۔ اور انسان کا دل مل کر بڑی سے بڑی مہم سر کر سکتے ہیں۔ فرمایا اگر پچھلی رات سورہ یٰسین اکتالیس بار پڑھی جائے تو مشکل حل ہو جائیگی۔

نیک و بد میں فرق

شام کے چار بجے درگاہ شریف جاتے وقت راستہ میں سیاست پہ گفتگو تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اب مولوی صاحبان فسق و فجور اور کفر کے فتوی لگاتے پھرتے ہیں۔ فرمایا کہ دراصل نیک و بد میں صرف اتنا فرق ہے کہ آپ اور ہم کلکتہ جانا چاہتے ہیں۔ آپ امیر ہیں۔ آپ نے جلدی سے سامان وغیرہ تیار کر کے ناشتہ کیا اور موٹر میں سوار ہو کر اسٹیشن پہ جا بیٹھے اور ہم ابھی تک گھر میں ہیں۔ گدڑ یا لپٹی ہوئی ہے۔ ناشتہ تیار نہیں ہوا۔ ٹانگہ ابھی نہیں ملا۔ اب ہماری نسبت آپ کلکتہ سے زیادہ قریب ہیں۔ لیکن کلکتہ والوں کے نزدیک دونوں اجمیر میں ہیں۔ حق تعالیٰ اس قدر بلند ہیں اور درمیان میں اسقدر DISTANCES (فاصلے) ہیں کہ دو آدمیوں میں تھوڑا سا فرق کچھ معنی نہیں رکھتا۔ سب برابر ہیں۔ اب جمعیت العلماء متشرع ہو۔ لیکن دوسری طرف جناح بازی لے گئے۔

خدمت خلق عبادت ہے

خدمتِ خلق بھی ایک ارفع و اعلیٰ عبادت ہے سہ (سعدیؒ)

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

جناح کو کسی قسم کی پرواہ نہیں ہے۔ لکھ پتی آدمی ہیں۔ ہزاروں روپئے ماہوار کما لیتے ہیں محض خلوص اور خدمت کے جذبہ سے انہوں نے یہ کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔

عشاق کے لئے حساب و کتاب نہیں

شب ۲۰- رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ

Marfat.com

آج رات بعد تراویح و حلقہ ذکر آپ میزان اور یوم قیامت کا ذکر فرماتے رہے بعدہ فرمایا بس نجات صرف ایک چیز میں ہے۔ اور وہ ہے عشق الٰہی اور اللہ سے صحیح نسبت پیدا کرنا۔ عشاق کے لئے نہ حساب ہے نہ کتاب ہے۔ جب خلق نفسی نفسی پکار رہی ہوگی عشاق عرش کے سایہ کے نیچے نور کی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھتے رہیں گے اور قہقہے مار کر ہنستے رہیں گے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یاالہ العالمین! تمام مخلوقات تو اس وقت پریشانی میں مبتلا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جو قہقہے لگا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کو مت چھیڑو۔ یہ میرے عشاق ہیں۔ حساب کتاب کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ سب سے پہلے بہشت میں داخل ہونے کا حق میرے عشاق کا ہے۔ ان سے پہلے بہشت سب پر حرام ہے۔ جاؤ ان کو بہشت میں لے جاؤ۔ چنانچہ فرشتے ان کے پاس جاکر بہشت کی جانب بلائیں گے لیکن وہ کہیں گے کہ ہم بہشت کو کیا کریں گے۔ ہم نہیں جاتے۔ فرشتے جاکر عرض کریں گے کہ یا الٰہی وہ تو بہشت میں نہیں جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ان کو زنجیروں میں جکڑ کر بہشت میں لے جاؤ۔ فرمایا عشاق کی شان دیکھو کہ وہاں بھی زنجیروں میں جکڑے جارہے ہیں۔ فرشتے تعمیل حکم کریں گے۔ لیکن وہ ایک انچ بھی ان کو نہ ہلا سکیں گے۔ دوبارہ جاکر عرض کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھ لی میرے عشاق کی طاقت بس اسی طاقت کا اندازہ کرانا مطلوب تھا۔ اب جاؤ اور ان سے کہو کہ بہشت میں چلو۔ وہاں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار دکھائے گا۔ بہشت سے باہر دیدار نہیں ہوگا۔ یہ سن کر وہ دوڑتے ہوئے اور رقص کرتے ہوئے بہشت کے اندر چلے جائیں گے۔ فرمایا اب کہاں رہا حساب کتاب۔ یہ بات حدیث سے ثابت ہے۔

۲۳- رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ

مصائب کے برکات

آج ایک شخص حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور مصائب میں مبتلا ہوں اور پریشان ہوں۔ دعا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شکایت کا مقام نہیں ہے۔ شکر کا مقام ہے۔ فرمایا مصائب میں برکات پوشیدہ ہوتی ہیں۔ وہ قوتیں جو انسان کے اندر چھپی ہوئی بیکار ہوتی ہیں۔ مصائب ان کو عمل میں لاکر

Marfat.com

انسان کی پختگی کا باعث ہوتی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر ڈالو۔ اب اللہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خون کی ضرورت نہیں تھی اگر اپنے پاس بلانا مقصود ہوتا تو کسی اور طریقہ سے بلا لیتا۔ لیکن اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش مطلوب تھی۔ ان کے اندر ایثار و توکل کا جذبہ موجود تھا جس کا خود انہیں بھی علم نہ تھا۔ چنانچہ جب مطالبہ کیا گیا تو اللہ کی مرضی پوری کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اب بیٹے کا ایثار دیکھئے۔ انہوں نے کہا ابا جان آپ آنکھوں پر پٹی باندھ لیں ایسا نہ ہو کہ شفقت پدری سے چھری نہ چلے۔ اور میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیجئے تاکہ کوئی رکاوٹ درمیان میں پیدا نہ ہو اور چھری بھی تیز کر لیجئے تاکہ دیر نہ ہو۔ یہ انتظام کر لینے کے بعد انہوں نے چھری چلا دی چھری چل گئی لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر نہ چلی۔ آزمائش مطلوب تھی اور وہ ہو گئی۔ اب جو چیز حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام میں بالقوۃ موجود تھی اس کو بالفعل ظاہر کرنا مطلوب تھا۔ فرمایا ہر مصیبت میں کوئی نہ کوئی راز پوشیدہ ہوتا ہے۔ مصیبت کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سمجھنا چاہئے۔ فرمایا لوہار کا دایاں ہاتھ زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی قوت کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اور سادھو لوگ ہاتھ کو اوپر رکھ کر اسے بالکل بیکار کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا۔

آپ نے فرمایا دراصل مصیبت اور تکلیف پہنچنا ان کی عنایت ہے۔ پنجاب کی ایک درویشہ تھیں جو درگاہ شریف میں اکثر ہمیں ملا کرتی تھیں۔ ایک دن جب ہم باہر نکلے تو دیکھا کہ وہ مولسری کے درخت کے نیچے بیٹھی رو رہی ہے۔ ہم نے جا کر پوچھا کیا تکلیف ہے۔ کوئی تکلیف ہے کوئی درد ہے۔ مصیبت ہے۔ بیمار ہو۔ کس وجہ سے رو رہی ہو۔ اس نے کہا آج پندرہ روز گذر چکے ہیں کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ اس لئے رو رہی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پندرہ دن یاد نہیں فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حدیث شریف ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ فلاں شخص بہت مالدار ہے۔ بیویاں ہیں بچے ہیں۔ اونٹ گھوڑے بھیڑ بکری کی کوئی کمی نہیں ہے اور طرہ یہ کہ کبھی بیمار بھی نہیں ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اسکا ایمان سلامت نہیں ہے

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مرید ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ اس نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ ولی اللہ کی شناخت یہ ہے کہ ان میں یہ تین چیزیں موجود ہوں۔ یا ان میں سے کوئی ایک یا دو "علت۔ غربت اور ذلت" جب وہ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ خوب امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتے ہیں۔ دیگیں پک رہی ہیں۔ ہزاروں لوگ جمع ہیں۔ بادشاہ مرید ہے۔ امیر، وزیر اور فوجی افسر غلامی میں کمربستہ ہیں۔ آپ کے لنگر کا وہ عالم تھا کہ شام کے وقت پچیس اونٹ پیاز اور لہسن کا چھلکا اٹھا کر باہر پھینکتے تھے۔ اس شخص کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ ان تینوں باتوں میں سے یہاں تو کوئی بھی نظر نہیں آتی۔ خیر جب مجلس برخاست ہوئی۔ تو لوگ جانے لگے وہ بھی اٹھ کر روانہ ہوئے۔ آپ نے ایک خادم سے کہا اس شخص کو بلا لاؤ۔ خادم اس کو بلا لایا آپ اُسے الگ کمرہ میں لے گئے۔ اور فرمایا کہ آنکھیں بند کرو۔ جونہی اس نے آنکھیں بند کیں دیکھا کہ ایک عالم حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت میں مشغول ہے۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ درویشی کہاں کی ہے۔ یہ تو عیش پرستی ہے۔ بادشاہ مرید ہے۔ امیر، وزیر سب معتقد ہیں بس خوب مزے سے گذرتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے پیراہن اوپر اٹھا کر کہا کہ دیکھو میری ناف میں ناسور ہے۔ اور سات سال سے میں اس کی پرورش کر رہا ہوں لیکن میں نے اپنے خاص خادم تک کو اس کا علم نہیں ہونے دیا۔ اور تم کو میں نے اس لئے اپنے راز سے آگاہ کیا کہ تم بدظن ہو کر جا رہے تھے۔ تمہارا خاتمہ خراب ہونے سے بچا لیا۔ اب یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ اگر کسی پر ظاہر کیا تو ذلیل ہو جاؤ گے۔ فرمایا اس شخص نے یہ راز کسی سے نہ کہا۔ اور جب آپ کا وصال ہوا۔ تب اس نے لوگوں کو بتایا۔ اس کے [illegible] نے خادم سے کہا کہ میرا کھانا لاؤ وہ ایک جو کی روٹی طشتری میں [illegible] فرمایا یہ میری خوراک ہے۔ وہ دیگیں وغیرہ جو تم نے دیکھیں [illegible] ہیں۔ میرے لئے تو یہی نانِ جویں ہے۔ یہ دیکھ کر اس کو یقین ہو گیا کہ فی الواقع آپ میں ذلت علت غربت تینوں علامات فقر موجود ہیں۔ چنانچہ وہ مرید ہو گیا۔

مصیبت میں شکر کرنا

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک

Marfat.com

روز ارشاد فرمایا کہ مصیبت پر صبر کرنا تو عورتوں اور ہیجڑوں کا کام ہے۔ مرد تو مصیبت پر شکر ادا کرتے ہیں۔ اب لوگوں میں اتنی جرأت نہ تھی کہ مزید دریافت کرتے۔ آپ کے ایک صاحبزادہ تھے۔ جن کا نام شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ تھا (حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالرزاقؒ کے پوتے ہیں) کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ کے مصداق آپ ان پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اور وہ بھی آپ سے آزادانہ گفتگو کر لیتے تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم میں تو اتنی جرأت نہیں ہے۔ آپ ان سے دریافت فرمائیے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ مصیبت میں کس طرح شکر کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے وہ حدیث نہیں پڑھی کہ جس شخص کے کانٹا چبھتا ہے۔ اس کا ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ اور ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے اور جس کو ایک روز بخار آتا ہے۔ اس کے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ کیا کم شکر کا مقام ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو بہشت کے کنارہ پر کھڑا کیا جائے گا۔ جس پر دنیا میں سب سے زیادہ مصائب نازل ہوئے ہوں گے۔ اور تھوڑی دیر وہاں ٹھیرنے کے بعد اس کو وہاں سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا کہ تم پر دنیا میں بہت مصیبتیں نازل ہوئیں۔ وہ کہے گا نہیں باری تعالےٰ کچھ بھی نہیں تمام عمر خوب آرام سے گذری۔ ایک اور شخص کو جس نے دنیا میں نہایت عیش و عشرت سے عمر گذاری ہوگی۔ دوزخ کے کنارہ پر لا کر کھڑا کیا جائے گا اور تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ تم نے تو دنیا میں بہت آرام پایا۔ وہ کہے گا نہیں حضور میں تو بہت مصیبت میں رہا۔ اس کے بعد حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ عاقبت میں نعمت اور تکلیف کا یہ عالم ہے کہ چند لمحوں کے لئے بہشت کے جھونکوں سے تمام زندگی کی مصیبت اور درد و الم بھول جائے گا۔ اور دوزخ کی ذرا سی گرم ہوا سے زندگی بھر کا عیش و آرام فراموش ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ پر سب سے زیادہ بلائیں نازل فرماتا ہے۔ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھو جیسا حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا ویسا آپ کے ساتھ ہوا۔ انہوں نے بادشاہ کے محل میں پرورش پائی۔ فرعون کی بیوی کو آپ سے اُنس تھا۔ شہزادگی میں عمر بسر کی۔ پھر آپ کے ہاتھ سے ایک آدمی قتل ہو جاتا ہے۔ اور بے سروسامانی کی حالت میں جنگلوں میں بھاگے بھاگے پھرتے ہیں۔ ایک جگہ شادی ہوئی۔ اس کے بعد حکم ہوتا ہے۔ جاؤ اور فرعون کا مقابلہ کرو۔ آپ کے پاس نہ فوج ہے نہ خزانہ اکیلے تن تنہا انسان کو حکم ہوتا ہے کہ فرعون جیسے بادشاہ کا مقابلہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور کامیاب ہو گئے۔ اسی طرح حضرت خواجہ غریب نواز رح جب ہندوستان میں آئے تو ایک فرعون نہیں سینکڑوں فرعون موجود تھے۔ آپ کو بہت تکالیف کا سامنا ہوا۔ بغیر فوج اور بے یارومددگار پرتھوی راج کا مقابلہ کیا اور آج یہ حالت ہے کہ پرتھوی راج کا یہاں نام و نشان نہیں ہے۔ صرف تاراگڑھ میں اس کے قلعہ کے کچھ نشان باقی ہیں۔ ہم آج اس لئے ذلیل ہیں کہ مسلمان نہیں رہے اگر سچے مسلمان ہو جائیں تو کوئی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ ہم تو صرف مردم شماری کے مسلمان ہیں۔ بس مسلمان کے گھر پیدا ہو گئے اور مسلمان کہلانے لگے۔ اس کے بعد جس شخص نے شروع میں دعا کے لئے عرض کیا تھا۔ اس نے جانے کے لئے اجازت طلب کی۔ حضور رح نے فرمایا کہ ہاں بس یہی سمجھ لو کہ جس قدر مصیبت در پیش ہو شکوہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ شکر گذار ہونا چاہیئے سہ

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہ ای   نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اب انسان پچھلی زندگی کے تمام حالات کو بھول گیا ہے۔ ماں کا پیٹ یاد نہیں رہا اور مستقبل کا علم نہیں۔ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے۔ صرف حال کی چند گھڑیاں مر... جو کچھ پیش آئے خوشی سے برداشت کر لینا چاہیئے۔ ایک انسان کو جب ... نہ مستقبل کا کچھ علم ہے تو کیوں نہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مر... ۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی ہر بات کو جانتا ہے۔ اس کے ماضی حال اور مستقبل کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس لئے کیوں نہ ایسی ہستی پر توکل کر کے اپنا سب کچھ اُس کے سپرد کر دیں۔ فرمایا کہ مصیبت کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ جب باپ اپنے بیٹے سے پیار کرتا ہے تو اس

Marfat.com

کو چھیڑتا ہے۔ وہ چڑتا ہے اس سے وہ خوش ہوتا ہے۔ اور بھی چھیڑتا ہے۔ فرمایا بعینہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو تکلیف دے کر چھیڑتا ہے۔ جب وہ چڑتا ہے تو اور تکلیف دیتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ چڑے نہیں اور خاموش اور خوش رہے۔ پھر مصیبت نہیں آئے گی۔ حضرت اقدس نے تبسّم سے فرمایا۔ درحقیقت بہتر تو یہ ہے کہ نعمت پہ چڑے تاکہ اور نعمت نازل ہو۔ فرمایا ایک عورت تھی۔ جس کو لڑکے بہت چڑاتے تھے۔ ایک بزرگ نے اس سے کہا کہ تم تین دن روزہ رکھو اور کسی سے کوئی بات نہ کرو۔ اس نے تین دن روزہ رکھا لڑکے جتنا چھیڑتے تھے وہ کوئی جواب نہ دیتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے چھیڑنا بند کر دیا۔

سالک کا حقیقی نصب العین

ایک دن ارشاد فرمایا کہ یہ پہلے آسمان کی سیر کرنا اور دوسرے تیسرے اور چوتھے آسمانوں کی سیر کرنا لغو ہے یہ سب غیر اللہ ہے۔ اصل چیز ذات ہے۔ انسان کو طالبِ ذات ہونا چاہیئے صفات میں نہیں اُلجھنا چاہیئے شیطان صفات ہی میں الجھ کر نار اور طین کے جھگڑے میں مبتلا ہو گیا اور انکار کر بیٹھا۔ وہ بھی صاحب مشاہدہ تھا۔ آدم کا پیدا ہونا وغیرہ سب اس کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا۔ لیکن گمراہ ہو گیا۔ صفات سے آگے نہ بڑھ سکا۔ جو لوگ کشف و کرامات اور آسمانوں کی سیر سے خوش ہوتے ہیں ان کی ترقی رُک جاتی ہے۔ بلکہ ان کے اندر اگر بڑائی پیدا ہو گئی تو مردود ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جب تک ذات کو نہ پائے گا غیر اللہ میں رہے گا۔ یہ سن کر احقر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہم طالب ذات کیسے ہوں۔ آپ نے فرمایا بس یہی۔ استغراق ہونا چاہیئے ذات میں پورے انہاک کے ساتھ۔

کم خوردن یا بسیار خوردن

ایک دن بہت کھانے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ پشاور میں کابل کے ایک درویش بیٹھے ہوئے تھے۔ جو ہر روز ایک دُنبہ کھا جایا کرتے تھے۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ عجب درویش ہیں پورا دُنبہ کھا جاتے ہیں۔ اور پھر بھی درویش بنے ہوئے ہیں۔ ایک دن جب وہ بیت الخلا سے باہر نکلے تو نوکر سے فرمایا کہ فلاں فلاں کو بلاؤ۔ آپ نے ان لوگوں کا نام لیا جو اس قسم کی چہ میگوئیاں کیا کرتے تھے۔ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ ذرا بیت الخلا میں دیکھو تو!

Marfat.com

انہوں جا کر دیکھا کہ ایک سوکھی مینگنی پڑی تھی۔ فرمایا تم لوگوں نے میرا کھانا دیکھا لیکن میرے مشاغل نہ دیکھے اب اس قدر مشاغل بغیر خوراک کے میں کس طرح کر سکتا ہوں۔ جس قدر کھاتا ہوں سب جل بھن کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس پر حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ اصل چیز کام ہے کھانے میں کمی یا بیشی کام کی خاطر کرنی چاہیے اگر کم کھانے سے کام نہ ہو سکے تو زیادہ کھائیے اور اگر زیادہ کھانے سے کام میں ہرج آئے تو کم کھائے۔ کم کھانا یا زیادہ کھانا کوئی معیار نہیں ہے۔ کھانا تو زندہ رہنے کے واسطے ہوتا ہے۔ اگر کم کھانے سے مشاغل میں ہرج واقع ہو تو خوب کھائے۔

حیرت محمودہ و حیرت مذمومہ

ایک دن ارشاد فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوائل میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔ "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" یعنی پروردگار میرے علم کو زیادہ کر۔ کچھ عرصے کے بعد آپ یہ دعا مانگنے لگے "رَبِّ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا" پروردگار میرے تحیّر کو زیادہ کر۔ اس کے بعد فرمایا۔ تحیّر کے دو اقسام ہیں۔ ایک حیرت محمودہ۔ دوسری حیرت مذمومہ۔ حیرت مذمومہ جہالت کا نتیجہ ہے۔ مثلاً ایک گنوار کے دل میں تاج محل کو دیکھ کر جو حیرت پیدا ہوگی وہ جہالت کی وجہ سے ہوگی۔ اس لئے اسے حیرت مذمومہ کہا جائے گا۔ لیکن حیرت محمودہ علم کا نتیجہ ہے۔ ایک نہایت قابل اور ماہر فن انجنیئر جب تاج محل کو دیکھے گا تو اس کی ہر خوبی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جائیگا۔ فرمایا ایک دفعہ دہلی میں ہمارے ایک دوست کے ہاں ایک امریکن انجنیئر آیا ہوا تھا۔ اس نے اپنے میزبان سے کہا کہ میں جامع مسجد دیکھنا چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ وہ دونوں وہاں گئے۔ انجنیئر نے مسجد کی ہر ایک چیز کو غور سے دیکھا اور جہاں جاتا دیر تک حیرت سے دیکھتا رہتا۔ اور ساتھ ساتھ اپنے دوست کو ہر مقام کی خوبی اور فن تعمیر کے نکات سے بھی آگاہ کرتا جاتا [illegible] والے دروازہ پر آیا تو اس انجنیئر نے مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا [illegible] رہا اور پھر دوڑ کر مینار کے پاس گیا اور بیٹھ کے بل لیٹ کر اوپر مینار کو دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھا اور دوسرے مینار کے نیچے اسی طرح لیٹ گیا اور اس کو بھی بغور دیکھا۔ ان کے دوست نے دریافت کیا کہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ نے یہ حرکات کیوں کی ہیں۔ اس نے کہا

Marfat.com

جب میں نے میناروں کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ٹیڑھے ہیں۔ اب میں حیران تھا کہ اس قدر عالیشان عمارت میں یہ غلطی کس طرح رہ گئی بہرحال یہ غلطی تو نہیں ہوسکتی ضرور اس میں کوئی حکمت ہوگی۔ سوچ سوچ کر اس نتیجہ پہ پہنچا ہوں کہ ان فن کاروں نے عمداً اس لئے مینار ٹیڑھے بنائے ہیں کہ اگر وہ گریں تو اپنے ہی قدموں میں گریں تاکہ باہر کی جانب کوئی نقصان نہ ہو۔ حضرت رح نے فرمایا کہ کچھ عرصہ ہوا ایک مینار پہ بجلی گری لیکن جب وہ نیچے گرا تو نزدیک کی کسی عمارت کو کوئی گزند نہ پہنچا بلکہ عین اپنے قدموں میں گرا۔ اور نواب بھوپال نے دوبارہ اس کی تعمیر کرائی۔ فرمایا اس انجنیئر کی حیرت۔ حیرت محمود ہے۔

حبیب اللہ لوگروو

ایک دن فرمایا کہ حبیب اللہ لوگروو (LOVE GROVE) ایک نومسلم انگریز تھے۔ ان کو روحانیت کی طرف کافی میلان تھا۔ اور تلاش حق میں بہت پھرے۔ ایک رات خواب میں مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مسجد میں جانے کا اشارہ فرمایا۔ وہ مطلب سمجھ گئے اور صبح مسجد میں جاکر مشرف باسلام ہوئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا روم صاحب رح ان کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ صورت مثالی میں ان کے سامنے آکر تعلیم فرماتے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت مولانا رح سے اجازت لے کر آپ کا فوٹو لیا۔ حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ ہم نے ایک دفعہ انگریزی میں تصوف پر ایک مضمون صوفی ازم کے نام سے لکھا تھا جو ایشیاٹک ریویو (ASIATIC REVIEW) میں چھپا تھا۔ وہ رسالہ لندن میں کہیں ان کی نظر سے گذرا۔ جس سے متاثر ہو کر ایڈیٹر رسالہ کی معرفت ہمارے ہاں خط لکھا۔ اس کے بعد ہماری خط وکتابت ان کے ساتھ ہوتی رہی۔ ایک دفعہ انہوں نے مولانا روم رح کی وہ تصویر بھی ہمارے پاس بھیجدی۔ ایک دن حیدرآباد میں ہمارے ایک دوست نے باتوں باتوں میں کہا میرے پاس حضرت مولانا روم رح کی ایک دستی تصویر ہے۔ ہم نے کہا وہ تصویر ہمیں ضرور دکھایئے۔ اس نے کہا جی ہاں تلاش کروں گا۔ ہم نے کہا تلاش ولاش نہیں ابھی دکھایئے۔ چنانچہ وہ گھر گئے اور تصویر لے آئے جب ہم نے دونوں تصویروں کا مقابلہ کیا تو دونوں ایک جیسی تھیں۔ احقر نے بھی ایک دفعہ پاکستان ٹائمز کے سالانہ نمبر میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رح کی ایک تصویر دیکھی۔ جو

Marfat.com

ایران کے کسی کتب خانہ سے نقل کی گئی تھی۔ اس میں اور مولانا روم رح کے اس فوٹو میں جو حضرت اقدس رح کے پاس تھا بہت مشابہت تھی۔ برگیڈیر سید نذیر علی شاہ صاحب بھی لندن میں ایک دفعہ ان کے مکان پہ گئے۔ وہ کہتے ہیں ان کی چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی تھی اور ایک درویش صفت انسان تھے۔ اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ حبیب اللہ کوگرو و لندن میں سر عبدالقادر سے ملے۔ اس زمانہ میں وہ وہاں اڈوائزر ٹو دی سیکرٹری آف اسٹیٹ فور انڈیا تھے حبیب اللہ کوگرو و نے ان سے ہمارے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا وہ تو میرے دوست ہیں اور میں اُن کو خوب جانتا ہوں۔ جب سر عبدالقادر واپس آئے تو ایک دفعہ اُن سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ کہنے لگے اجی صاحب! حبیب اللہ کوگرو و تو آپ کے شیدائی ہیں۔ جب میں نے آپ کا لکھا ہوا خط دیکھنا چاہا تو انہوں نے اپنے قلب کے نزدیک کی جیب سے نہایت ادب سے نکالا اور مجھے دکھا کر پھر احتیاط سے جیب میں رکھ لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ حبیب اللہ صاحب ہمیشہ اس خط کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اگرچہ پسینہ وغیرہ سے کچھ خراب بھی ہو گیا تھا لیکن وہ اُسے اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے۔

سورۂ فاتحہ کے اثرات پر امریکن ڈاکٹروں کی حیرت

ارشاد فرمایا کہ ڈاکٹر زین العابدین جو جامعہ ملیہ دہلی میں پروفیسر ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم امریکہ گئے وہاں بعض لوگ ہم سے دریافت کرتے تھے کہ صوفی اور روحانی لوگ کون ہوتے ہیں۔ چونکہ مجھے زیادہ علم نہیں تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ تعویذ وغیرہ لکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی بیمار ہو جائے تو کچھ پڑھ کر پانی پر دم کر دیتے ہیں جس کے پینے سے بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت حیران ہوئے اور دریافت کیا کیا پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا آپ پڑھیں اور ہم اس کے تاثرات کا فوٹو لیں گے۔ ان کے پاس ایک آلہ ہوتا ہے جس سے وہ فضا کے تاثرات کا عکس لے لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے تین چار دفعہ سورۂ فاتحہ سنی اور فوٹو لے لئے۔ تاثرات دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا عجیب بات ہے کہ سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے وہی تاثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو ہمارے سینی ٹوریم میں ہیں۔ یہ

Marfat.com

سینی ٹوریم ہم نے سائنٹفک طریقہ پر تیار کیا ہے۔ جس میں مختلف قسم کے نظاروں آوازوں وغیرہ کو یکجا جمع کر کے اس کے اندر ایک ایسی صحت آور فضا کر دی گئی ہے کہ مریض اس کے اندر رہ کر اس کے تاثرات کی بدولت بغیر دوا کے اچھا ہو جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ جو کچھ انسان پڑھتا ہے اس کے تاثرات فضا میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے سالک کو چاہیئے کہ عبادت کا کمرہ بالکل علیحدہ رکھے اور اس کے اندر کسی کو داخل نہ ہونے دے۔ اس میں صرف مصلیٰ ہونا چاہیئے اور ہمیشہ اسے مقفل رکھنا چاہیئے۔ تاکہ کسی دوسرے کے تاثرات اس کے ساتھ شامل نہ ہو جائیں اور کمرہ اس قدر چھوٹا ہونا چاہیئے کہ اس میں لیٹ سکے اور اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے۔ یا پھر عبادت جنگل میں کرنی چاہیئے۔ وہ مقام بھی تاثرات سے مبرا ہوتا ہے۔

برکات بلا

ایک دفعہ حضرت اقدس رح کے ایک مرید بشیر نے عرض کیا کہ حضور بخار نہیں چھوڑتا۔ حضرت رح نے فرمایا ارے میاں ایک دن کے بخار سے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب اس قدر عنایت ہے تو کیوں خواہ مخواہ شکایت کرتے ہو۔ فرمایا بلا و مصیبت کا اظہار کرنا حق تعالیٰ کی شکایت کرنا ہے۔ حالانکہ یہ شکایت کا مقام نہیں ہے۔ شکر کا مقام ہے کہ معمولی سی تکلیف سے اس قدر عظیم مصیبت سے نجات ملتی ہے۔ فرمایا ایک بزرگ نے دعا کی کہ یا اللہ جب تیری اس قدر نوازش ہے کہ ایک دن کے بخار سے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو میری موت سے قبل مجھے بھی اتنے ہی دن بخار میں مبتلا رکھئے جتنے سال میری عمر ہے۔ تاکہ ساری عمر کے گناہ معاف ہو جائیں۔ ایک دن ان کو بخار آنا شروع ہوا۔ اور وہ گنتے گئے۔ اور اس طرح سے ان کو معلوم ہو گیا کہ فلاں دن اجل آئے گی۔ جب دن پورے ہو گئے تو ان کا وصال ہو گیا۔

آزمائش عشق

۷۔ شوال المکرم ۱۳۶۰ھ

آج عشق کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا عشق بہت مشکل منزل ہے۔ جان پر کھیلنا پڑتا ہے۔ اگر اس راہ میں قدم رکھنا ہے۔ تو پہلے خوب سوچ لینا چاہیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عاشق تھے۔ اور آپ کے عشق کی بہت کڑی آزمائش لی گئی لیکن

Marfat.com

آپ اپنی بات کے سچے اور عشق میں پکے تھے۔ ہر آزمائش میں پورے اُترے۔ بیوی۔ بچے اور وطن ترک کرنا پڑا۔ آگ میں ڈالے گئے چہیتے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ معمولی آزمائشیں نہیں ہیں۔ فرمایا اللہ میاں کسی اور کا نہیں بننے دیتے۔ جب دیکھا کہ بیٹے سے محبت کر کے غیر اللہ کی جانب راغب ہو گئے تو اسی بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیدیا۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنے بیٹے سے بہت محبت ہے تو صاحبزادہ کو کنوئیں میں پھنکوا کر قید کر دیا گیا اور اس طرح باپ سے بیٹے کو جدا کر دیا۔

فرمایا جب انسان غیر اللہ سے محبت کرتا ہے۔ تو غیرتِ ایزدی جوش میں آجاتی ہے انبیاء علیہم السلام کی طرح اولیاء کرام کی بھی آزمائش ہوتی ہے۔

فرمایا حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی بیوی بہت سخت مزاج تھیں اور ہر وقت آپ کو تنگ کرتی رہتی تھیں۔ باوجودیکہ آپ اس قدر نازک مزاج تھے کہ ذرا سی نامناسب بات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ فرش پر تنکا پڑا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ایک دن آپکی جائے نماز کے نیچے کاغذ کا ٹکڑا آگیا۔ جب آپ جائے نماز پر کھڑے ہوئے تو فرمانے لگے۔ اے غلام علی دیکھو تو آج زمین اونچی ہوگئی ہے۔ یا آسمان نیچے آگیا ہے۔ جب جائے نماز ہٹا کر دیکھا گیا تو ایک کاغذ کا ٹکڑا نکلا۔ کیچڑ کو دیکھ کر آپ کو قے آجاتی تھی۔ اس نازک مزاجی کے باوجود آپ اپنی بیوی کی ہر حرکت اور ہر بات کو برداشت کر لیتے تھے۔ اور جو کچھ وہ کہتیں سُن کر خاموش ہو جاتے اور کچھ جواب نہ دیتے۔ آپ کا ایک پٹھان مرید تھا۔ ایک دن خادم موجود نہیں تھا۔ تو اس پٹھان کو گھر پر کام کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ حضرت مرزا صاحب کی بیوی کسی بات پر خفا ہوئیں اور پوچھا کہ یہ کام تم نے ایسا کیوں کیا۔ پٹھان نے کہا کہ حضرت نے ایسا فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا تیرے حضرت کی ایسی کی تیسی۔ اور کہا [illegible] گالیاں دینی شروع کیں۔ پٹھان سے نہ رہا گیا اور کہنے لگا کہ [illegible] اس قدر بڑے بزرگ کو سخت سُست کہتی ہو۔ اس پر وہ اور بھی بگڑیں اور بہت شور مچایا یہ شور سن کر حضرت مرزا صاحب باہر آئے اور پٹھان سے کہا چُپ چُپ کچھ نہ کہو خاموش رہو۔ پٹھان نے کہا حضور آپ کو گالیاں دیتی ہیں۔ فرمایا کچھ فکر نہیں اسی بیوی کی وجہ سے تو میں نوازا گیا ہوں۔

Marfat.com

اگر یہ نہ ہوتیں تو مجھ پر یہ عنایات نہ ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دن مجھ سے فرمایا کہ ایک عورت ہے جو بہت تند مزاج ہے۔ لیکن مجھے بہت پیاری ہے۔ کیا اس سے شادی کرو گے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں کروں گا۔ چنانچہ شادی ہو جانے کے بعد ہمیشہ میں ان کی تنک مزاجی کو برداشت کرتا رہا ہوں اور اسی وجہ سے مجھ پر یہ عنایات ہوئی ہیں۔ اس پر حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ مرزا صاحب کس قدر نازک مزاج تھے لیکن امتحان کے لئے کس قدر سخت مزاج بیوی دی گئی۔

بزرگوں کو آزمانا بڑی غلطی ہے

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دن حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے ہاں یہ واقعہ بیان ہو رہا تھا کہ کسی نے امتحان کی خاطر حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ۔ حضرت مولانا فخرؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو اپنے گھر پر دعوت دی۔ جب ان میں سے ہر ایک بزرگ آنے گئے تو اس نے ان کو الگ الگ کمرہ میں بٹھایا۔ اور ایک دوسرے کی موجودگی سے ان کو بے خبر رکھا۔ اب ان سب کو بٹھا کر وہ کہیں باہر چلا گیا اور شام کو بہت دیر کے بعد واپس آکر پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت کیا کروں آج میری بیوی سخت بیمار ہو گئیں۔ ان کے لئے دوا لینے کی خاطر سارا دن سرگرداں پھرتا رہا۔ کھانا وغیرہ تیار نہ ہو سکا۔ لیجئے یہ دو آنے ہیں۔ بازار سے روٹی خرید لیجئے گا۔ آپ نے وہ دو آنے لئے اور فرمایا کہ کوئی بات نہیں گھروں میں ایسا ہو جاتا ہے۔ جب وہ حضرت مولانا فخرؒ کی خدمت میں گیا اور معذرت کے طور پر وہی قصہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا خیر آج میرا پیٹ بھی خراب تھا۔ میزبان کی خاطر کچھ نہ کچھ ضرور کھانا پڑتا اور اگر کچھ کھا لیتا تو بیمار ہو جاتا۔ انہوں نے بھی دو آنے لے لئے اسی طرح وہ شخص حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں گیا اور وہی ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے وہ دو آنے لے لئے اور فرمایا کہ آئندہ فقیروں کے ساتھ ایسا مذاق نہ کرنا۔ اس پر حضرت مولانا گنگوہیؒ سے ان تینوں حضرات کا مرتبہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحبؒ کا مرتبہ زیادہ بلند تھا۔ ان کا مزاج نہیں دیکھتے

Marfat.com

کہ کس قدر نازک تھا اس کے باوجود بھی انہوں نے دو آنے لے لئے اور اتنا کہنے پر اکتفا کیا کہ آیندہ فقیروں کے ساتھ ایسا مذاق نہ کرنا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا فخرؒ تو پس چکے تھے۔ ان کے لئے اس بدتمیزی کو برداشت کرنا کیا مشکل تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک عورت نے حضرت مولانا فخرؒ کی دعوت کی اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ کھیر میں شکر نہیں ڈالی جاتی تھی۔ بلکہ دسترخوان پر شکر الگ رکھ دی جاتی تھی اور مہمان اپنی مرضی کے مطابق کھیر میں شکر ڈالتا۔ اس عورت نے غلطی سے پسا ہوا نمک ان کے آگے رکھ دیا۔ چنانچہ نمک کے دو تین چمچے انہوں نے کھیر میں ڈال دیئے اور خوب مزے سے کھا کر چلے گئے۔ جب عورت کو پتہ چلا کہ اس نے چینی کی بجائے نمک کا برتن دسترخوان پر رکھ دیا تھا تو آپ کے پیچھے دوڑی معافی مانگی اور کہا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی میں نے شکر کی بجائے نمک آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ استغراق کی حالت میں تھے۔ آپ نے فرمایا اچھا نمک تھا۔ فرمایا کوئی ہرج نہیں معمولی بات ہے۔ اس کے بعد فرمایا جب ان کی یہ حالت تھی تو اس شخص کی بدتمیزی سے ان کو کیا تکلیف ہوتی۔ اصل امتحان تو حضرت مرزا صاحبؒ کا تھا کہ انہوں نے سب کچھ برداشت کرلیا ورنہ دو آنے اس کے منہ پر مارتے اور ایسی سزا دیتے کہ وہ کبھی نہ بھولتا۔

عاشقی بہتر ہے یا معشوقی

اس کے بعد عشق کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ عاشق بننا چاہتے ہو۔ یا معشوق۔ آپ نے سوچا کہ اگر عاشقی طلب کرتا ہوں تو عاشقی سرفروشی ہے۔ بے حد آزمائش اور بلا و مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ اگر معشوقی چاہوں تو یہ کبھی نامناسب بات ہے اپنے منہ سے کس طرح محبوبیت کا مرتبہ طلب کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ آپ بہت فکرمند تھے کہ کیا جواب دوں۔ اللہ تعالیٰ نے چوبیس گھنٹہ کی مہلت دے کر فرمایا کہ اچھا کل اسی وقت جواب دینا۔ اب رات کے وقت تشویش کی حالت میں

Marfat.com

گشت لگا رہے تھے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا پریشانی بڑھتی جاتی۔ اس تشویش کے عالم میں ایک طرف سے آواز آئی۔ بس۔ اتنی عبادت کی۔ اتنے مراتب حاصل کئے معمولی سے سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ آپ نے اس طرف دیکھا تو ایک غریب فقیر پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک دکان پر بیٹھا جھاڑ جھونک رہا تھا۔ بہت حیران ہوئے کہ یہ راز تو میرے اور اللہ کے درمیان تھا۔ ان کو کیسے معلوم ہوا اور خوش بھی ہوئے کہ کوئی تو ہمدرد ملا۔ جونہی آپ آگے بڑھے انہوں نے کہا بس وہیں رہو۔ آگے مت آؤ۔ کل بارہ بجے مجھ سے ملنا۔ میں سوال کا جواب تمہیں بتاؤں گا۔ جب دوسرے دن وقت مقررہ پر وہاں گئے اور دیکھا تو کوئی بھی نہ تھا لوگوں سے دریافت کیا یہاں ایک درویش رہتے تھے وہ کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا یہاں تو کوئی درویش وغیرہ نہیں رہتے۔ جب آپ نے بتایا کہ یہاں بیٹھ کر جھاڑ جھونکا کرتے تھے۔ تو لوگوں نے کہا کہ اچھا وہ بدمعاش۔ اجی صاحب آپ کو تو اس کا علم نہیں وہ تو بہت ظالم تھا۔ کئی سنگین جرم کئے۔ کئی لوگوں کو قتل کیا اور آخر کار آج وہ گرفتار کر لیا گیا اور گدھے پر بٹھا کر اسے تمام شہر میں پھرایا گیا اور اس کے بعد پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ پھانسی کے بعد اتار کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ ایسے مجرم کا یہ حشر ہوتا ہے۔ اور پھر ان ٹکڑوں کو شہر کی فلاں جانب ایک گھورے پر پھینک دیا گیا ہے۔ تاکہ کتے اور چیل کوے کھا جائیں۔ اب حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ انہیں یہ تو یقین تھا کہ وہ ولی اللہ ہیں۔ اگر ولی اللہ نہ ہوتے تو انہیں اس راز کا علم نہ ہوتا۔ بہرحال یہ خیال کر کے کہ ولی اللہ جو وعدہ کرتے ہیں پورا کرتے ہیں۔ آپ اس گھورے پر تشریف لے گئے جہاں ان کے جسم کے ٹکڑوں کو پھینک دیا گیا تھا۔ جب آپ نزدیک پہنچے تو ان ٹکڑوں میں حرکت ہوئی اور اکھٹے ہو گئے۔ اس کے بعد وہ درویش اٹھ بیٹھے۔ یہ دیکھ کر کوے وغیرہ اڑ گئے۔ انہوں نے اٹھتے ہی کہا کہ عاشقی کا حشر دیکھ لیا۔

Marfat.com

تمام عمر کھاڑ جھکونکوائی۔ پھر گدھے پر سوار کر کے بازار میں پھروایا۔ لوگوں سے گالیاں دلوائیں۔ بدمعاش اور مجرم کہلوایا اس پر بھی اکتفا نہ کیا۔ دار پر لٹکایا گیا جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرائے اور شہر کی سب سے گندی جگہ پہ ٹکڑوں کو کتوں کے آگے پھنکوا دیا۔ یہ ہے عاشقی۔ اب تم نازک مزاج ہو یہ چیزیں کب برداشت کر سکتے ہو۔ رہا معشوقی یہ بھی بہت نازک معاملہ ہے۔ اپنے منہ کس طرح معشوقی طلب کی جا سکتی ہے۔ لہذا نہ تو عاشقی مانگو اور نہ معشوقی۔ اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرو کہ یا اللہ تو مالک ہے۔ تیرا فیض عام ہے۔ جو چیز تو پسند کرے میں راضی ہوں۔ میں اس قابل نہیں ہوں کہ خود طلب کروں یہ کہہ کر وہ لیٹ گئے۔ جسم کے اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور کوے اور کتے پھر نزدیک آنے لگے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ہٹایا۔ لیکن وہ پھر آ گئے۔ آپ نے جلال کی نظر سے ان کی طرف دیکھا تو سب جل کر راکھ ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنی چادر کو زمین پہ بچھایا اور ٹکڑوں کو جمع کر کے سر پہ رکھ کر اپنی خانقاہ میں لے آئے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا۔ نعش میں بدبو ہو گئی تھی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی طبع مبارک بہت لطیف ہے آپ یہ بدبو نہیں برداشت کر سکیں گے۔ آپ الگ ہو جائیں ہم سب کچھ کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ اس مردے نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ چنانچہ تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی اور وہیں خانقاہ کے اندر آپ کو دفن کیا گیا۔ حضرت غوث الاعظم نے حکم دیا کہ جو شخص میرے پاس آئے پہلے ان کے مزار پر فاتحہ پڑھے اور پھر میرے پاس آئے اور وہ [illegible] پڑھ کر جائے۔ چنانچہ یہ دستور آج تک قائم ہے۔ اس کے بعد [illegible] نے فرمایا کہ یہ ہے عاشقی۔

فلسفۂ معصیت

ایک دفعہ فرمایا کہ دنیا میں معصیت کا وجود بھی ضروری ہے۔ کیونکہ دنیا میں حق تعالیٰ کی شفقت۔ رحمت اور عنایت اس قدر بے پایاں ہے کہ اس کو کونٹرا ایکٹ COUNTERACT اپنی توازن قائم رکھنے کے

Marfat.com

لئے معصیت کا وجود لازمی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ حضرت غریب نواز رح کی درگاہ میں بھی لوگوں کی خرافات۔ خادموں کی بدتمیزی اور نا سزا حرکات میں یہی حکمت ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ کی کائنات میں حسن ہی حسن ہے۔ اور حسن کے لئے خال کا ہونا ضروری ہے۔ معصیت ایک خال ہے۔ جو حسن کی رونق کو دوبالا کر دیتا ہے۔

تقدیر کو کوئی چیز نہیں بدل سکتی مگر دعا

۵۔ رجب ۱۳۶۱ھ

آج صبح حضرت اقدس رح اپنی علالت کا ذکر فرما رہے تھے۔ سیڑھیوں سے گرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اتنے زور سے سر کے بل گرے کہ پہلے کھڑکی میں جا کر سر لگا پھر نیچے آ پڑے اور گرتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ عبدالقیوم صاحب موجود تھے وہ اٹھا کر اوپر لے گئے لیکن نہ تو کوئی چوٹ آئی۔ نہ سر پھوٹا۔ نہ ہڈی ٹوٹی۔ عینک گر گئی تھی۔ رات کا وقت تھا لوگ آتے جاتے رہے۔ اغلب تھا کہ کسی کے پاؤں کے نیچے آ کر ٹوٹ جاتی لیکن وہ بھی صحیح سلامت مل گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گرتے ہی کسی نے گود میں لے لیا اور بے ہوش کر کے عارضی درد وغیرہ کی تکلیف سے بھی محفوظ کر لیا۔ یہاں تک کہ عینک تک کو محفوظ رکھا یہ ایک کرشمۂ قدرت تھا اور اللہ تعالیٰ کو یہ دکھانا مقصود تھا۔ کہ اس قدر زبردست حادثہ میں بچا لیا۔ تو معمولی زکام میں کیوں اس قدر پریشان ہوتے ہو۔ فرمایا گھر والے دو دفعہ امید چھوڑ بیٹھے تھے۔ بس ہم یہ جانتے ہیں کہ موت کا ایک وقت معین ہے نہ ایک ساعت پہلے آ سکتی ہے نہ بعد اپنے وقت مقررہ پر آئے گی۔ اور اس کو کوئی نہ روک سکے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تقدیر کو کوئی چیز نہیں بدل سکتی مگر دعا۔ صرف دعا ہی سے تقدیر بدل سکتی ہے۔ کسی دنیوی اسباب سے نہیں بدل سکتی۔ بزرگ جب بیماری کا علاج کرتے ہیں تو دراصل وہ موت سے بچنا نہیں چاہتے۔ بلکہ اللہ کی پیدا کردہ جڑی بوٹیوں کے اثرات کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے علاج کرنا سنت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہر مومن کی دعا قبول ہوتی ہے لیکن اس کی تین صورتیں ہیں

Marfat.com

ایک یہ کہ دعا ہو بہو قبول ہو جائے یعنی جو کچھ طلب کیا ہے وہ اسی دنیا میں مل جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جو چیز بندہ نے مانگی تھی وہ اللہ کے علم میں اس کے لئے مفید نہ تھی تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں کوئی دوسری نعمت اسی دنیا میں عطا فرما دے تیسری صورت یہ ہے کہ جو دعائیں اس دنیا میں قبول نہیں ہوتیں ان کا ثمرہ آخرت مل جائے گا۔ اور اس کو دیکھ کر سب لوگ خواہش کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری سب دعائیں نامنظور ہوتیں اور سب یہاں کے لئے قبول ہوتیں۔

کم عقلی کی وجہ

۲۱- اپریل ۱۹۴۳ء

آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس دہلی کے موقعہ پر فرمایا کہ دنیا (LUNATIC ASYLUM) پاگل خانہ بنی ہوئی ہے۔ ان لوگوں کی عقل ماری گئی ہے۔ فرمایا "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" عقل بھی ایک نور ہے۔ جتنا جتنا لوگ خدا سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ عقل سے بھی دور ہوتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہونے کی وجہ سے عقل میں زیادتی ہوتی ہے اور دور ہونے سے عقل کم ہوتی ہے۔

روح کی غذا چند نوالے

ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ ڈاکٹر نے صرف آلو اور چاول سے روکا ہے اور ہمیں ان دو چیزوں سے رغبت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے رغبت کی چیز لے لی۔ پارٹی کے ایک دو آدمی کھانا کھا کر تحلیل غذا کے لئے باہر گئے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس قدر کھا لیتے ہیں کہ اسے ہضم کرنے کے لئے ان کو سیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرمایا روح تو اپنی خوراک چند نوالوں سے لے لیتی ہے۔ باقی جس قدر کھایا جاتا ہے موجب فساد ہوتا ہے۔

اقلیت کی حکومت

ایک موقعہ پر فرمایا کہ ہمیشہ اقلیت کی حکومت رہی ہے MAJORITY RULE یعنی اکثریت کی حکومت کا دنیا میں کہیں وجود نہیں ہے۔ فرمایا انگریز اقلیت میں ہیں لیکن ہندوستان پر حکومت کر رہے ہیں۔ جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو اقلیت میں تھے لیکن حاکم بن کر رہے۔ محمد بن قاسم کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی تھے لیکن اتنے بڑے ملک پر حکمران تھا

Marfat.com

شیر جنگل میں ایک ہوتا ہے۔ گیدڑ، بھیڑیئے، ہرن بے شمار ہوتے ہیں لیکن حکومت شیر ہی کی ہوتی ہے۔ فرمایا کائنات میں بھی حکومت اللہ کی ہے۔ جو ایک ہے اور IRREDUCABLE MINORITY (ناقابلِ تخفیف اقلیت) ہے۔ فرمایا پاکستان بھی ہم کو SATISFY (مطمئن) نہیں کرسکتا۔ ہم تمام ملک پر حکومت کریں گے۔ یہ لوگ ہمارے اصول قبول کرکے بھائی بن جائیں یا غلام بن کر رہیں۔ کوئی COMPROMISE (مصالحت) نہیں ہوسکتا۔ فرمایا:۔ COMPROMISE منافقت ہے۔ اور منافقت کفر سے بھی بدتر ہے۔ "درک اسفل منافقین کی جگہ ہے۔ فرمایا اسلام اور کفر کے درمیان COMPROMISE (مصالحت) ہو ہی نہیں سکتا۔ یا مسلمان ہوجائے یا کافر ہے۔ درمیان میں کوئی چیز نہیں ہے کسی نے عرض کیا کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا ہر وقت جذبۂ جانبازی اور قوتِ ایمان کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد اجمیر شریف کی ہندو مسلم شورش ۱۹۲۳ء کا ذکر فرماتے تھے۔

اجمیر شریف کا ہندو مسلم فساد

فرمایا اس سورش میں اگرچہ مسلمان اقلیت میں تھے اور نہتے تھے۔ پھر بھی انہوں نے جلانے کی لکڑیاں وغیرہ ہاتھ میں لے لیں۔ اس ہمت اور جانبازی سے ہندوؤں کا مقابلہ کیا کہ نعشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ جب پولیس ناکام ہوگئی تو فوج بلائی گئی۔ درگاہ شریف کے اندر کافی تعداد میں مسلمان جمع تھے۔ فوج کا کمانڈر انگریز تھا۔ اس نے آتے ہی بلند دروازہ کے سامنے مشین گن لگادی اور گولی چلانے کا حکم دیدیا۔ لیکن کسی ایک شخص کے بھی گولی نہ لگی۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ دونوں ہاتھوں سے دورومال فضا میں ہلا رہے تھے اور گولیاں دروازہ کے دونوں طرف دیوار میں پیوست ہوجاتی تھیں۔ یہ منظر اس فوجی افسر نے بھی دیکھا۔ اور جب وہ فوج کو واپس لے جا رہا تھا تو مسلمانوں نے چھتوں پر سے اینٹ پتھر برسانے شروع کیے اس وقت بھی وہی بزرگ ظاہر ہوئے اور ہاتھوں کا سایہ کیے ہوئے نکل جا نکل جا کہتے ہوئے دھکے دے کر اس افسر کو محفوظ راستہ تک پہنچا دیا۔ جب شہر میں کچھ امن ہوگیا تو وہ انگریز افسر صوفی

Marfat.com

نثار احمد مرحوم کے ہمراہ درگاہ شریف آیا۔ اور ادھر اُدھر حجروں میں کسی کو تلاش کرنے لگا۔ متولی صاحب نے دریافت کیا آپ کو کس کی تلاش ہے۔ کہنے لگا وہ ہم ایک بڈھے کو دیکھتا ہے۔ اس نے ہمارا جان بچایا ہے۔ ہم کو بچانے کا واسطے ہمارا اوپر پتھر رکھا تو اس کا ہاتھ کو پتھر بھی لگا ہے۔ ہم اس کو انعام دے گا۔ اس نے ہمارا جان بچایا ہے۔ متولی صاحب مسکرائے اور اس سے کہا وہ اب آپ کو نہیں مل سکتا۔ وہ خود صاحب مزار تھے۔ اس قسم کے واقعات یہاں بہت ہوتے ہیں۔ وہ انگریز یہ سن کر بہت متاثر ہوا اور یہ ساری باتیں اس نے دوران مقدمہ میں اپنے بیان میں کہیں۔ مثل چیف کمشنر کے دفتر میں اس وقت بھی موجود ہے۔ جس کا جی چاہے جا کر دیکھ لے۔

فنائیت فی الشیخ ارشاد فرمایا ہمارے مولانا صاحبؒ سے کسی نے ایک مرتبہ فنائیت فی الشیخ۔ فنائیت فی الرسول، اور فنائیت فی اللہ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا فنا فی الشیخ کا ہونا ہی فنا الرسول اور فنا فی اللہ ہونا ہے۔ کیونکہ شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہوتا ہے اس لئے جب شیخ میں فنائیت کا مقام حاصل ہو گیا۔ تو فنائیت فی الرسول اور فنائیت فی اللہ خود بخود حاصل ہو گئی۔ اگر پانی کا ایک گلاس سمندر میں ڈال دیا جائے تو کہا جائے گا کہ یہ پانی سمندر میں فنا ہو گیا ہے۔ اگرچہ وہ تھوڑا سا پانی پورے سمندر میں فنا نہیں ہوا۔ سمندر کے ایک چھوٹے سے حصہ میں فنا ہوا ہے۔ اس کے بعد حضورؒ نے پان کی ڈبیہ اٹھا کر فرمایا اگر اس کو سمندر میں ڈال دیں تو جتنا اس کا حجم ہے اتنی جگہ میں فنا ہو گی۔ لیکن اس کو فنا فی السمندر ہونے کا مقام حاصل ہو گیا لہذا فنا ہونے ... ذات کے کسی ایک مظہر کامل میں فنا ہو جانا ذات میں فنا ہو جانا ... بعد فرمایا کہ حسن سنجری رح نے کیا خوب کہا ہے ؎

مور مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد

دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

Marfat.com

برکاتِ مصائب اس کے بعد مصائب کے برکات کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ تکلیف کے وقت میں اپنے قلب میں ایک قسم کی رضا اور خوشی محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں انشراح قلب ہوجاتا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا کہ اس خوشی سے ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں یہ ایک قسم کا چیلنج نہ ہوجائے۔ اور آزمائش نہ شروع ہوجائے۔ حضورؒ نے فرمایا جب مصیبت کے نزول پر شکر اور خوشی کا احساس ہو تو اسے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔ اپنی طرف منسوب کرنا بُرا ہے۔ بس یہی سمجھے کہ مصیبت بھی اُس نے دی ہے اور صبر و شکر اور خوشی بھی اسی نے دی ہے۔

۱۱۔ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

آج دو بجے حضورِ اقدس رح حسب معمول تشریف لائے۔ حضرت شاہ شہید اللہ صاحب۔ حاجی عبدالحق صاحب۔ عبدالسلام صاحب اور احقر حاضر خدمت تھے آتے ہی فرمایا کہ آج کا (DAWN) ڈان دیکھا۔ ٹون (انداز) بدل گیا ہے۔ روم (ROME) پر قبضہ ہوجانے کے بعد حالات تبدیل ہوگئے ہیں۔ فرمایا یہ لوگ مکاری پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جس شخص کو کسی فن میں کمال ہوتا ہے اس کی موت اکثر اسی میں ہوتی ہے۔ شیر کا شکاری اکثر شیر کے ہاتھوں مرتا ہے۔ سانپ کا پکڑنے والا اکثر سانپ کا شکار ہوجاتا ہے۔ فرمایا کہ یہ لوگ مکاری اور ڈپلومیسی میں ماہر ہیں۔ جب فوج سے کچھ نہ ہوسکا تو ڈپلومیسی کو بروئے کار لاتے ہیں۔ اور اس پر وہ ناز کرتے ہیں۔ فرمایا یہ اپنی ڈپلومیسی سے تباہ ہونگے۔ اپنے اس ناز میں ایسا کام کر بیٹھیں گے۔ جس سے تباہ ہوجائیں گے۔

اولیائے کرام کی تصنیفات کے برکات اس کے بعد امام غزالی علیہ الرحمتہ کی کتاب طبِ جسمانی وطبِ روحانی کا درس دیا۔ درس ختم ہونے پر حضرت شاہ شہید اللہ صاحب نے کہا اس کو دو تین مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ آپؒ نے فرمایا دس مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ جس طرح قرآن پڑھتے وقت

Marfat.com

ہر دفعہ معانی اور انکشاف میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح اولیاءِ کرام کی تصنیفات میں بھی وہی برکت ہوتی ہے۔ بار بار پڑھنے سے مدارج طے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کے کلام میں بھی کسی حد تک وہی بات ہوتی ہے۔ فرمایا ایک شخص کو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ۲۳ معراجوں کا علم تھا اور چوبیسویں معراج کا علم نہ تھا۔ ایک دفعہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تذکرۃ الاولیاء وضو کر کے اٹھائی اور پڑھنے لگا۔ بس اسی وقت چوبیسویں معراج کا علم ہو گیا۔ اسے بتایا گیا کہ چونکہ تم نے ایک ولی اللہ کی کتاب کی حرمت کی ہے اس کی برکت سے تمہیں یہ انعام ملا ہے۔ اس کے بعد فرمایا اس قسم کی کتابیں اور بھی ہیں۔

مثنوی گلشن راز

مثلاً مثنوی گلشن راز۔ یہ ایک بزرگ کی لکھی ہوئی ہے۔ اور بہت مختصر کتاب ہے۔ اس کی شرح ایک اور بزرگ نے لکھی ہے۔ جو مرتبہ میں ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ کتاب پڑھنی چاہیے لیکن آجکل ملتا مشکل ہے۔ ہم نے ایک کاپی بہت مشکل سے حاصل کی۔ ایک دفعہ ہمارے مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج کتاب پڑھنے کو جی چاہ رہا ہے۔ کوئی کتاب لا دو۔ میں نے وہی مثنوی اٹھا کر دی۔ دیکھ کر فرمایا۔ ارے اس کی تو ہمیں عرصہ سے تلاش تھی۔ تم نے کہاں سے لی۔ اچھا یہ ہمیں دے دو تم اور لے لو۔ چنانچہ وہ کتاب میں نے حضور کی خدمت میں پیش کر دی اور ہم نے محمد حسین سے کہا کہ ایک اور نسخہ تلاش کر دو۔ ان کے کسی دوست کے گھر میں کاغذوں اور کتابوں کے ڈھیر کے اندر وہ کتاب مل گئی۔

اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ حاجی صاحب نے آج غنیۃ الطالبین حاصل کر لی ہے۔ حاجی صاحب نے کہا کہ ترجمہ بہت خراب ہے۔ آیات [illegible] بھی ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ فرمایا پنجاب میں بھی یہی حال ہے [illegible] کتاب کو خراب کر دیتے ہیں۔ ابن جوزی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تلبیس ابلیس ہے۔ اس میں انہوں نے تمام فرقوں کے نقائص بیان کئے ہیں۔ علماء و فقہاء کے علاوہ صوفیائے کرام پر بھی نکتہ چینی کی ہے۔ اور حضرت

Marfat.com

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی الزام لگایا ہے۔ جن کے وہ ہم عصر تھے۔ ابن جوزی نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حکم فرمایا کہ اس کے کوڑے لگاؤ۔ جب وہ بیدار ہوا تو کوڑوں کے نشان جسم پر موجود تھے اور درد بھی محسوس ہو رہا تھا۔ فوراً توبہ کی اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ کی خدمت میں جا کر مرید ہو گئے اور تصوف کی حمایت میں بہت کتابیں لکھی ہیں اور اکابر اولیاء میں سے ہوئے ہیں۔ اب لاہور میں اسی کتاب تلبیس ابلیس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور غیر مقلد لوگ اسی کتاب کو صوفیائے کرام کی مخالفت میں استعمال کر رہے ہیں۔ اور یہ کسی کو نہیں بتاتے کہ اس کے بعد وہ تائب ہو گئے۔ اور بہت سی کتابیں اس کی تردید میں لکھیں۔

ترجمہ قرآن بغیر متن

اس کے بعد حاجی صاحب نے کہا کہ آجکل لاہور میں ترجمہ بغیر متن کا سوال اٹھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ بالکل غلط ہے ترجمہ بغیر متن بہت نقصان دہ ہے۔ قرآن شریف کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اور آج تک اس میں زیر زبر کا فرق نہیں ہوا۔ لیکن توریت اور انجیل میں تحریف اس وجہ سے ہوئی کہ متن کے بغیر ترجمہ کیا گیا۔ فرمایا اصل چیز تو متن ہے قرآن شریف کا ایک ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں صرف متن ہی سے مل سکتی ہیں۔ ترجمہ سے نہیں۔ فرمایا بعض لوگ ایک صفحہ پر متن اور دوسرے پر ترجمہ لکھ دیتے ہیں۔ یہ بھی غلط طریقہ ہے۔ ترجمہ بین السطور ہونا چاہیئے تاکہ ہر شخص غلطی کو دیکھ کر درست کر سکے۔ اگر متن الگ اور ترجمہ الگ ہے تو مقابلہ کرتے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے۔ نیز فرمایا کہ آجکل کتابوں کے ترجمہ میں دھوکا ہو گیا ہے۔ عبارات نکال دینے کے علاوہ ترجمہ کرنے والے متن کے مفہوم کو بالکل بگاڑ دیتے ہیں اور ترجمہ کرتے وقت ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جن سے معنی مختلف ہو جاتے ہیں۔

اولیاء کی خدمت میں حاضری کے آداب

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء کرام کی خدمت میں بغیر اجازت نہیں جانا چاہیئے۔ جب ایک معمولی افسر کے پاس آدمی بغیر اجازت نہیں جا سکتا تو اولیاء کرام سے

Marfat.com

سامنے کس طرح جا سکتا ہے۔ فرمایا ایک دفعہ ایک بزرگ اپنے مقام پر بیٹھے تھے اور دروازہ پر پہرہ دار کھڑا تھا۔ جو بغیر اجازت کسی کو اندر آنے نہیں دیتا تھا۔ ایک صاحب آئے۔ دربان نے انہیں روکا۔ اور شیخ سے اجازت حاصل کر کے انہیں اندر جانے دیا جب وہ شیخ کی خدمت میں پہنچے تو کہنے لگے کہ ؎

در درویش را درباں نہ باید (یعنی درویش کے در پر دربان نہیں ہونا چاہئے)

انہوں نے فی البدیہہ جواب دیا۔ ؎

بباید تا سگ دنیا نیاید (یعنی ہونا چاہئے تاکہ دنیا کا کتا نہ آسکے)

۱۳۔ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

آج سہ پہر بعد درس طب جسمانی اور طب روحانی حضرت اقدس نے حضرت شاہ شہید اللہ صاحب سے فرمایا کہ آج کچھ سمجھ میں آیا؟ انہوں [illegible] سمجھ میں آگیا ہے۔ فرمایا جو شخص دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ اس کے جسم کو دریا کا پانی اس قدر چھوتا ہے جتنا اس کے جسم کا محیط ہے۔ اب اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ [illegible] اس کے جسم سے لگے تو کسی اور جگہ غوطہ لگائے۔ اسی طرح [illegible] کچھ نہ کچھ پانی اس کے جسم کو لگتا رہے گا لیکن دریا ختم نہیں ہوگا۔

فقیری آسان شیخت مشکل

اس کے بعد فرمایا کہ فقیری آسان [illegible] مشکل ہے۔ فقیر جہاں چاہے [illegible] جنگل میں چلا جائے۔ شہر میں آجائے۔ اللہ میاں سے [illegible] لیکن شیخ کا کام بہت مشکل ہے۔ [illegible] بات یہ ہے کہ اپنے مریدین کے قلوب سے [illegible] نیچے اترنا پڑتا ہے۔ اور پھر اوپر جانا پڑتا ہے۔ [illegible] رہتے ہیں۔ اور غلیظ اور بدبو دار قلوب کو دھونے [illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ڈرائنگ روم سے نکل کر [illegible] باورچی خانہ یا غسل خانہ میں چلا جائے۔ شیخ کو نیچے [illegible]

Marfat.com

ہے۔ ورنہ بلند مقام پر رہ کر مرید کی صفائی نہیں کر سکتے۔ جیسے ایک دراز قد آدمی جب چھوٹے بچے کو اوپر اٹھاتا ہے تو اسے نیچے جھکنا پڑتا ہے۔

موسیقی کا اثر

ایک موقعہ پر فرمایا کسی کے ہاں گانے کا انتظام تھا بہت سی طوائفیں آئی ہوئی تھیں۔ ایک دن صاحب خانہ نے سب کو مل کر گانے کے لئے کہا۔ جب سب نے مل کر گانا شروع کیا تو خیمہ میں آگ لگ گئی اسی طرح کلیر شریف میں بھی ہمارے سامنے ایک خیمہ جل گیا۔

فرمایا ایک دفعہ الور میں ہم مسعود شاہ کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ وہ ہمارا وسط کا زمانہ تھا۔ بارہ بجے رات کو اگر گانا سننے کا خیال آجاتا تو بھوک سے زیادہ تکلیف ہوتی تھی۔ ایک رات میں نے شاہ صاحب سے کہا کہ آج کچھ حالت خراب ہو رہی ہے گانا سنوا دیجئے۔ انہوں نے کہا یہاں راجہ کے قوال ہیں اگر وہ کسی کے ہاں جائیں تو راجہ ان سے ناراض ہوتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ان کے مکان پر چلے چلیں اور وہیں گانا سن لیں گے۔ چنانچہ ہم ان کے مکان پہ گئے۔ وہ سب سوئے ہوئے تھے۔ انہیں جگایا اور گانے کے لئے کہا۔ انہوں نے فوراً قوالی شروع کر دی۔ ہم نے کہا ہم یہ نہیں سنتے۔ تم اپنے ہنر کی چیز سناؤ۔ چنانچہ انہوں نے پکے راگ شروع کئے۔ اور خوب گائے۔ ہم نے کہا یہ ہنر ساتھ نہ لے جانا کسی کو بتا کر جانا اس نے کہا۔ حضرت یہ میرا لڑکا ہے۔ اس کو بھی بتانے کو جی نہیں چاہتا۔ اگلے زمانہ میں عمر بڑی ہوتی تھی۔ آرام کا سامان مہیا ہوتا تھا۔ غذا اچھی ملتی تھی۔ لہذا ایک ایک سُر سات سات سال تک نکالا کرتے تھے۔ اور اس کا اثر بھی ہوتا تھا۔ جنگل میں کہیں شیر مل جاتا تو جیسے اس نے "سا" کہا شیر بھاگ گیا۔ کوئیں سے پانی نکالنا ہوا رسی ڈول نہیں ہے "سا" کہا اور پانی خود بخود اوپر آگیا۔ فرمایا یہ صرف CONCENTRATION (جماؤ) کی بات ہے۔ خدا تو ہر جگہ موجود ہے۔ جو کام رغبت اور لگاؤ سے کیا جائے اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

فرمایا اسی طرح ناچ ہے۔ یہ تمام کائنات ناچ رہی ہے "کن" کی آواز

Marfat.com

کے بعد کائنات ڈانس (DANCE) میں آ گئی۔ اگر دنیا سے الگ ہو کر ایک طرف کھڑے ہو جاؤ اور دنیا کا تماشہ دیکھو تو تمام حرکات ایک عجیب ناچ ہیں۔ ناچ حرکت (MOVEMENT) کا حسن ہے میوزک (موسیقی) آواز کا حسن ہے اور شاعری کلام کا حسن ہے۔ وہی حسن ہے۔ "اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّ یُحِبُّ الْجَمَال" عارف ہر چیز کو دیکھ کر وجد میں آجاتا ہے۔ اور خشک مزاج مولوی ہر چیز کو دیکھ کر جل بھن جاتا ہے۔ یہاں پر اکبر الہ آبادی کا ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے "اے فلاسفر تو بھی کائنات کو دیکھتا ہے اور میں بھی دیکھتا ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تو دیکھتا ہے اور سوچتا رہتا ہے اور میں دیکھتا ہوں اور وجد میں آجاتا ہوں"

فرمایا ہندوستان ہمیشہ روحانیت کا مرکز رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام یہاں ہی میں اترے اسی وجہ سے جنوبی ہندوستان میں جھاڑیوں وغیرہ کے پتوں میں ایک خوشبو پائی جاتی ہے۔ اور یہ وہی خوشبوئیں ہیں جو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے۔

اسم رحیم کی تعریف

ایک دفعہ فرمایا کہ لفظ رحیم کی تعریف صوفیائے کرام اس طرح کرتے ہیں۔ کہ اگر ایک چیز کسی عام آدمی سے مانگو تو وہ ضرور تنگ دل ہوگا۔ اگر کوئی بہت نیک دل انسان ہے تو تنگ دل تو نہیں ہوگا بلکہ وہ چیز دے کر خوشی محسوس کرے گا۔ لیکن رحیم کے یہ معنی ہیں کہ اگر اس سے نہ مانگیں تو ناراض ہوتا ہے۔

خدمت خلق

ایک موقع پر فرمایا کہ دنیاوی کاروبار میں انسان کو [illegible] کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اگر دو پیشے [illegible] ہے۔ اور خدمت کا موقع کم ملتا ہے۔ اور اگر دوسری [illegible] اور تنخواہ کم ہے۔ مثلاً ڈاکٹر وغیرہ کا عہدہ تو وہی کم [illegible] دنیا میں مسلمان کا مشغلہ خدمت خلق ہونا چاہیے مسلمان [illegible]

طریقت بجز خدمت خلق نیست
به تسبیح و سجادۂ و دلق نیست

Marfat.com

حفظ مراتب ایک موقعہ پر فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رح کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک مست ہاتھی آرہا تھا اور مہاوت چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ ہٹ جاؤ مست ہاتھی آرہا ہے۔ ایک گرو کا چیلا راستے میں جا رہا تھا۔ اس نے مست ہاتھی کو دیکھ کر کہا "وہی تو ہے" اور نزدیک سے گذرا۔ ہاتھی نے اسے سونڈ سے پکڑ کر پاؤں کے نیچے روند ڈالا۔ جب لوگوں نے گرو سے جا کر کہا تو اس نے چیلے کو گالی دے کر کہا کہ اس کا حشر ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس نے یا "مضل" کے مظہر کو تو دیکھا۔ لیکن یا "ہادی" کا مظہر جو اوپر بیٹھا خطرہ سے متنبہ کر رہا تھا اس کی پرواہ نہ کی۔ فرمایا ع

کافر نشدی لذت ایماں چہ شناسی

کے یہی معنی ہیں۔ ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ پر الگ حکم رکھتی ہے۔ مولانا جامی رح فرماتے ہیں سہ

ہر مرتبہ ز وجود حکمے دارد
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

فرمایا۔ ایک دفعہ ایک بزرگ نے لوگوں سے کہا کہ کائنات میں کسی غیر کا وجود نہیں ہے۔ سب کچھ وہی ہے۔ لوگوں نے پاخانہ لاکر آپ کے سامنے رکھا کہ اگر سب کچھ وہی ہے۔ تو اسے کھا لیجئے۔ انہوں نے کہا ہاں لے آؤ۔ چنانچہ وہ خنزیر کی صورت میں تبدیل ہو گئے اور اسے مزہ سے کھا لیا اور پھر اپنی صورت میں آگئے ہر جانور کے لئے اپنی اپنی خوراک ہے۔ اور پاخانہ خنزیر کی مرغوب غذا ہے۔ فرمایا اسی طرح ہر ایک چیز کا الگ الگ مقام ہے۔ اور الگ الگ مرتبہ ہے ہر چیز کو اسی اعتبار سے دیکھنا چاہیئے۔

علم غیب ایک دفعہ علم غیب کا ذکر ہو رہا تھا۔ فرمایا کہ بزرگ بھی عجیب عجیب باتیں کہہ دیتے ہیں۔ ایک دن مولانا اشرف علی تھانوی رح سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا "ارے بھائی جسے تم علم غیب کہتے ہو وہ علم غیب تو اللہ کو بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

علم غیب کے معنی یہ ہیں کہ اس چیز کا علم جو غیب ہے - اب اللہ سے کونسی چیز غائب ہے - فرمایا جو بزرگ مستقبل کی باتیں بتاتے ہیں تو وہ بھی لوح محفوظ پر دیکھ کر بتاتے ہیں وہ علم غیب تھوڑا ہی ہے - لندن میں ایک لڑکی تھی - جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جاتی تھی تو لوگ اس سے جا کر دریافت کرتے تھے - وہ بتا دیتی تھی کہ کہاں پڑی ہے ایک شخص ہندوستان سے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس (گول میز کانفرنس) میں شریک ہونے کے لئے لندن گئے ہوئے تھے - ان کے کچھ ضروری کاغذات گم ہو گئے انھوں نے جا کر اس لڑکی سے دریافت کیا اس نے کہا کہ ہندوستان میں تمہارے گھر کے اندر فلاں کمرے میں اور فلاں بکس میں کپڑوں کی تہہ میں پڑے ہوئے ہیں - جب وہ ہندوستان واپس آئے تو پہلا کام یہی کیا کہ گھر جا کر وہی کمرہ اور وہی بکس کھولا - کپڑوں کو اٹھا کر دیکھا تو کاغذ موجود تھے - اس آدمی نے مجھ سے کہا کہ دیکھئے مشرک لڑکی کو بھی علم غیب ہے - میں نے کہا بھائی وہ علم غیب کہاں ہے - اس نے تو دیکھ کر بتایا ہے یہ جو قرآن شریف میں ہے کہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ط (اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم چونکہ لامحدود ہے - اس کا احاطہ کرنا تو نہایت بعید ہے - لیکن دل کی آنکھیں کھل جانے کے بعد اگر ارواح اور فرشتے وغیرہ نظر آنے لگیں تو اس میں کیا مضائقہ ہے -

سماع اس کے بعد فرمایا کہ دیوبند کے ایک بزرگ کا یہ حال تھا ایک دفعہ گاڑی میں سفر کر رہے تھے - اتفاقاً مولانا محمد حسین [illegible] کی ایک چوکی بھی سفر کر رہی تھی - قوالوں نے جب دیکھا [illegible] صاحب یاد آ گئے - اور غمگین ہوئے - ان [illegible] عرض کیا کہ حضرت وہ دن تھے کہ آپ کے پیر بھائی ہم سے سنا کرتے تھے اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کریں - فرمایا اچھا - جب انھوں نے گانا شروع کیا تو بہت رقت طاری ہوئی اور سخت بے قرار ہوئے - اس کے بعد فرمایا کہ یہی وجہ تھی کہ ہمارے شیخ نے ہمیں سماع سے منع فرمایا

Marfat.com

تھا۔ کیونکہ ہم میں قوت برداشت نہیں۔

سماع کسی سلسلہ میں ممنوع نہیں

اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ حضور اس کی کیا وجہ ہے کہ دوسرے سلسلوں کے مشائخ سماع کو حرام سمجھتے ہیں۔ فرمایا سماع کو کوئی حرام نہیں سمجھتا۔ اس میں سب متفق ہیں صرف علماء ظواہر میں اختلاف ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے امام حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رح کا مقولہ ہے کہ " نہ انکار می کنم نہ ایں کار می کنم " یعنی نہ مجھے سماع سے انکار ہے اور نہ سماع سنتا ہوں۔ ان کے سماع نہ سننے کی وجہ یہ ہے کہ نسبت نقشبندیہ میں خاموشی ہے وہ سب کام خاموشی سے کرتے ہیں اور اسی میں ان کے مدارج طے ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نسبت نقشبندیہ کا تعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اور آپ فطرتاً بہت خاموش تھے۔ اس لئے سلسلہ نقشبندیہ میں خاموشی اختیار رکھی جاتی ہے اور شور و شغب موافق نہیں آتا۔ اس کے برعکس نسبت چشتیہ میں ذوق و شوق اور جوش و خروش ہے۔ خوب گانا سنتے ہیں اور رقص کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح سے کسی نے دریافت کیا کہ نسبت نقشبندیہ اور نسبت چشتیہ میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کہ نقشبندیوں کا نشہ افیون کی پینک کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن چشتیوں کا نشہ شراب کا سا نشہ ہے۔ یہ ہے نقشبندی حضرات کا سماع کے متعلق خیال۔

حضرت غوث اعظم رح اور سماع

اب رہا سلسلہ قادریہ۔ قادریہ سلسلہ کے امام حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں آداب سماع پر ایک باب لکھا ہے۔ (حاجی عبد الحق صاحب نے اسی شام کو کتاب بازار سے خریدی۔ پہلے دن جلدی میں وہ باب نہ ملا۔ لیکن دوسرے دن مل گیا۔) اس کے بعد فرمایا کہ امام محمد غزالی رح کے بھائی امام احمد غزالی نے ایک رسالہ لکھا ہے (وہ رسالہ احقر کے پاس موجود ہے) اس میں آپ نے لکھا ہے کہ سماع فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور جس شخص نے سماع کو حرام کہا اس نے فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام کہا۔ اور فعل رسول کو حرام کہنے والا بالاتفاق کافر ہے۔[۵]

[۵] یہ بحث بڑی تفصیل سے سلسلہ سہروردیہ کے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصنیف عوارف المعارف میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ بحث کی گئی۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رح اور سماع

فرمایا حضرت امام ابوحنیفہ رح کے پڑوس میں ایک گویا رہتا تھا۔ جس کا نام عبداللہ تھا اور جو آخیر رات میں گانا گایا کرتا تھا۔ اور اکثر ایک شعر گایا کرتا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اس دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے۔ ایک دفعہ اس کا گانا بند ہوگیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس کو کیا ہوا آجکل گانے کی آواز نہیں آرہی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کو کوتوال پکڑ کرلے گیا ہے۔ اور اب وہ جیل خانہ میں ہے۔ یہ سن کر آپ جیل خانہ میں گئے۔ اور داروغہ جیل سے کہا کہ عبداللہ کو رہا کردو۔ داروغہ جیل حضرت امام صاحب رح کا اس قدر احترام کرتا تھا کہ یہ بھی نہ دریافت کیا کہ کس عبداللہ کی رہائی مطلوب ہے جیل خانہ میں جتنے عبداللہ نام کے تھے سب کو رہا کردیا۔ چنانچہ رہا ہونے کے بعد وہ گویا امام صاحب رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا پھر تو تم نہیں گاؤ گے کہ دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اگر حضور چاہیں تو بندہ مکان پر حاضر ہوکر اپنا گانا سنایا کرے۔ آپ نے فرمایا بس تم اپنے گھر پر گالیا کرو۔ امام صاحب کے اسی فعل سے حنفیوں نے سرودِ ہمسایہ کو حلال ٹھہرایا ہے۔

امام احمد حنبل رح اور سماع

فرمایا حضرت امام احمد بن حنبل رح کا ایک لڑکا تھا۔ اسے گانا سننے کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ شہر میں ایک بڑا ماہر فن گویا آیا جو اخیر رات میں ستار بجایا کرتا تھا۔ اب ان کے دل میں اس گویے سے ستار سننے کا شوق پیدا ہوا۔ رات کو باہر اس لیے نہیں جا سکتے تھے کہ والد صاحب ناراض ہوں گے۔ اور گھر پر اس لیے نہیں بلا سکتے تھے کہ والد صاحب گھر پر خود موجود [illegible] آخر کار جب شوق نے بہت مجبور کیا تو گویے کو مکان پر بلا لیا اور [illegible] کسی کو خبر نہ کی۔ پچھلی رات بالاخانہ پر اسے لے گئے اور [illegible] اس سے کہا کہ آہستہ آہستہ اپنا ستار بجاؤ۔ اس نے آہستہ آہستہ شروع کیا اور آپ سنتے رہے لیکن جیسے جیسے وقت بڑھتا گیا۔ تو خود بھی جوش میں آکر [illegible] بولنے لگے اور گویا بھی بے خود ہوگیا۔ غرضیکہ خوب شور مچ گیا اور خوب مجلس گرم رہی۔ کچھ دیر کے بعد انہیں خیال ہوا کہ

Marfat.com

کہیں امام صاحب بیدار نہ ہو جائیں۔ جونہی نیچے جھانکا کیا دیکھتے ہیں کہ امام صاحب رح رقص کر رہے ہیں۔ سماع چونکہ تھوڑی دیر کے لئے بند ہو گیا تھا امام صاحب رح نے پکار کر کہا ارے بند مت کرو جاری رہنے دو۔ امام صاحب کے لڑکے نے کہا۔ حضرت آپ تو منع فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ایسی چیز سے کب منع کرتا ہوں۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت عمر رض کو گانا سن کر وجد آگیا تھا۔

۱۴ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

ماضی اور حال کے مجاہدہ میں فرق

آج بعد دوپہر حضرت اقدس رح حضرت مولانا فخر رح کی سوانح حیات کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ تم لوگ افسوس کرتے ہو گے کہ اس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ پہلا زمانہ کتنا اچھا تھا۔ کثرت سے مشائخ موجود تھے اور روحانیت و عرفاں کا دور دورہ تھا۔ لیکن تم کو معلوم نہیں کہ اس زمانہ میں مجاہدہ بھی بہت سخت لیا جاتا تھا۔ فرمایا حضرت مولانا فخر رح کی خدمت میں ایک شخص جن کا مولوی عبداللہ نام تھا اور چند اور لوگ بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ آپ نے لنگر خانہ میں کہلوا دیا کہ انہیں کھانے کو کچھ نہ دیا جائے۔ دو تین دن کے فاقہ کے بعد باقی سب لوگ رخصت ہو گئے۔ صرف مولوی عبداللہ رہ گئے۔ اسی طرح پانچ روز گذر گئے اور کھانے کو کچھ نہ ملا۔ اب بھوک کے مارے ان کا برا حال ہو گیا۔ پانچویں روز باہر سے کچھ کھانا آیا اور حضرت نے انہیں اپنے پاس بلوا بھیجا۔ بہت خوش ہوئے کہ اب کھانا ملے گا۔ آپ نے ان کے سامنے کھانا دوسرے لوگوں کو تقسیم کر دیا اور ان کو کچھ نہ دیا۔ حضرت کو خربوزہ بہت پسند تھا۔ خربوزہ کھا کر چھلکے باہر صحن میں پھینک دیئے مولوی عبداللہ کو خیال آیا کہ رات کو جب سب لوگ سو جائیں گے تو یہ چھلکے کھا کر پیٹ بھر لوں گا۔ ادھر حضرت رح نے انہیں بلا کر کہا کہ ایسا نہ ہو کوئی چھلکوں پر پھسل جائے ان کو اٹھا کر کہیں دور پھینک دو۔ ان کی روشن ضمیری دیکھ کر ان کا اعتقاد پختہ ہو گیا۔ اور انہوں نے دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ خواہ مر جاؤں یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا۔ سات روز گزر جانے کے بعد حضرت رح نے اسے بلا کر اپنے ساتھ کھا

Marfat.com

کھلایا اور داخل سلسلہ فرمایا۔ اور سلوک تمام کرنے کے بعد انہیں خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم لوگ یہ کب برداشت کر سکتے ہو۔ تمہارے لئے یہی زمانہ اچھا ہے۔ اس زمانہ میں لوگ کمزور۔ کم ہمت اور کم عمر ہوتے ہیں اس لئے مجاہدہ بھی اتنا سخت نہیں لیا جاتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالحق ردولوی رح کا ایک مرید تھا۔ جن کا نام بختیار تھا وہ بھی آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے انہیں بلاکر کہا یہاں کنواں کھود دو۔ کھودنے کے لئے سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ دریافت نہ کیا کہ سامان وغیرہ کہاں سے لاؤں۔ جیسے ہی حکم ملا عرض کیا بہت اچھا اور کام شروع کر دیا کنواں کھود کر حضرت کو اطلاع دی تو حضرت نے فرمایا کہ اچھا اب کنواں بند کر دو۔ اتنی محنت سے تن تنہا انہوں نے کنواں کھودا تھا۔ جب بند کرنے کا حکم ملا تو یہ بھی نہ کہا کہ اگر بند کرنا مقصود تھا تو کھدوایا کیوں گیا۔ فوراً بند کر کے زمین ہموار کر دی۔ جب یہ کام مکمل ہوگیا تو اسی میں ان کی تکمیل ہوگئی۔ اس کے بعد فرمایا۔ اصل بات CONCENTRATION (جماؤ) ہے۔ ان کی تمام توجہ کنواں کھودنے پر تھی۔ اور شیخ کی توجہ ان پر تھی دونوں اپنا کام کر رہے تھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت نظام الدین بلخی رح کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوا۔ آپ نے اسے پانی بھرنے کی خدمت سپرد کی۔ بس وہ ہمیشہ یہی کام کرتا رہتا تھا اور کچھ نہیں کرتا تھا۔ ایک عرصہ کے بعد اسے رخصت کر دیا۔ اور فرمایا بس جاؤ تمہارا کام ہوگیا۔ اب وہ حیران تھے کہ ہم نے تو کچھ نہیں کیا اور نہ کچھ حاصل ہی ہوا ہے کیا کروں۔ خیر تعمیل حکم [illegible] ہو لیا اب ہر منزل پر اس کا ایک مقام طے ہوتا گیا۔ بلخ ہندوستان سے بہت دور ہے جب گھر پہنچا تو تکمیل ہوگئی۔ فرمایا یہ بھی "CONCENTRATION" کی بات ہے۔ بس اسے ایک کام میں لگا دیا۔ جب توجہ ایک جگہ جم گئی تو شیخ نے اپنا کام کر دیا۔

حضرت مولانا فخرؒ اور انکے خلفاء

فرمایا کہ حضرت مولانا فخر رح سے بہت

Marfat.com

خلفاء تھے۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی رح (بہاولپور) بھی آپ کے خلیفہ ہیں پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی رح کے ذریعے پھیلا ہے۔ فرمایا مولانا فخر رح کے ایک اور خلیفہ جے پور میں ہیں جن کا اسم گرامی مولانا ضیاء الدین رح ہے۔ جے پور میں اسلام ان کے ذریعے پھیلا ہے۔ اس سے پہلے جے پور میں مسلمان کم تھے۔ اذان دینے کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ اذان کو وہ لوگ منحوس سمجھتے تھے منحوس اس لیئے کہ جہاں اذان ہوتی تھی ان کا کفر رخصت ہو جاتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین رح شہر میں گئے اور ایک جگہ ٹھہر کر اذان دی اور اکیلے نماز پڑھ لی۔ چنانچہ یہی ان کا دستور رہا۔ ہندوؤں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ راجہ کو رپورٹ کی گئی۔ راجہ سمجھ دار تھا۔ اس نے کہا فقیروں کو چھیڑنا اچھا نہیں انہیں اپنے حال پہ رہنے دو۔ ایک دفعہ رانی پہ آسیب کا اثر ہوا۔ اور پنڈتوں نے راجہ سے کہا کہ اب اس فقیر کے آزمانے کا وقت ہے۔ راجہ نے کہا اچھا رانی کو وہاں بھیجتے ہیں۔ انہوں نے کہا حضور بھیجنا کیا یہیں بلوا لیجیئے۔ راجہ نے کہا نہیں یہ بے ادبی ہے۔ رانی کو ان کے ہاں بھیجیں گے۔ رانی ان کے مکان پہ گئی۔ آپ نے اس کے کان میں اذان دی اور وہ اچھی ہو گئی۔ راجہ زیادہ معتقد ہو گیا۔ اور کبھی کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ ایک دفعہ وہ دیوی کی پوجا کے لیئے جا رہا تھا۔ مولانا صاحب کا مکان راستہ میں تھا۔ تھوڑی دیر کے لیئے آپ کی خدمت میں جا کر بیٹھا اور پھر اجازت طلب کی۔ مولانا صاحب نے فرمایا جاتے کہاں ہو تھوڑی دیر اور بیٹھو۔ اس نے کہا دیوی کے درشن کے لیئے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ دیوی جی یہیں آجاتی ہیں۔ میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں جیسے ہی انہوں نے وضو کرنا شروع کیا۔ راجہ نے دیکھا کہ دیوی پانی کا لوٹا ہاتھ میں لے کر ان کو وضو کرا رہی ہے۔ اسی طرح اس نے آپ کے پاؤں پہ پانی ڈالا اور وضو پورا کر کے جب آپ نماز میں مشغول ہوئے تو وہ بیٹھ گئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے راجہ سے فرمایا دیکھ لیا تم نے دیوی کو۔

حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اس طرح اسلام پھیلایا ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت مولانا فخر رح کے ایک اور خلیفہ ہیں۔ جن کا اسم گرامی مولانا شمس الدین ہے۔ اور اجمیر شریف میں درگاہ شریف کے اندر چار یاروں میں ان کا مزار ہے۔ اجمیر شریف سے باہر ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ شہر کے اندر اس لئے نہیں رہتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی وقت بے وضو ہو جائیں یا کوئی بے ادبی سرزد ہو۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے درگاہ شریف میں دفن کرنا۔ جب ان کا وصال ہوا تو اسوقت اجمیر شریف کے گرد و نواح میں طاعون پھیلا ہوا تھا اور باہر سے آنے والے جنازوں کا داخلہ بند تھا۔ چنانچہ آپ کا جنازہ شہر کے دروازہ پر روک دیا گیا۔ آپ کے مریدین لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جب جھگڑا بڑھنے لگا تو آپ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ یار زندوں کو بھی اندر نہیں جانے دیتے۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے کہ تم لوگوں نے ہمارے ساتھ مذاق کیا ہے۔ آپ زندہ کو پلنگ پر لٹا کر لے آتے ہو۔ چنانچہ وہ پھر پلنگ پر لیٹ گئے۔ اور جنازہ اندر لے جاکر آپ کو درگاہ شریف کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

۲۱- رمضان المبارک ۱۲۶۲ھ

یقین

ارشاد فرمایا کہ یقین بہت ضروری چیز ہے۔ تمام ریاضات و مشاغل یقین حاصل کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ سلطان بایزید بسطامی سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے تیس برس میں کیا کیا ریاضتیں کیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری ادنیٰ ریاضت کا تم یقین نہیں کرو گے اور اگر اعلیٰ ریاضت کی کیفیت بیان کروں تو تم سن نہیں سکو گے۔ اس نے عرض کیا اچھا ادنیٰ ریاضت ہی بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میرے نفس نے پلاؤ کھانے کی خواہش کی لیکن میں اس کی مخالفت کرتا رہا۔ جب نفس نے بہت تقاضا کیا تو میں نے کہا اچھا تیری یہ خواہش پوری کئے دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ اور کوئی خواہش نہ کرو گے۔ جب نفس نے مان لیا تو میں نے پلاؤ پکوایا اور نفس سے کہا اب کھا جتنی تیری مرضی ہو۔ پلاؤ کھانے کے بعد نفس نے کہا پانی۔ میں نے کہا خبردار اب کوئی خواہش نہیں کرنا۔

Marfat.com

تیرے ساتھ شرط ہوئی ہے۔ چنانچہ میں نے سال بھر اپنے نفس کو پانی نہ دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رح فرماتے ہیں کہ ان مجاہدات کے بعد مجھے "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" کا یقین حاصل ہوا۔ اگر شروع ہی میں اسی بات کا یقین کر لیتا تو تیس سال اس قدر سخت مجاہدات نہ کرنے پڑتے۔ اس کے بعد حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ بس یقین کی ڈگری کے مطابق انکشاف ہوتا ہے۔ جس کو "نَحْنُ اَقْرَبُ" کا یقین ہے۔ اس کا کام فوراً ہو جاتا ہے۔ فرمایا مراقبہ یقین پوری قوت سے کرنا چاہیے بس پورا یقین کر کے مراقبہ پر جانا چاہیئے۔ فرمایا ہمارے مولانا صاحب ایک دفعہ حج پر صرف ایک چادر عصا اور تسبیح لے کر روانہ ہوئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس دفعہ جس قدر آرام حاصل ہوا پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ حالانکہ بیسیوں آدمی ساتھ ہوا کرتے تھے۔

یوم کی تعریف

فرمایا "كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ" میں یوم کے معنی تجلی کے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر تجلی میں نئی شان ہے دن کبھی تو سورج کی تجلی کی ایک جھپنک کا نام ہے۔

شریعت کی زکوٰۃ اور طریقت کی زکوٰۃ

فرمایا کہ شریعت کی زکوٰۃ چالیس روپیہ پر ایک روپیہ ہے اور طریقت کی زکوٰۃ چالیس روپے پر اکتالیس روپے ہے۔ ایک روپیہ اس بات کا جرمانہ ہے کہ اتنا روپیہ جمع کیوں کیا۔

جھوٹا خواب بیان کرنا اللہ پر جھوٹ بولنا ہے

۲۲۔ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

آج امام غزالی رح کی کتاب طب جسمانی و طب روحانی کے درس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر رض کا مقولہ ہے کہ خواب اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہے۔ اور جھوٹا خواب بنا کر بیان کرنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ سے ہم کلام ہوتا رہتا ہے کبھی خواب کے ذریعے اور کبھی کسی دوسرے آدمی کی وساطت سے۔ بس شک کو دل میں جگہ نہیں دینی چاہیے اور ہمیشہ پختہ یقین رکھنا چاہیئے۔ وہ تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ

Marfat.com

اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ جو بات دریافت کرنی ہو اسی سے دریافت کرو۔ نجومیوں فال بینوں۔ اور قیافہ والوں کے پیچھے نہیں دوڑنا چاہیے۔ اسی ایک کے دروازے پر بیٹھ جانا چاہیے۔ بس دل میں یہ کہے کہ یہاں سے ہرگز نہیں اٹھیں گے۔ کھانا نہیں کھائیں گے۔ بھوکے مر جائیں گے۔ لیکن یہ در نہیں چھوڑیں گے۔ اگر سالک اس استقلال سے کام لے تو پردہ بہت جلد اٹھ جاتا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ ہر وقت انسان سے ہم کلام رہتا ہے۔ صوفیائے کرام کا مقولہ ہے کہ ذات وصفات میں تعطل نہیں ہے۔ کلام بھی ایک صفت ہے۔ اس لئے اس کا کلام بھی ہر وقت جاری ہے۔ بس دل میں یہی مراقبہ کر کے بیٹھ جائے تو ہم کلامی نصیب ہو جائے گی۔ اور اس بات کا شک دل میں نہ آنے دینا چاہیے کہ پردہ اٹھے گا یا نہیں اٹھے گا۔ بس یقین محکم سے جم کر بیٹھ جائے۔ خود بخود پردہ اٹھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ یعنی میں اپنے بندے کے خیال کے مطابق اس سے معاملہ کرتا ہوں۔

رمضان کی چوبیسویں شب کا ورد

فرمایا کل چوبیسویں شب ہے۔ بعد مغرب "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ہر دو سورتوں کا ورد رکھنا چاہیے۔ تراویح کے بعد بھی پڑھتے رہو حتیٰ کہ پڑھتے پڑھتے سو جاؤ۔ سال بھر اس کا اثر رہتا ہے۔ موذی جانور، جادو اور آسیب سے امان ملتی ہے اور خطرات و وساوس سے حفاظت رہے گی۔ فرمایا چوبیس کے عدد میں ایک حکمت ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد تیرہ برس مکہ معظمہ میں اور گیارہ برس مدینہ منورہ میں رہے۔ آپ کی نبوت کا زمانہ چوبیس سال ہے اس لئے چوبیسویں شب کو خاص درجہ حاصل ہے۔

قیافہ نجوم اور علم جفر میں شق القمر کے بعد فرق

اس کے بعد فرمایا۔ جن لوگوں پر کوئی مصیبت یا برے دن آتے ہیں۔ وہ یا تو چھ سال رہتے ہیں۔ یا بارہ سال اور پامسٹری والے (قیافہ دان) سات سال

Marfat.com

بتاتے ہیں۔ فرمایا ان لوگوں کو علم نہیں ہے۔ تمام علم انبیاء علیہم السلام کی بدولت حاصل ہوئے ہیں۔ علوم نجوم حضرت ادریس علیہ السلام کو کشف کے ذریعے معلوم ہوا اور ان سے یہ علم چلا آتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں معجزۂ شق القمر کے بعد نظام شمسی میں فرق آگیا اور اگلے علم سب غلط ہو گئے۔ لیکن ان لوگوں کو اس کا فرق معلوم نہیں ہوا۔ اور اب جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے۔ یہ فرق بڑھتا جاتا ہے کیونکہ ایک نقطہ سے جب دو لکیریں نکلتی ہیں تو شروع میں ان میں کم تفاوت ہوتا ہے لیکن جتنا ان کو بڑھایا جائے اتنا ہی تفاوت بڑھتا جائے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین علم نجوم سے خوب واقف تھے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ علم منکشف ہوا۔ ایک نجومی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا علم آپ کے سامنے بیان کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا یہ سب غلط ہے۔ فرمایا آنکھیں بند کرو۔ جب اس نے آنکھیں بند کیں تو اصلی حالت اس کو نظر آنے لگی۔ یہ دیکھ کر وہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ اب اس کا علم صحیح علم ہو گیا۔ لیکن اس نے یہ کام کرنا چھوڑ دیا۔ کیونکہ اہل اللہ کے لئے یہ بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ فرمایا علم جفر بھی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا۔ اور اس علم کو جو جفر کہا جاتا ہے وہ آپ ہی کے اسم گرامی جعفرؓ کا مخفف ہے۔ اس کے بعد فرمایا ہمارے مولانا صاحب کے بھانجے سید ہاشم میاں کو علم جفر میں کافی مہارت ہے۔ انہوں نے یہ علم حکیم صاحب کو بھی سکھایا ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکایت بیان فرمائی۔ جس میں امتحان کے پرچے علم جفر کے ذریعے معلوم کئے گئے تھے۔

فرمایا اس کا اصول یہ ہے کہ تمام حروف تہجی کے گروپ کر دیئے گئے ہیں۔ اب ایک سوال اور اس کے جواب میں تمام حروف پورے کر دیئے جاتے ہیں اس لئے جب سوال کے حروف معلوم ہو گئے تو "PERMUTATION AND COMBINATION" کے ذریعہ باقی حروف کو جوڑ کر جواب نکال لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور اصول اور قواعد بھی ہیں

Marfat.com

فرمایا - لوگ نجوم کی وجہ سے اس لئے کافر ہو گئے کہ انہوں نے کواکب کو متصرف حقیقی سمجھا حالانکہ کواکب کی مثال قلم کی سی ہے۔ قلم کے اوپر ہاتھ ہے۔ اور ہاتھ کے اوپر دماغ - لیکن یہ لوگ قلم کو متصرف حقیقی سمجھ کر گمراہ ہو گئے۔

۲۴ - رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

نیند کے برکات

فرمایا وہ یاد ہے سورۂ فلق اور ناس کا ورد - بس پڑھتے پڑھتے سو جاؤ - سو جانے سے وظیفہ کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ فرمایا سالک کے لئے جس طرح جاگنا ضروری ہے۔ اسی طرح نیند بھی ضروری ہے۔ کیونکہ نیند میں ایسی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ جن کا حالت بیداری میں نہیں ہو سکتا۔ فرمایا حضرت محی الدین ابن العربی رح لکھتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ ریاضت کرنے والے تھے۔ رات کو دو نفل طویل کر کے پڑھتے ۔ پھر اتنی دیر سو جاتے اور پھر اٹھ کر دو نفل پڑھتے فرمایا رات کو جاگنا تو آسان ہے لیکن سو کر جاگنا مشکل ہے اور ہر دو نفل کے بعد سو جانا اور پھر جاگنا تو نہایت ہی مشکل ہے۔ حضرت ابن عربی رح فرماتے ہیں کہ "میں نے اس سنت پر عمل کیا اور بہت فائدہ حاصل کیا" بات یہ ہے کہ سونے کا فائدہ بیداری کے وقت حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ جو چیز نیند میں حاصل ہوتی ہے اس کی بدولت بیداری میں زیادہ فیضان ملتا ہے۔ فرمایا اسی لئے کوئی شغل کرتے کرتے سو جانا ضروری ہے اس سے روح اس کام میں لگ جاتی ہے اور حالت خواب میں بھی کام جاری رکھتی ہے۔

حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ آپ [illegible] تھے اور پہلے پہل جب مکہ میں آئے تو وہاں کسی کے غلام کی حیثیت [illegible] اور بعد میں تجارت کرتے کرتے بہت مالدار ہو گئے۔ [illegible] ہیں۔ جن کے متعلق یہ شعر ہے ؎

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم
ز خاکِ مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است

Marfat.com

فرمایا جب حضرت صہیب رضی اللہ عنہ مکہ سے مدینہ آنے لگے تو آپ کے پاس بہت مال تھا۔ لیکن کفار نے سب مال روک دیا۔ انہوں نے کہا کہ تم تو ہمارے غلام تھے۔ گھر سے کیا لائے تھے۔ سب کچھ یہاں کا جمع کیا ہوا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اچھا مال روکتے ہو تو روک لو لیکن مجھے جانے دو۔ چنانچہ وہ اکیلے تن تنہا چلے آئے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

فرمایا یہ لوگ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر فریفتہ تھے کہ اپنے جان و مال ماں باپ اور اولاد سب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتے۔ ایک دن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تک تم مجھے اپنے مال و اسباب اور اولاد سے زیادہ محبوب نہیں سمجھو گے مومن نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور میں تو اپنے اندر ایسی محبت نہیں پاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کیا نہیں پاتے" عرض کیا اب پاتا ہوں۔ اس پر حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ اس گفتگو کے دوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فیضانِ نبوی پہنچا اور اسی وقت ان کی حالت میں فرق آگیا۔

ایک مرتبہ حضرت اقدس رح نے امام غزالی رح کی کتاب کے درس کے دوران میں فرمایا کہ مراتب وجود اور دیگر حقائق سب کشف کے ذریعہ معلوم ہو جاتے ہیں۔ کتابوں کے پڑھنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مکشوفات بیان کرنے کے لئے الفاظ مل جاتے ہیں اور کیفیات سمجھنے میں آسانی رہتی ہے۔

حضرت عمر رض کا عشق رسول

آج خلافت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن حضرت عمر رض تلوار لے کر کہتے پھرتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ اس کے دو ٹکڑے کر دوں گا۔ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ آپ کے وصال کی بات اُن کے کان سُن نہیں سکتے تھے۔

Marfat.com

بندہ کے لئے نقص اللہ کے لئے خوبی

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ رسّی کے دو سرے ہیں جو سرا انسان کی طرف کا ہے اس پر جو بعض چیزیں نقص تصور کی جاتی ہیں وہ دوسرے سرے پر یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب والے سرے پر خوبی کہلاتی ہیں۔ مثلاً غرور اور تکبر انسان کے لئے عیب ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عین صفت ہے۔

نورِ محض پیکرِ رسولؐ میں

ایک دفعہ درس دیتے ہوئے فرمایا کہ آفتاب کے اوپر جب بادل آجاتا ہے تو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکتے ہیں لیکن بادل نہ ہو تو آفتاب پر نظر نہیں ٹھہرتی۔ اسی طرح نورِ ازلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکرِ جسمانی کی آڑ میں نظر آنے لگا۔ اس سے پہلے وہ نورِ محض تھا۔

سلوک میں آرام کی ضرورت

اس کے بعد عبد السلام نے عرض کیا کہ کیا آج چھٹی ہے فرمایا ہاں آج چھٹی ہے۔ آج تراویح کے بعد آرام کرو۔ بس اب ستائیسویں اور انتیسویں شب باقی رہ گئی ہے۔ چھبیسویں اور اٹھائیسویں شب [illegible] آرام کے لئے ہیں۔ آرام کرنا بہت ضروری ہے۔ اس سے اگلا کھایا ہوا ہضم ہو جاتا ہے اور مزید کھانے کے لئے بھوک پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر آرام نہ کیا جائے تو بدہضمی ہو جاتی ہے اور ملا ہوا فیضان ضائع ہو جاتا ہے۔ فرمایا سالک کو چاہیئے کہ [illegible] رہے۔ قوتِ ہاضمہ ایسی ہو کہ جو کچھ کھائے ہضم ہو جائے

خواجہ صاحبؒ کے مزار پر حاضری کے برکات

فرمایا کہ روح کے کئی پہلو ہیں اور کسی نہ کسی پہلو میں خود بخود طلب پیدا ہوتی رہتی ہے جب [illegible] کو جی چاہتا ہے تو اس کا مطلب [illegible] میں تشنگی کی کمی ہے اور جب کھٹی چیز کھانے کو جی چاہتا [illegible] کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ جسم کو کھٹی چیز کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روح کے جس پہلو میں پیاس ہوتی ہے اس موقع پر آستانہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی طرف اشارہ کرتے فرمایا [illegible] انسائیکلوپیڈیا (ENCYCLOPEDIA) موجود ہیں۔ ان سے اہل چلے جاؤ وہ تمہیں سب

Marfat.com

کردیں گے۔ جب بارش ہوتی ہے۔ تو جہاں گڑھے ہوتے ہیں وہیں پانی کھڑا رہتا ہے۔
فرمایا یہاں اجمیر شریف میں رہنے کا یہی فائدہ ہے۔ اور اگر یہاں رہنا میسر نہ ہو تو
جہاں ہو ان کی طرف متوجہ ہونے سے یہ ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

فرمایا وہ تو جامع ہیں اور جانتے ہیں کہ کس کو کس اسم کے ساتھ لگاؤ ہے۔ جس اسم کے ساتھ جس کو لگاؤ ہو اس کے ساتھ اسی قسم کا معاملہ ہوتا ہے۔ کسی کو صابر صاحبؒ کے ہاں بھیجتے ہیں۔ اور کسی کو حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے ہاں۔ فرمایا اسی وجہ سے صحبت ضروری ہے صرف عمل سے کچھ نہیں ہوتا۔ مشائخ سلسلے سے واسطہ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ صحابہ کرامؓ کو سب لوگوں پر فضیلت اس لئے حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔ ورنہ ان کے مجاہدات اور لوگوں سے زیادہ نہ تھے کسی صحابی کی نسبت یہ نہیں سنا کہ بارہ سال تک بغیر کھائے پیئے استغراق میں کھڑے رہے ہوں۔ اسی طرح تابعین کو اس لیے فضیلت حاصل ہے کہ ان کو صحابہ کرام کی صحبت ملی ہے۔ اور تبع تابعین کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ انہیں تابعین کی صحبت ملی ہے۔ فرمایا اگر صحبت کی ضرورت نہ ہوتی تو اللہ اس بات پر قادر تھے کہ نہایت اچھا رنگین اور سنہری قرآن بیت اللہ میں نازل فرما کر لوگوں سے کہہ دیتے کہ لوگو یہ میرا کلام ہے۔ اس پر عمل کرو لیکن ایسا نہیں کیا گیا صحبت کے لئے انسان کی صورت میں رسول بھیجے گئے۔ اور جب کفار نے کہا کہ فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا تو فرمان ہوا کہ اگر فرشتہ بھی آتا تو وہ بھی انسان کی صورت میں آتا۔

ڈاکٹر عبد العزیز صاحبؒ

ایک روز فرمایا ایک دفعہ ضلع ہزارہ کا ایک ہندو خاندان جو بہت امیر کبیر تھا۔ یہاں لنگر کے میلے کے لئے آیا۔ ان کے ساتھ ایک چھوٹا لڑکا بھی تھا۔ جب لنگر سے فارغ ہو کر واپس اجمیر شریف آئے تو انہوں نے سیر و تفریح کی غرض سے درگاہ شریف میں بھی جانے کا قصد کیا۔ لڑکے نے ساتھ چلنے کی ضد کی۔ مگر ماں باپ نہیں لے گئے۔ اور وہ روتے روتے سو گیا۔ اس نے خواب میں ایک سفید ریش بزرگ کو دیکھا کہہ رہے ہیں بیٹا مت رو۔

Marfat.com

میں خود تمہارے پاس آگیا ہوں۔ اس نے پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا میں وہی ہوں جس کو دیکھنے کے لئے تیرے ماں باپ گئے ہیں۔ چونکہ انہوں نے تم کو میرے پاس نہیں آنے دیا۔ اس لئے میں خود تمہارے پاس آیا ہوں۔ تیرے والدین اینٹ پتھر کو دیکھ کر آجائیں گے اور تو نے تو خود مجھ کو دیکھ لیا ہے کہہ کر واپس چلے گئے۔ اس کے والدین درگاہ شریف سے واپس آئے۔ اور پھر وہ لوگ اپنے وطن چلے گئے۔ اس واقعہ کو ایک مدت گذر گئی۔ لڑکا بڑا ہوا اور پھر کالج پہنچا۔ تو اس وقت پٹنا ورچھا دلی میں ایک انگریز مجسٹریٹ رہتا تھا۔ اس کی ایک نہایت حسین لڑکی تھی۔ جس سے کسی موقعہ پر ملاقات ہوگئی اور رفتہ رفتہ ان دونوں میں محبت ہوگئی۔ پھر آپس میں خط وکتابت ہونے لگی۔ ایک دفعہ اس کا ایک خط ایک نامہ بر سے جا رہا تھا۔ لڑکی کے والد نے اس سے لے کر پڑھا۔ پڑھ کر لڑکی کی طرف دیکھا اور دریافت کیا کہ کیا یہ خط تمہارے لئے ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں (IS THIS LETTER FOR YOU) لڑکی نے کہا YES (جی ہاں) اس نے کہا WHY (کیوں) لڑکی نے کہا (I LOVE HIM) میں اس سے محبت کرتی ہوں) مجسٹریٹ نے لڑکے کے پاس آدمی بھیج کر بلوایا۔ جب لڑکا آیا تو [illegible] خط اسے دکھا کر کہا IS THIS YOUR LETTER? (کیا یہ تمہارا خط ہے) لڑکے نے جواب دیا YES (جی ہاں) اس نے کہا WHY DID YOU WRITE IT (تم نے یہ خط کیوں لکھا) لڑکے نے کہا I LOVE HER (میں اس سے محبت کرتا ہوں) پھر اس نے اپنی لڑکی کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو تمہارے سن خود اختیاری میں دو برس باقی ہیں۔ اس لئے تم دو برس تک میری گارڈین شپ میں ہو۔ دو برس تک تم کچھ نہیں کر سکتیں۔ [illegible] بعد تم کو اختیار ہے جو چاہو کر سکتی ہو۔ اس لئے دو سال تک خط لکھنا اور [illegible] بند کر دو۔ اور لڑکے سے بھی یہی کہا۔ دو سال تک نہ تم اسے خط لکھو گے [illegible] ہو۔ اگر اس عرصہ میں میں نے تم کو اپنی بیٹی کے قریب کہیں [illegible] اس کے بعد اس نے اپنی لڑکی کو ولایت بھیج دیا۔ [illegible] خط وکتابت بھی بند ہو چکی تھی۔ اور نہ اس کا پتہ ہی معلوم تھا۔ لڑکے نے اپنے والد کو مجبور کیا کہ وہ اسے ڈاکٹری تعلیم کے لئے انگلینڈ بھیجے۔ وہاں پہنچ کر اس نے لڑکی کی

Marfat.com

تلاش شروع کر دی اس عرصے میں دو سال کی میعاد بھی پوری ہو چکی تھی۔ اور لڑکی کا والد بھی پنشن حاصل کر کے انگلینڈ چلا گیا تھا۔ تلاش کرتے کرتے آخر اس نے لڑکی کا کھوج نکال ہی لیا اور پھر وہی خط و کتابت اور ملنا جلنا شروع ہو گیا۔ لڑکی کے والد نے بہت سمجھایا لیکن وہ باز نہ آئی۔ لڑکی اس سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ لیکن والد کی خوشی کے ساتھ۔ ادھر باپ شادی پر راضی نہ تھا۔ اب دونوں نے مل کر یہ ترکیب سوچی کہ لڑکی بیمار بن جائے لڑکی بیمار بن گئی اور انہوں نے ڈاکٹر کو ہموار کر لیا۔ کہ وہ لڑکی کے والد کو سمجھائے کہ اس کو ٹی بی کا خطرہ ہے۔ شاید اس کو کوئی غم ہے۔ اسے خوش رکھنے کی کوشش کریں۔ ڈاکٹر سے یہ سن کر اس کے باپ کو لڑکی کی زندگی کی فکر پیدا ہو گئی۔ وہ کالج پہنچا۔ اور پرنسپل سے لڑکے کے چال چلن اور قابلیت وغیرہ کے متعلق اچھی طرح دریافت کیا۔ پھر وہ لینڈ لیڈی کے پاس گیا۔ جس کے ہاں وہ لڑکا ٹھیرا ہوا تھا۔ وہاں بھی تحقیقات کی۔ غرض ہر طرح سے اطمینان کر کے لڑکے کے ہاں گیا اور اس سے کہا کہ تم ہفتہ وار (ویک اینڈ) کے لئے میرے ساتھ آؤٹنگ OUTING (سیاحت) پر چلو۔ لڑکے نے کہا میں تو نہیں جا سکتا۔ مجھے امتحان دینا ہے اور رخصت بھی نہیں ملے گی۔ اس نے کہا تم زیادہ پریشان مت ہو۔ میں تمہارے پرنسپل سے رخصت لے چکا ہوں۔ اور اس کو پرنسپل کا اجازت نامہ دکھایا اور کہا فوراً تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ نہانے کے لئے غسل خانہ چلا گیا۔ چابیاں پاس پڑی تھیں۔ میجر نے اس کا بکس کھول کر تمام خطوط نکال لئے اور دیکھنے لگا کہ کسی اور لڑکی کا خط تو نہیں ہے لیکن سوائے اسکی اپنی لڑکی کے اور کسی لڑکی کے خط نہ تھے۔ غرض جب لڑکا کپڑے پہن کر ساتھ چلنے کی تیاری کر رہا تھا۔ تو میجر نے شادی کا تذکرہ چھیڑا۔ اور اسے سمجھانے لگا کہ خوب سوچ لو اس شادی میں تمہیں بڑی پریشانیاں ہوں گی۔ جب تمہارے والد کو معلوم ہو گا تو وہ ناراض ہو گا۔ تم ہندوستانی ہو۔ انگلینڈ کی آب و ہوا تمہیں موافق نہیں آئے گی۔ اور لڑکی کو ہندوستان کی آب و ہوا راس نہ آئے گی لیکن لڑکے نے کہا آپ اس کی فکر نہ کیجیے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

اس کے بعد میجر لڑکے کو اپنے گھر لے گیا اور ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا۔ لڑکی نے

Marfat.com

اوپر سے پکارا "پاپا میرے لئے کیا لائے ہو" اس نے کہا تمہارے لئے ایک بڑا پارسل لایا ہوں۔ ڈرائنگ روم میں جاکر دیکھو۔ لڑکی دوڑتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی۔ اور اپنے عاشق کو دیکھ کر دم بخود ہوگئی۔ اب میجر نے لڑکے سے کہا کہ تم عیسائی ہوجاؤ تاکہ شادی میں آسانی ہو۔ چونکہ مذہب سے لڑکے کو کوئی تعلق نہ تھا۔ عیسائی ہوگیا۔ وہ چرچ میں چلے گئے اور شادی ہوگئی۔ اب میاں بیوی خوشی سے رہنے لگے۔ اور ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا شادی کے ایک سال بعد کسی نے لڑکے کے والد کو خط لکھا کہ تیرا لڑکا عیسائی ہوگیا ہے اور عیسائی عورت سے شادی کرلی ہے۔ یہ سن کر وہ بہت ناراض ہوا اور خرچ دینا بند کردیا جس کی وجہ سے کچھ پریشان ہوئے اور فکرمند رہنے لگے۔ ایک روز میجر نے ان کو ایک لفافہ دیا اور کہا کہ یہ لڑکی کی والدہ کی طرف سے ہے۔ اب تم دونوں اس کے مالک ہو۔ گھر آکر جب لفافہ کھولا تو دیکھا کہ اس میں ساٹھ ہزار پونڈ کا چیک ہے۔ میاں بیوی بہت خوش ہوئے اور عیش سے رہنے لگے۔ اور اس طرح کئی برس گزر گئے۔ دو تین بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے نے ڈاکٹری کا امتحان بھی پاس کرلیا تھا اور وہیں پریکٹس شروع کردی۔

ایک رات اس نے خواب میں ایک سفید ریش بزرگ کو دیکھا جنہوں نے اس سے کہا کہ تم نے بہت عیش کرلیا ہے۔ اب ہمارے پاس آجاؤ۔ اس نے کہا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں وہی ہوں جس کو اجمیر میں تمہارے والدین تمہیں روتا ہوا گھر پر چھوڑ کر ملنے گئے تھے اور میں خود تمہارے پاس آیا تھا۔ صبح بیدار ہوا تو اسے یونہی خواب وخیال سمجھ کر دماغ سے نکال دیا۔ جس ماحول میں وہ رہتا تھا وہاں ایسی باتوں کی کون پرواہ کرتا ہے۔ دوسری رات پھر خواب میں وہی بزرگ آئے اور فرمایا کہ فوراً آجاؤ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ اس نے پھر بھی پرواہ نہ کی اور اپنے کاروبار میں مشغول رہا۔ اب تیسری بار وہ پھر خواب میں ... سختی سے کہا کہ تمہیں ایک مہینے کی مہلت دی جاتی ہے اگر تم ایک ... کے اندر ہمارے پاس آگئے تو ٹھیک ورنہ قید کر کے اپنے پاس بلواؤں گا۔ لیکن اس نے پھر بھی کوئی اہمیت نہ دی۔ اب ایک مہینے کے بعد اس کی پریشانیوں کا دور شروع ہوا۔ بچے بعد دیگرے سب بچے بیمار ہو ہو کر مر گئے اور بیوی کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد وہ خود بھی بیمار ہوگیا

Marfat.com

میجر صاحب نے اس کے علاج معالجہ میں کافی کوشش کی۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ ان کا سرد ملک میں صحت یاب ہونا مشکل ہے۔ ان کے لئے گرم آب وہوا کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس طرح وہ فیلڈ ہو کر ہندوستان آ گئے۔ اور چند دنوں میں اچھے ہو گئے۔ اب انہوں نے عیسائی تبلیغی جماعت میں کام کرنا شروع کر دیا۔ اس عرصہ میں دو شادیاں بھی کیں لیکن کوئی بیوی زندہ نہیں رہی۔ اس کے بعد وہ مشنری کی طرف سے امرتسر گئے۔ اس زمانہ میں امرتسر مذہبی اکھاڑہ بنا ہوا تھا۔ ایک مناظرہ کے دوران میں کسی عیسائی مبلغ نے کہا کہ دیکھو یہ شخص پہلے ہندو تھا اور اب ہمارے مذہب کا مطالعہ کر کے عیسائی ہو گیا ہے۔ اگر عیسائی مذہب بہتر نہ ہوتا تو کیوں یہ اپنے مذہب کو چھوڑ کر ہمارے مذہب میں داخل ہوتا۔ اس پر ہندو سخت ناراض ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ تم نے ہندو مذہب میں کیا خرابی دیکھی جو اسے چھوڑ دیا اور عیسائیت میں کونسی ایسی خوبی ہے جسے دیکھ کر تم نے یہ مذہب قبول کیا جس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے اور انہوں نے محسوس کیا کہ مذاہب سے واقفیت حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے انہوں نے مذہبی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ایک رات خواب میں کسی بزرگ نے ان سے کہا کہ تم قرآن کا ترجمہ کیوں نہیں پڑھتے۔ چنانچہ انہوں نے قرآن شریف کا ترجمہ بھی دیکھا وہ تمام مذاہب کی کتابیں پڑھ چکے تھے۔ اب جو قرآن پڑھا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ فوراً مسلمان ہو گئے۔ اسلام لانے کے بعد وہ بھوپال میں رہ کر کسی کمپنی میں کام کرنے لگے۔ اور اس سلسلہ میں انہیں اکثر اندور جانا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ انہیں اندور سے الور جانے کا اتفاق ہوا۔ اجمیر شریف راستہ میں تھا اور وہاں گاڑی تبدیل کرنی پڑتی تھی جب اجمیر سٹیشن پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ دوسری گاڑی میں بہت دیر ہے۔ سامان وغیرہ ویٹنگ روم میں رکھ کر شہر چلے گئے۔ اور جی میں آیا کہ درگاہ شریف بھی ہو آؤں۔ اس وقت وہ اپنے تمام خواب بھول چکے تھے۔ چنانچہ وہ درگاہ شریف پہنچے اور اپنا ہیٹ اتار کر روضہ شریف کے اندر داخل ہوئے۔ جیسے ہی کٹھرے پر سر رکھا رقت طاری ہو گئی۔ زار و قطار رونے لگے۔ اور گھنٹوں وہاں کھڑے رہے۔ ٹرین کا وقت بھی نکل گیا۔ باہر آئے تو خادموں میں کافی

Marfat.com

روپے تقسیم کر دیئے۔ اور کہا ہم کل پھر آئیں گے۔ چنانچہ دوسرے روز بھی آئے اور جب اندر گئے۔ تو پھر وہی حالت طاری ہوگئی۔ اور اس دن کی ہیبت سے بھی نہ جا سکے۔ تیسرے روز پھر آئے اور وہیں بیٹھ کر نوکری سے استعفا لکھ کر بھیج دیا۔ اس کے بعد اپنا کل سامان لٹا کر ایک حجرہ میں داخل ہو گئے۔ چالیسویں روز انہیں خواب میں ایک بزرگ نظر آئے جنہوں نے انہیں ایک زینہ پر چڑھا دیا۔ اوپر پہنچ کر ایک اور بزرگ نے انہیں دوسرے زینہ پر چڑھایا۔ اسی طرح وہ زینہ بزینہ اوپر چڑھتے گئے۔ چوٹی پر پہنچ کر کچھ تحفے عنایت ہوئے۔ وہ لے کر واپس نیچے آئے جب نیچے والے بزرگ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا۔ لاؤ دیکھیں تم کیا لائے ہو۔ چنانچہ انہوں نے وہ چیزیں ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ ان بزرگ نے تھرمامیٹر اسٹیتھسکوپ اور چند دیگر ڈاکٹری کی چیزیں ان کے حوالہ کر دیں اور باقی چیزیں اپنے پاس رکھ لیں۔ اور یہ فرمایا کہ ابھی تمہارے اندر ان کو سنبھالنے کی طاقت نہیں ہے۔ جب وقت آئے گا تو تمہیں دیدی جائیں گی۔

اسی شب کو متولی نثار احمد صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ ان سے سخت ناراض ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تم کیسے متولی ہو۔ ایک غریب مسافر چالیس روز سے فلاں حجرہ میں بند پڑا ہے۔ نہ اس نے کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے اور بیہوش پڑا ہوا ہے ... تم جاؤ اور دروازہ توڑ کر اسے باہر نکالو اور فلاں مکان پر اسے ٹھہراؤ۔ ایک تھرمامیٹر اسٹیتھسکوپ اور فلاں فلاں ڈاکٹری کی چیزیں خرید کر اسے دو وہ بہت اچھا ڈاکٹر ہے۔ اس سے کہو کہ اپنا کام شروع کر دے۔ چنانچہ بیدار ہوتے ہی متولی صاحب اس حجرہ کی طرف گئے۔ اور کواڑ توڑ کر دروازہ کھلوایا گیا۔ وہ بیہوش پڑے تھے۔ انہیں اٹھوا کر گھر لے لئے۔ دودھ وغیرہ ان کے منہ میں ڈالا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد انہیں ہوش آگیا۔ اور ایک دو دن میں ٹھیک ہو گئے۔ پھر متولی صاحب نے ڈاکٹری سامان خرید کر انہیں دیا۔ اور بتایا کہ یہ خواجہ غریب نوازؒ کے حکم سے خرید کر آپ کو دے رہا ہوں۔ نیز خواجہ صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ آپ فلاں مکان

Marfat.com

میں رہ کر ڈاکٹری کا کام شروع کر دیں۔ یہ حکم سن کر انہوں نے وہ سامان لے لیا۔ اور منتعینہ مکان میں رہائش اختیار کر کے ڈاکٹری شروع کر دی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک روز حضرت خواجہ غریب نواز رح نے خواب میں اُن سے فرمایا کہ سلوک بغیر شیخ کے طے نہیں ہو سکتا۔ ہم نے تمہارے لئے شیخ کا انتظام کر لیا ہے۔ تم چار بجے پائنتی کی جانب مولسری کے درخت کے نیچے جانا۔ وہاں تمہارے شیخ بیٹھے ہونگے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور میرے شیخ کا اسم گرامی اور حلیہ تو بتا دیا جائے۔ تاکہ میں پہچان سکوں۔ آپ نے فرمایا فکر مت کرو۔ انہیں دیکھ چکے ہو۔ فوراً پہچان لوگے۔ چنانچہ وہ بیدار ہو کر اسی انتظار میں رہے اور چار بجے کے وقت مولسری کے نیچے جا کر دیکھا تو وہی صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ جنہوں نے ان کو زینہ پر چڑھایا تھا۔ اور واپسی پر ڈاکٹری سامان دیا تھا۔ دیکھتے ہی انہوں نے پہچان لیا وہ بھی انہیں دیکھ کر مسکرائے اور ڈاکٹر صاحب اسی وقت بیعت سے مشرف ہوئے اس کے بعد حضرت اقدس رح نے فرمایا۔ یہ ہے ڈاکٹر عبدالعزیز کا قصہ۔ اب ان بیچاروں کا انتقال ہو گیا ہے۔ کیا ہی اچھا وقت تھا۔ جب ڈاکٹر عبدالعزیز اور مولوی عابد حسین یہ دو شخص تھے جن کے ساتھ ہم بات چیت کیا کرتے تھے۔ وہ ہماری باتیں سمجھ سکتے تھے۔ اور ہم اُن کی۔ اب تو کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس سے جا کر ملیں اور گفتگو کریں بس اکیلے پڑے ہوئے ہیں۔ فرمایا ہمارے اور اُن کے درمیان خوب چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ مسائل تصوف پر اکثر بحث رہا کرتی تھی۔ اور جب کسی کو کوئی کشف ہوتا تو ایک دوسرے کو بتاتے۔ اگر INTERPRETATION (تعبیر) میں کچھ اختلاف ہو جاتا۔ تو ہمارا فیصلہ حضرت صابر صاحب رح اور حضرت محبوب الٰہی فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا یہ اختلافات شروع میں ہوا کرتے تھے۔ بعد میں سب اختلافات مٹ گئے۔

درگاہ شریف میں مسند پر بیٹھنا بے ادبی ہے

یکم شوال ۱۳۶۲ھ

آج دوران گفتگو میں ارشاد فرمایا کہ عرس کے دوران میں جب محفل خانہ میں سماع ہوتا ہے تو ہمارے مولانا صاحب کہیں چھپ کر ایک طرف بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ متولی نثار احمد صاحب نے آپ سے دریافت کیا کہ

Marfat.com

کیا آپ سماع میں شامل نہیں ہوتے۔ فرمایا ہم شامل ہوتے ہیں۔ متولی صاحب نے کہا تو پھر ہمارے ساتھ مسند پر آکر بیٹھ جایا کریں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اگر قطب صاحبؒ بھی اس مجلس میں شریک ہوتے تو ایسی رعونت سے نہ بیٹھتے جیسے تم لوگ بیٹھتے ہو حقیقت یہ ہے کہ خواجہ صاحبؒ کی درگاہ کے اندر کسی اور کا مسند پر بیٹھنا کفر طریقت ہے۔ فرمایا یہ لوگ محض اپنی شان دکھانے کے لئے درگاہ میں آتے ہیں۔ اور ہر ہر بات میں انہیں اپنی شان و شوکت کا خیال رہتا ہے۔ ان کے آباواجداد میں خواجہ صاحبؒ کے ساتھ نسبی تعلق ہونے کے علاوہ ذاتی تقدس بھی تھا۔ وہ نہایت سادہ لوگ تھے۔ ان میں غرور و تکبر نام کو نہ تھا۔

ایک دفعہ احقر کو حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحبؒ کے عرس میں شرکت کا اتفاق ہوا۔ جو درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز کے زیر انتظام ۷ جمادی الاولیٰ کو احاطہ درگاہ شریف میں منعقد ہوتا ہے۔ خدام نے چراغ جلائے اور بڑے دالان کے سامنے صحن میں ذرا جنوبی جانب لاکر رکھ دیئے۔ جہاں مجلس سماع کا انتظام تھا۔ حضرت اقدس رحمۃ معہ متعلقین شرکت کی غرض سے تشریف لائے اور شرقی راستہ کے قریب ایسی جگہ بیٹھے کہ صحن میں داخل ہونے والوں کو آپ کے عین سامنے سے گزرنا پڑتا تھا۔ آپ نے قصداً ایسی جگہ منتخب کی تاکہ گزرنے والے آگے سے گذرتے رہیں۔ اور خواجہ غریب نواز رح کی درگاہ میں مسند نشینی کا سا نقشہ پیدا نہ ہو۔

ایک دفعہ پاک پٹن شریف میں عرس کے موقعہ پر ہم لوگوں نے درگاہ شریف میں ایک کمرہ لیا اور اس میں فرش وغیرہ لگایا۔ بڑا تکیہ بھی رکھا۔ جب حضرت تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ تکیہ اٹھالو۔ یہاں کون تکیہ لگا کر بیٹھ سکتا ہے۔ تکیہ تو درکنار حضرت دلدار کے ساتھ بھی درگاہ میں ٹیک لگا کر نہیں بیٹھتے تھے۔

خواجہ حسن کی ہر دلعزیزی

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن صاحب ایک [illegible] بزرگ تھے۔ جو اجمیر شریف میں [illegible] ابوالفضل نے اپنی شان بڑھانے کے لئے دہلی میں یہ مشہور کر رکھا تھا کہ میں خواجہ حسن صاحب کا بھائی ہوں۔ چنانچہ ایک دفعہ جب اکبر اجمیر شریف آیا تو حضرت خواجہ حسن صاحب سے باتوں باتوں میں دریافت کیا کہ کیا ابوالفضل آپ کے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں سب

Marfat.com

مسلمان میرے بھائی ہیں۔ اکبر سمجھ گیا کہ ابو الفضل جھوٹ کہتا ہے۔ جب ابو الفضل کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ خواجہ حسن صاحبؒ سے جلنے لگا۔ اب اس نے اکبر کے کان بھرنے شروع کئے کہ یہ شخص بہت اقتدار رکھتا ہے۔ اور خفیہ طور پر بغاوت کر کے ہندوستان کا بادشاہ بننے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ اگر اس کی ہر دلعزیزی دیکھنی ہو تو کسی راجہ کو اس کے خلاف اقدام کرنے کا حکم دے کر دیکھ لیجئے۔ بادشاہ کان کے کچے ہوتے ہیں۔ ایک راجہ کو حکم دیا کہ خواجہ حسنؒ کو قتل کر دو۔ راجہ نے کہا اگر آپ یہ کہیں کہ اپنے بھائی کو قتل کر دو۔ بیوی کو قتل کر دو۔ بیٹے کو قتل کر دو۔ تو میں آپ کا حکم بجا لاؤں گا۔ لیکن خواجہ حسنؒ کو ہرگز ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ ابو الفضل نے کہا آپ نے دیکھ لیا۔ اس کے بعد فرمایا بات یہ ہے کہ ان حضرات کی لوگ بلکہ بادشاہ اور حکمران اس لئے عزت کیا کرتے تھے کہ ان کو حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے ساتھ صحیح نسبت تھی۔ لیکن آجکل کے لوگ ظاہری نسبت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ لیکن ہیں متکبر اور دنیا دار۔

نزولِ بلا بھی رحمت ہے ایک روز بنگال کے قحط کا ذکر ہو رہا تھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کو مخلوق بہت پیاری ہے لیکن یہ جو آجکل مصائب نازل ہو رہے ہیں۔ یہ محض ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لوگوں کے اعمال برے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ظالم حاکم مسلط فرما دیتا ہے۔

ہر مصیبت اور ہر بلا میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔ جب باپ اپنے بیٹے کو سختی سے دبا رہا ہے تو اس کو اپنے بیٹے سے عداوت نہیں ہوتی۔ نہ وہ اس کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ بلکہ یہ عین رحم ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جو سلوک مخلوق سے کرتا ہے۔ وہ بھی رحم و کرم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہم کون ہیں کہ اس کے کام میں دخل دیں۔ فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔ اللہ تعالیٰ اسم رحمٰن کے ساتھ عرش پر مستوی ہے۔ اور جو کچھ اپنے بندوں پر نازل فرماتا ہے عین رحمت ہے۔

عزت کا مستحق ایک دفعہ فرمایا کہ ارشاد باری ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ یعنی تمام عزت اللہ تعالیٰ اس کے

Marfat.com

رسول اور مومنین کے لئے ہے۔ اب جو شخص مومن نہیں اس کے لئے کوئی عزت نہیں۔ یہ لوگ انگریز۔ جرمن اور جاپانی کسی عزت کے مستحق نہیں ہیں۔

شیطان میں گمراہ کرنے کی طاقت نہیں

ارشاد فرمایا کہ ہدایت اور گمراہی دونوں اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم راہ راست کی دعوت دیتے ہیں۔ آگے اللہ کے ہاتھ ہے کسی کو راہ ہدایت عطا فرمائے یا گمراہی۔ یہ لوگوں کا غلط خیال ہے کہ شیطان میں گمراہ کرنے کی طاقت ہے حالانکہ شیطان تو صرف برائی کا راستہ دکھاتا ہے جب شیطان سے دریافت کیا جائے گا کہ تم نے خلق کو گمراہ کیوں کیا تو وہ کہے گا کہ میں نے تو صرف اتنا بتایا کہ یہ بھی ایک راستہ ہے کسی کو مجبور کرنے کی طاقت مجھ میں کہاں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ دنیا ایک خواب ہے اور آخرت اس کی تعبیر ہے [illegible] علیہ السلام کو خواب ہی میں بیٹا ذبح کرنے کا حکم ملا تھا۔ اس لئے بیٹا ذبح نہ ہو سکا [illegible] اگر بیداری میں حکم ملتا تو ضرور ذبح ہو جاتا۔

[illegible] کے متعلق پیشین گوئی

[illegible] فرمایا [illegible] مولانا صاحب کے [illegible] تھا جو بہت خدا ترس تھا بہت محنت [illegible] آدمی تھا [illegible] نہ دیکھا [illegible] وقت مولانا صاحب کی خدمت میں لگا [illegible] مولانا صاحب اس کو ہمراہ لے کے مدینہ منورہ [illegible] ایک بزرگ [illegible] وہاں مقیم تھے۔ ان کا [illegible] بیٹھے [illegible] نماز [illegible] کلام [illegible] اور کسی کو معلوم تھا کہ وہ کہاں رہتے [illegible] مراقب تھے۔ [illegible] بعد جب آپ [illegible] نوجوان بزرگ نے [illegible] کہا کہ جو گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے درمیان ہوئی [illegible] جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کان میں [illegible] وہ میں [illegible]

Marfat.com

مولانا صاحبؒ نے کہا کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا تھا کہ تمام اسلامی ممالک پر کفار کا تسلط ہے اور ہر جگہ مسلمان ذلیل و خوار ہیں۔ حضور کرم فرمائیں اس پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فکر مت کرو۔ میں اپنے عربوں کو اٹھا دوں گا۔ جب مولانا صاحبؒ واپس ہندوستان تشریف لائے تو یوسف نے ہمیں یہ ماجرا سنایا۔ چنانچہ ہم نے حضرت مولانا صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضور یہ واقعہ کس طرح ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں خادم نے بتایا ہوگا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ اب آپ نے وہ تمام گفتگو از سر نو بیان فرمائی اس کے بعد فرمایا کہ عربوں میں ایک بات ہے جو اور کسی میں نہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے عربوں سے کام لینے والا ہوں۔

تکمیل سلوک سے کیا مراد ہے

۲۳- نومبر ۱۹۷۳ء۔ بہاولپور

کل شام کو سیر پر جانے سے قبل فرمایا کہ آج وہ شیخ احسن بیرسٹر آئے تھے اور (حضرت شاہ) شہید اللہ صاحب کی شادی کے متعلق تذکرہ کرنے لگے۔ ہم نے کہا نہیں ابھی نہیں۔ ان کی شادی سلوک طے کرنے کے بعد ہوگی۔ کہنے لگے سلوک کے کیا معنی ہیں؟ ہم نے کہا جب SPIRITUAL COURSE (روحانی نصاب) کی تکمیل ہو جائے۔ انہوں نے کہا تکمیل ہو جانے کے بعد پھر شادی کی کیا ضرورت اس پر ہمیں بہت غصہ آیا۔ اول تو یہ لوگ اس قدر جاہل ہیں کہ سلوک اور تکمیل کے معنی تک نہیں جانتے اور جب کچھ بتایا جاتا ہے۔ تو شیخی میں آکر مقامات تصوف پر بحث کرنے لگتے ہیں۔ کس قدر غلامانہ ذہنیت ہے۔ کہ انگریزوں کی طرح کپڑے پہنتے ہیں انہی کی طرح سوچتے ہیں۔ انہی کی طرح بات کرتے ہیں۔ اور پھر جس بات کا علم نہیں اس بات پر بحث کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اپنے آپ کو صاحب ذوق و شوق اور اہل تصوف بتاتے ہیں۔ بس تھوڑا سا ہندوؤں کا فلسفہ شاید پڑھ لیا ہے۔ اس لئے کہنے لگے کہ تکمیل کے بعد شادی کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے انہیں بتایا کہ تکمیل حقیقی معنوں میں ہوتی ہی نہیں یہ لفظ صرف اعتباری معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے اس لئے تکمیل عرفان ناممکن ہے تکمیل کا ہونا ایسا ہے۔ جیسے بی۔اے پاس کرنا۔

Marfat.com

لیکن بی۔ اے کے بعد تعلیم ختم نہیں ہو جاتی۔ ایک پچاس سالہ بی اے اور دس سالہ بی اے کے درمیان بہت فرق ہوتا ہے۔ تعلیم ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ اسی طرح تکمیل کے بعد بھی آدمی ترقی کرتا رہتا ہے۔ لیکن تصوف کی اصطلاح میں سیر الی اللہ کے اختتام کو تکمیل کہتے ہیں۔ اس کے بعد سیر فی اللہ اور سیر مع اللہ ہے۔ یہ سن کر کہنے لگے کہ سیر فی اللہ کیا ہوتی ہے۔ عجیب بات ہے کہ سلوک کے معنی تو آتے نہیں اور سیر فی اللہ کی حقیقت جاننا چاہتے ہیں۔

علامات شیخ۔ شرائط بیعت تجدید بیعت

۲۳۔ نومبر ۱۹۷۳ء۔ بہاولپور

آج صبح میجر عبد الحمید حضرت اقدس رح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلسلہ گفتگو جاری تھا۔ لیکن احقر کچھ دیر کے بعد پہنچا۔ میجر صاحب نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اطمینانِ قلب حاصل ہو۔ حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ قرآن پڑھو ایک سرے سے دوسرے سرے تک پڑھ ڈالو اور خوب پڑھو۔ اس سے اطمینانِ قلب حاصل ہو جائے گا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اطمینان قلب ہے۔ انہوں نے کہا بہت کوشش کی ہے۔ لیکن کچھ نہیں بنتا۔ حضور نے فرمایا۔ کوشش کرو۔ کہنے لگے بہت ٹھوکریں کھا چکا ہوں۔ فرمایا پچاس ٹھوکریں کھاؤ گر پڑو لیکن پڑے مت رہو۔ کھڑے ہو کر پھر آگے چلو۔ کہنے لگے کہ بزرگوں کا فرض ہے کہ ہم لوگوں کو گمراہی سے بچائیں۔ فرمایا کیسے بچائیں تم بھی تو خود کچھ کرو۔ کہنے لگے کرنے کی طاقت نہیں۔ یہ سن کر حضرت اقدس رح بہت جھلائے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔ عمل ضروری ہے۔ اگر عمل نہیں کر سکتے۔ تو صحبت اختیار کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو صحبت نبوی حاصل تھی جس کی وجہ سے اس قدر بلند مرتبہ کو پہنچے ورنہ کوئی عالم تو بتا دے کہ باقی امت سے صحابہ کرام نے کیا زیادہ مجاہدات کئے ہیں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ میں بہت کوشش کر چکا ہوں اور بہت ٹھوکریں کھائی ہیں۔ حضرت رح نے غصہ ہو کر فرمایا۔ کہ تم بھی جنرل (عام) بات کرتے ہو اور

Marfat.com

ہم بھی جنرل جواب دے رہے ہیں۔ اب یہ تو بتاؤ کس مقام سے تم لے ہو۔ تاکہ اس کا علاج بتایا جائے۔ اُن سے اس سوال کا کچھ جواب نہ دیا گیا۔ اور کہنے لگے کہ میں ذکر و وظائف کیا کرتا تھا۔ فرمایا صرف ایک ذکر۔ بتاؤ۔ کہا کہ ذکر جہری وغیرہ۔ فرمایا کس نے بتایا تھا۔ کہا بہت آدمیوں نے۔ فرمایا یہی تو غلطی ہے۔ اگر تمہارا کوئی آدمی بیمار ہے تو کیا پچاس ڈاکٹروں کا علاج بیک وقت کراؤ گے۔ ہاں اگر سب ڈاکٹر متفق ہو کر ایک نسخہ تجویز کریں تو اور بات ہے۔ اس کے بعد دریافت فرمایا کہ وہ کون تھے۔ جنہوں نے ذکر جہری بتایا تھا۔ انہوں نے کسی ایک آدمی کا نام لیا۔ آپ نے فرمایا پھر اُن سے کہا کہ اس ذکر کا یہ اثر ہوا ہے؟ یا کچھ نہیں ہوا؟ کہنے لگے پھر وہ کہیں دور چلے۔ گئے اور ملنے کا اتفاق نہ ہوا۔ اس کے بعد اوروں سے ملتا رہا۔ ارشاد فرمایا یہ بھی غلطی ہے انہوں نے کہا بس کچھ تقدیر کی بات تھی۔ حضرت رح نے فرمایا نہیں تمہاری اپنی غلطی ہے۔ کہنے لگے۔ دل کی شناخت کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں بہت مشکل ہے۔ ایک نابینا کو کیا نظر آسکتا ہے۔ لیکن بزرگوں نے علامات بتائی ہیں۔ اگر وہ علامات کسی بزرگ میں موجود ہوں تو آنکھیں بند کر کے ان کے ہاں بیعت ہو جانا چاہیے۔ فرمایا پہلی علامت یہ ہے کہ وہ متشرع ہوں اگر کوئی بات خلاف شرع ان میں ہو تو پھر بھی اعتراض نہیں کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ خدمت ارشاد ان کے سپرد نہ ہو گی بلکہ کسی اور خدمت پر مامور ہوں گے۔ ہزاروں قسم کی خدمات ہیں۔ کیا معلوم کس ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ ان کی نسبت کس قسم کی ہے۔ لازمی ہے یا متعدی وہ اپنی ذات کے لئے ہیں یا اوروں کو بھی فیضان پہنچا سکتے ہیں۔ اگر نسبت متعدی ہے تو پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ نسبت ہمارے موافق آتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ بعض طبائع ایسی ہوتی ہے۔ کہ اس سے اثر پذیر ہوتی ہیں اور بعض پر کوئی اثر نہیں ہوتا تیسری بات یہ ہے کہ ان کے مریدین کو دیکھنا چاہیے کہ آیا ان میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ مرید سے مطلب وہ مرید نہیں جو ریل گاڑی میں بیعت ہو جائے اور برسوں شیخ سے نہ ملے۔ بلکہ وہ مرید جو اپنے شیخ کی صحبت میں رہتے ہیں اور

Marfat.com

ان کے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ جتنی دیر ان کی صحبت میں بیٹھتے ہیں۔ کم از کم اتنی دیر قلب پر کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں۔ اور طبیعت اللہ کی جانب مائل ہوتی ہے یا نہیں۔ اور اسی ملاقات کے دوران میں وساوس اور خطرات میں کچھ کمی واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر یہ باتیں موجود ہوں تو بزرگوں نے لکھا ہے کہ بس آنکھیں بند کر کے مرید ہو جانا چاہیئے۔ اس کے بعد میجر عبدالحمید نے دریافت کیا کہ کیا روحانی اصلاح مرید ہوئے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔ ارشاد فرمایا مشکل ہے۔ بلکہ تقریباً ناممکن۔ مولوی صاحبان خواہ کچھ ہی کہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بغیر رشد اور ارشاد کے رسالت بیکار رہ جاتی ہے۔ اگر رسالت کی ضرورت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ قرآن شریف کو نہایت جلی اور سنہری حروف میں لکھ کر دنیا پر بھیج دیتے۔ اور بلند آواز سے کہہ دیتے کہ یہ میرا کلام ہے۔ اس پر عمل کرو۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ درمیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر منزل مقصود پر پہنچنا بالکل ناممکن ہے۔ اور اولیائے کرام نائب الرسول ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خلیفۂ رسول کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بعد میجر صاحب نے دریافت کیا کہ اگر شیخ کا انتقال ہو جائے تو دوسری جگہ بیعت کرنی چاہیئے یا نہیں۔ فرمایا کہ اگر تکمیل ہو چکی ہے تو بیعت کی ضرورت نہیں۔ اور اگر روحانی طاقت اس قدر ہو گئی ہے کہ وصال شیخ کے بعد ان سے فیض حاصل کر سکتا ہے۔ تب بھی تجدید بیعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر مبتدی ہے۔ اور ابھی الف۔ ب۔ ت ہی میں ہے۔ تو تجدید بیعت فرض ہے۔ فرمایا جب ایک خاوند مر جاتا ہے اور عورت جوان ہے تو اسے دوسری شادی کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ بغیر نکاح کے عورت دیکھ بھال نہیں کر سکتی۔ ارشاد فرمایا کہ بغیر نکاح کے خیر ممکن نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ ایسی حالت میں جب بہت ٹھوکریں کھا کر [illegible] ہو سکتا ہے نکاح سے پہلے ایسے ہی کسی سے کچھ حاصل کرے۔ فرمایا یہ تو زنا ہے۔ اس کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ آپ بزرگوں کا یہ کام نہیں ہے کہ گمراہوں کو وہ سیدھا کر دیں۔ فرمایا جب تک وہ خود کام نہ کریں گے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اپنی سنت نہیں بدلتا۔ کہنے لگے۔ اس کی رحمت بھی وسیع ہے۔ فرمایا ہاں دوزخ میں بھی جلاتا ہے۔ اور دوزخ بہشت سے زیادہ وسیع ہے۔ اور درحقیقت دوزخ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی اللہ تعالیٰ اپنے رسم رحمٰن کے ساتھ عرش پر مستوی ہے۔ اور عرش کے تحت پوری کائنات زمین آسمان دوزخ و بہشت سب شامل ہیں۔ فرمایا۔ اصل میں یہ سب کام نہ کرنے کے بہانے ہیں۔ یہ سب نفس کی مکاری ہے نفس کام کرنے سے باز رکھتا ہے۔ اور ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول کر دیتا ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدسؒ خاموش ہو گئے۔

کلمہ طیبہ کے معنی

کچھ دیر کے بعد جلد ساز کتابوں کی جلدیں بنا کر لایا حضرت اقدسؒ نے کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔ ایک کتاب کو جس کا نام کلمۃ الحق تھا کھول کر فرمایا کہ اس کے مصنف نے جب یہ کتاب لکھی تو تمام علماء کو اپنے گھر پر بلایا جب سب جمع ہوئے تو انہوں نے اندر سے تالا بند کر دیا اور کہا کہ یا تو اس کتاب کی تصدیق کرو یا تردید۔ انہوں نے کہا کہ اس کی تردید تو ہم نہیں کر سکتے۔ فرمایا۔ پھر تصدیق کرو۔ چند علما تنگ آ کر جانے لگے لیکن جا کر دیکھا تو قفل لگا ہوا تھا۔ مالک مکان نے کہا قیامت تک دروازہ نہ کھولوں گا۔ اور نہ ہی کھانا دوں گا۔ جب تک ان دو باتوں میں سے ایک نہ کرو۔ چونکہ تردید کی ہمت نہ تھی۔ سب لوگوں نے تصدیق کی اور کتاب پر دستخط کر دیئے۔ اس کے بعد وہ اس کتاب کو بادشاہ کے پاس لے گئے اور اس کو بتایا کہ سب علماء نے دستخط کر دیئے ہیں فرمایا یہ حضرت مولوی محسن فاروقی کے دادا کے شیخ تھے (مولوی محسن فاروقی سید شریف الحسن کے خسر ہیں) اور اب تک وہی قلمی نسخہ ان کے خاندان میں موجود ہے۔ جس پر تمام علماء کے دستخط ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ کلمہ طیبہ سے جو معنی علماء لیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کفار بھی جانتے تھے۔ اور وہ مانتے تھے۔ کفار اللہ تعالیٰ کو ایک۔ خالق کائنات اور رزاق مانتے تھے۔ قرآن شریف میں ہے۔ قل من یرزقکم یعنی تم کو کون رزق دیتا ہے اس کا کفار جواب دیتے تھے کہ اللہ رزق دیتا ہے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کون سی نئی بات لے کر آئے۔ مصنف کہتے ہیں۔ دراصل کلمہ طیبہ کے معنی یہی ہیں۔ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللہ

Marfat.com

یعنی اس کے سوا کسی کا وجود نہیں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہی معنی لیتے تھے اور صحابہ کرام نے بھی یہی سمجھا۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ کہتے تھے کہ انہوں نے تو سب معبودوں کو ملا کر ایک اِلٰہ بنا دیا ہے۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا۔ اس کے بعد فرمایا کہ کتاب کے مصنف کا نام مولانا عبد الرحمٰن ہے۔ انہوں نے سماع پر بھی ایک کتاب لکھی ہے جو ہم نے پڑھی ہے۔

شیخ بھی خلفائے راشدین میں شامل ہے

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ یعنی اطاعت کرو اللہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو نائب الرسول ہیں۔ "اُولِی الْاَمْر" کے معنی بادشاہ اور حاکم کے بھی ہیں۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ "عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّتِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ بَعْدِیْ" یعنی تم پر لازم ہے میری تقلید اور خلفائے راشدین کی تقلید جو میرے بعد آئیں گے۔ فرمایا کہ چار خلفاء راشدین کے بعد اولیائے کرام بھی نائب الرسول ہیں اور صاحب ارشاد اس لئے قرآن اور حدیث کے مطابق اُن کے حکم کی تعمیل بھی جزو شریعت ہے۔

اختلاف رحمت ہے

سیاست کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ لوگ دریافت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں کہ پہلے سب ایک جھنڈے کے نیچے آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا" یعنی سب اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ اب وہ سوال کرتے ہیں کہ اکٹھا ہونے کے بعد پھر کیا کریں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دوسرا قدم ہے۔ پہلے ایک بات پوری کر لو اکٹھا ہونے سے پہلے کیوں تفصیلات میں جاتے ہو۔ اس سے خواہ مخواہ اختلاف پیدا [illegible] اجمالی صورت میں رہو۔ اور جب وقت آئے گا۔ پھر تفصیلات [illegible] فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ میری امت میں اختلاف رحمت ہے لیکن اختلاف اور مخالفت میں فرق ہے۔ مخالفت اپوزیشن کو کہتے ہیں۔ اور اختلاف کے معنی ہیں۔ "HEALTHY DIFFERENCE OF OPINION" (تعمیری اختلاف رائے) اس قسم کے اختلاف

Marfat.com

سے اور کبھی وسعت ہوتی ہے۔ اور ہر کام اچھی طرح اور ہر پہلو سے مکمل ہو جاتا ہے۔ اور یہ اختلاف اصول میں نہیں ہوتا۔ فروعات میں ہوتا ہے۔ جب سب نے اصول تسلیم کر لیا تو فروعات میں اختلاف سے کوئی ہرج واقع نہیں ہوتا۔ تم اپنے خیال پر رہو ہم اپنے خیال پر رہیں۔ اس معمولی امر میں لڑنے جھگڑنے کی ضرورت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن مخالفت بری چیز ہے۔ اور دراصل مخالفت نفسانیت سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر نفسانیت کا دخل نہ ہو تو اختلاف سے کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ سب جھگڑے نفسانیت کے ہیں۔ اب ایک جماعت کہتی ہے کہ ہمارے خیال کے مطابق سب لوگ عمل کریں اور ہماری بات مانیں۔ ہر گفتگو اور ہر مجلس میں تبّی اور میری پر زور دیتے ہیں۔ یہ نفسانیت نہیں تو اور کیا ہے۔ اور مجتہدین میں جو اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہ صرف فروعات میں ہے۔ اصول میں سب متفق تھے۔ نفسانیت کو کچلنے کے لئے بھی وہ عجیب طریقے اختیار کرتے تھے۔ مثلاً بادشاہ کا لڑکا طلب ہدایت کے لئے ان کے پاس آیا تو تین وقت کا فاقہ کرا کے کہا کہ جاؤ شہر میں بھیک مانگو۔ اس میں حکمت یہ ہوتی تھی کہ اس کے تکبر اور نفسانیت کا قلع قمع ہو جائے۔ اپنے ملک اور شہر میں ایک شہزادہ کے لئے بھیک مانگنا کس قدر مشکل ہے۔ اور جب وہ بھیک مانگ مانگ کر لاتا تو سب کچھ لنگر میں داخل کر دیا جاتا۔ پہلے زمانہ کی تعلیم و تربیت سے رذائل نفسانیہ کا قلع قمع ہوتا تھا۔ اور روحانیت اور للہیت میں ترقی ہوتی تھی۔ لیکن آجکل کالجوں اور سکولوں میں رعونت اور فرعونیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس تکبر کو SELF RESPECT (خودداری) کے نام سے موسوم کرتے ہیں حالانکہ یہ خودداری نہیں ہے۔ بلکہ رعونت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ آج دو صاحب میر سراج الدین صاحب کے ساتھ آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم قومی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ مشورہ دیجئے کہ آیا مسلم لیگ میں شامل ہوں یا خاکسار بنیں۔ ہم نے کہا پہلے خود مسلمان بنو۔ اس کے بعد دوسروں کی اصلاح کرنا۔ فرمایا یہ بات مسلمانوں کو بری لگتی ہے۔ دراصل وہ مسلمان کے معنی نہیں جانتے آجکل تو سب "ACCIDENTAL" مسلمان ہیں۔ یعنی مسلمان BY ACCIDENT OF BIRTH (پیدائشی مسلمان) اوروں کی اصلاح اس وقت ہو سکتی ہے۔ جب انسان خود حقیقی مسلمان بن جائے۔

Marfat.com

سخاوت کی فضیلت

ایک دفعہ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میر سید علی ہمدانی سے یہ حدیث پڑھ کر سنائی "اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ فَاسِقًا" یعنی سخی اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ خواہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا۔ سخاوت اللہ تعالیٰ کو کس قدر مقبول ہے کہ گنہگار ہونے کے باوجود بھی سخی اللہ کا دوست بن جاتا ہے۔

۲۸ نومبر ۱۹۴۳ء۔ بہاولپور

تعلق باللہ

حاجی عبدالحق صاحب انسپکٹر پولیس نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ محکمہ پولیس میں رہ کر حرام سے بچنا قریب قریب ناممکن ہے۔ حضور اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلامی احکام پر عمل کرنا سخت مشکل ہو جائے گا اس وقت جو شخص نماز اور روزہ قائم رکھ سکے گا۔ ولی اللہ ہوگا۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ کیا حق العباد بھی توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حق العباد معاف نہیں کروں گا۔ جب تک کہ صاحب معاملہ معاف نہ کر دے۔ لیکن اللہ کو یہ طاقت ہے کہ معاف کرا دے۔ فرمایا اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر عرض کرے کہ مجھے فلاں سے دس ہزار روپیہ لینا ہے۔ اس کی نیکیاں کاٹ کر مجھے دیجئے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ اس شخص کو بہشت دکھائے اور فرما دے کہ اگر تو یہ دس ہزار روپیہ بخش دے تو اس کا انعام یہ بہشت ہے تو وہ شخص فوراً منظور کرلے گا۔ فرمایا اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انسان تعلق پیدا کرے۔ جب اللہ اس کا ہو جائے گا تو سب کچھ اس کا ہے۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ تعلق باللہ معصیت کو جلا کر خاک کر دیتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک بادشاہ نے حکم دیا کہ محل میں جو کچھ ہے وہ لوٹ لو۔ یہ حکم پاکر لونڈی غلام اور خدام نے محل کا مال لوٹنا شروع کیا۔ جو چیز جس کے ہاتھ لگی لے گیا۔ ایک لونڈی نے بادشاہ کے [illegible] دیا۔ بادشاہ نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا اور کہا یہ کیا حرکت [illegible] دست بستہ عرض کیا کہ حضور ہی کا ارشاد ہے کہ محل میں جو کچھ ہے وہ لوٹ لو۔ اب مجھے جو چیز پسند آئی میں نے لے لی۔ بس اب آپ میرے ہیں۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ فرمایا آجکل کے لوگ اس لونڈی سے بھی گئے گذرے ہیں۔ جزا [illegible] نہیں

Marfat.com

پکڑتے اور ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں۔

حضرت فضیل ابن عیاضؒ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت فضیل ابن عیاضؒ شروع میں ڈاکوؤں کے سردار تھے۔ جو شخص سعید ازلی ہوتا ہے۔ وہ اپنے معصیت کے کاموں میں بھی کچھ اچھے اصول رکھتا ہے۔ ان کا اصول تھا کہ جب ڈاکہ ڈالتے تھے تو عورتوں اور بچوں کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ اس کے علاوہ لٹے ہوئے آدمیوں کو گھر تک پہنچنے کے لئے زاد راہ بھی دے دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ ایک قافلہ کی گھات میں تھے۔ اس قافلہ میں ایک قاری بھی تھا۔ جو اتفاق سے یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ۔ یعنی کیا ایمان والوں کو وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے گڑگڑائیں اور اس چیز سے جو سچا دین اترا ہے۔ جب انہوں نے یہ آیت سنی تو ان پر رقت طاری ہوئی اور فوراً توبہ کرلی۔ اس کے بعد حضرت فضیل ابن عیاضؒ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی تلاش میں گئے لیکن معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہوچکا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ آپ کے خلیفہ حضرت عبدالواحد بن زیدؓ ہیں۔ ان کے پاس جائیے۔ چنانچہ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بیعت کے لئے عرض کی لیکن انہوں نے فرمایا کہ بیعت سے پہلے یہ کام کرو کہ جس جس کا مال آج تک لوٹا ہے سب کو معاوضہ ادا کردو۔ یا ان کا حق معاف کرالو تب بیعت لوں گا۔ چنانچہ آپ گئے اور سب لوگوں کا حق ادا کرنے لگے۔ کسی کو مال واپس کیا کسی سے معافی مانگی۔ ایک یہودی کے پاس گئے۔ جس کا انہوں نے مال لوٹا تھا جب معافی چاہی تو اس نے کہا کہ میں تم کو اس شرط پر معافی دوں گا کہ فلاں پتھر کے نیچے کپڑے میں بندھا ہوا ایک سونے کا ڈلا پڑا ہے اسے اٹھا کر لے آؤ۔ آپ گئے اور پوٹلیا اٹھا کر یہودی کو لادی یہودی نے دیکھ کر رکھ لیا اور کہا کہ آپ فوراً مجھے مسلمان کرلیجئے۔ جب آپ نے اس عجلت کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ ایک نبی برحق آئیں گے اور ان کی امت کے لوگ جب تائب ہو کر مٹی کو سونا سمجھ کر ہاتھ لگائیں گے۔ تو وہ سونا ہو جائے گی اس لئے آپ کے تائب ہونے کی خبر سن کر میں نے کپڑے میں مٹی کا ڈھیلہ رکھ دیا تھا تاکہ آپ کا امتحان لوں۔ جب آپ کے ہاتھ لگانے سے وہ مٹی کا ڈھیلا سونا بن گیا تو مجھے یقین ہوگیا کہ آپ کی توبہ قبول ہوگئی

Marfat.com

اور آپ کا مذہب سچا ہے۔

فہم قرآن کا بہترین طریقہ اور قرآن کے انگریزی ترجمے

۲۹ر نومبر ۱۹۴۳ء

احقر نے ایک پارہ قرآن شریف مترجمہ انگریزی لا کر حضورؐ کو دیا۔ اور عرض کیا کہ پکھتال نے جو ترجمہ کیا ہے وہ خالی ترجمہ ہے یا تفسیر بھی ساتھ ہے۔ آپ نے فرمایا صرف ترجمہ ہے لیکن تمام انگریزی ترجموں سے بہتر ہے۔ فرمایا Sale نے بھی ترجمہ کیا ہے۔ جس کے ساتھ ساتھ تفسیر بھی ہے۔ عرض کیا کہ SALE کون تھے۔ فرمایا وہ ایک عیسائی پادری تھے لیکن ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ درپردہ مسلمان تھے۔ دراصل وہ ان لوگوں کے ملازم تھے اور شاید ان کا یہ خیال تھا کہ اگر کھلم کھلا مسلمان ہو جائیں تو تنخواہ بھی بند ہو جائے گی اور ترجمہ بھی نہ کر سکیں گے۔ ان کے ترجمہ میں عجیب رنگ ہے۔ وہ آیات کو لے کر کہتے ہیں کہ "ان آیات پر عیسائی یہ اعتراض کرتے ہیں اور پھر آگے خود لکھ دیتے ہیں کہ مسلمان اس اعتراض کا یوں جواب دیتے ہیں عیسائیوں کو چاہیے کہ بودے اعتراض نہ کریں بلکہ ایسے اعتراض کریں جن کا جواب نہ بن سکے۔" فرمایا یہ تبلیغ کا بہت اچھا طریقہ ہے۔ اور اس کا نتیجہ بہت اچھا نکلتا ہے۔ اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ تصوفانہ رنگ میں بھی کوئی تفسیر لکھی گئی ہے۔ فرمایا بہت۔ حضرت ابن العربیؒ نے تفسیر لکھی ہے۔ جو بالکل عارفانہ رنگ میں ہے۔ امام غزالیؒ نے بھی اسی قسم کی تفسیر لکھی ہے اس کے علاوہ تفسیر حسینی اور تفسیر عرائس البیان بھی جو صوفیانہ رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ احقر نے عرائس کے مصنف کی بابت دریافت کیا۔ فرمایا متقدمین بزرگوں میں سے ہیں اور تفسیر عربی میں لکھی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ دراصل قرآن ایک بحر بے پایاں ہے اور ہر شخص اس [illegible] استعداد کے مطابق لوٹا گلاس اور ڈول بھر لیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ [illegible] آ گیا ہے۔ سب سے بہتر بات یہ ہے کہ انسان اپنے دروازے [illegible] نہر نکال لے جب چاہے اس میں سے پانی لے لے۔ وہ ہر وقت رواں رہے گی اور کبھی ختم نہ ہو گی۔ اس طرح اگر قلب کا دروازہ کھل گیا۔ تو حقائق و معارف کی نہر ہمیشہ اس کے اندر چلتی رہے گی فرمایا کہ ایک صحابیؓ (عبداللہ بن عباسؓ) کے حق میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

Marfat.com

تھی کہ یا اللہ اسے فہم قرآن عطا فرما۔ اور بس وہ دروازہ کھل گیا۔ نہ انہوں نے مدرسہ میں تعلیم پائی اور نہ کسی سے تفسیر پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت مولانا روم صاحبؒ نے ہاتھی اور اندھوں والی جو مثال بیان فرمائی ہے وہ ان لوگوں پر خوب صادق آتی ہے۔ جو قرآن کے معنوں پر آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک سچا بھی ہے۔ اور جھوٹا بھی۔ جزوی لحاظ سے سچا ہے لیکن کل کے لحاظ سے جھوٹا ہے۔

اولیاء کی صحبت میں بیٹھنے والا شقی نہیں ہوتا (حدیث)

دورانِ قیام بہاولپور میں ایک دن مولوی عبداللہ صاحب مدرس جامعہ عباسیہ ملنے آئے۔ حضرت اقدسؒ نے بخاری شریف کی وہ حدیث بیان فرمائی جس میں فرمایا گیا ہے کہ فرشتے ذاکرین کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو ذکر کے خیال سے نہیں بلکہ کسی اور مقصد سے آئے ہوں ذاکرین کی برکت سے بخشے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں۔ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ" یعنی ان کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں ہوتا۔ اور مولوی صاحبان یہ طنز کرتے ہیں کہ پیروں کے پاس آتے ہی لوگوں کو بہشت کا پروانہ مل جاتا ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اس حدیث کی رو سے اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنے والوں کا خاتمہ بالخیر تو فقط پاس بیٹھنے سے ہو جاتا ہے باقی جو مجاہدات وغیرہ کرتے ہیں اور جو انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ وہ اس کے علاوہ ہیں۔ گویا خاتمہ بالخیر ان کے لئے سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔

معراج شریف

۱۳- دسمبر ۴۳ء

آج ارشاد فرمایا کہ بیعت کے دوسرے سال ہمیں معراج کے متعلق الجھن پیدا ہوئی۔ دل میں خیال پیدا ہوا کہ چشم زدن میں کس طرح تمام زمینوں آسمانوں اور دوزخ بہشت کی سیر ہو سکتی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ بستر بھی گرم رہ جائے اور دروازہ کی کنڈی بھی ہلتی رہے۔ ایک رات ہمیں بارہ بجے سے دو بجے تک نیند آئی اور اس عرصہ میں ہم نے ایک خواب دیکھا۔ اس خواب کا عرصہ تین دن اور تین رات کا تھا۔ ایسا ہوا کہ خواب میں ہم کسی سے ملے اور کہا کہ کل پھر ملیں گے۔ دوسرے دن ملاقات ہوئی اور اسی طرح تین دن گذر گئے اس خواب کے بعد ہم سمجھ گئے کہ جب تین دن اور تین رات کے واقعات زیادہ سے زیادہ

Marfat.com

دو گھنٹے میں سما سکتے ہیں تو معراج کے واقعات چشم زدن میں کیوں نہیں سما سکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہاں کے وقت اور وہاں کے وقت میں بہت فرق ہے۔ فرمایا یہ بات مجھ پر حضرت صابر صاحب (علیہ الرحمۃ) کے ہاں سے منکشف ہوئی۔

موسیقی

فرمایا حضرت صابر صاحب رح کے ہاں سے پہلی موسیقی کی تعلیم دی گئی ہے فرمایا موسیقی کی حقیقت بھی ذات سے ہے۔ اور اس میں ذات کا [illegible] پایا جاتا ہے۔ اسمائے امہات سات ہیں۔ حیات۔ ارادہ۔ قدرت۔ علم۔ کلام۔ سمع۔ بصر اور راگ بھی سات ہیں۔ اس کے بعد لفظ بسنت کی وجہ تسمیہ بیان فرمائی۔ جو کسی اور جگہ درج کی گئی ہے۔

روح انسانی قدیم ہے یا حادث

اس کے بعد حضرت نے عرض کیا کہ روح انسانی قدیم ہے یا حادث۔ ارشاد فرمایا کہ ایک لحاظ سے قدیم ہے اور ایک لحاظ سے حادث۔ روح کا وہ پہلو جو ذات سے متعلق ہے قدیم ہے [illegible] جو جسم سے تعلق رکھتا ہے حادث ہے۔ جیسے سورج جب ریت کے ذرات پر چمکتا ہے [illegible] جب تک ذروں پر رہتی ہے۔ ذروں کے لحاظ سے حادث ہے [illegible] سے وہ مستقل ہے۔ سورج ہر وقت روشن رہتا ہے۔ اور ذروں [illegible] فرمایا حیات۔ علم۔ ارادہ۔ سمع۔ بصر۔ وغیرہ سب [illegible] وہیں سے آتی ہیں۔

وحدت الوجود

اس کے بعد فرمایا۔ ایک شعر حضرت [illegible] تھا جس میں لکھا تھا کہ خالق [illegible] ساتھ سب کچھ وہی ہے۔ اس سے ہمارے [illegible] اعتبار کے عنوان کے تحت درج کی ہے یعنی [illegible]
اب وہ آدمی اس دنیا کا خالق ہے [illegible]
وہ اس دنیا سے جدا بھی نہیں ہے [illegible]
ارشاد فرمایا کہ اگر کائنات کو اللہ کا غیر [illegible]

Marfat.com

کہ اللہ کائنات میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ کہیں اور موجود ہے۔ اس نظریہ سے اللہ کی
لامحدودیت نہیں رہتی ۔ لامحدود کی کوئی حد نہیں ہوسکتی۔ یہ کہنا کہ اللہ کائنات میں نہیں
اُس کو محدود کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ کائنات کا وجود غیر اللہ
نہیں ہے۔

وحدت الوجود کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے مطابق اللہ کا کوئی
شریک نہیں ہے۔ نہ ذات میں نہ صفات میں لہٰذا صفت وجود میں اس کا شریک کیوں ہو
اس لئے کائنات کا وجود غیر حق نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کلمہ طیبہ کا مطلب صرف وہ نہیں ہے
جو عام طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ عارفین بیان کرتے ہیں کہ ایک ہوتا ہے معبود حقیقی اور ایک
معبود ممکناتی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں معبودانِ ممکناتی کی نفی ہے۔ یعنی نہیں ہیں معبودانِ ممکناتی
مگر اللہ۔ کفار کہا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام معبودوں کو ملا کر ایک کر دیا ہے۔
اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا۔

موت کے بعد ترقی

ایک دفعہ فرمایا کہ اولیاء اللہ رحلت کے بعد بھی ترقی کرتے ر[ہتے]
ہیں۔ چونکہ ذات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس لئے ترقی کی
بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔

نماز میں انہماک

ایک دفعہ فرمایا کہ جب آدمی نماز پڑھے تو ایسا خیال کرے کہ یہ میری
آخری نماز ہے۔ اس کے بعد زندگی ہوگی تو نماز پڑھی جائے گی
کیا معلوم ابھی اجل آجائے۔ اس تصور سے نماز میں انہماک ہو جاتا ہے۔

ابوجہل اور ابولہب کی خودی

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جنگ بدر کے موقعہ پر دو لڑکے
ابوجہل کی تاک میں تھے۔ اس پر حملہ آور ہوئے اور شدید
زخمی کرکے گرا دیا۔ جب کفار پسپا ہو کر بھاگ گئے اور ایک صحابی ابوجہل کا سر تن سے جدا
کرنے والے تھے۔ اس وقت اُس نے آرزو کی کہ میرا سر کندھوں کے قریب سے کاٹا
اور پوری گردن سر کے ساتھ رہنے دی جائے۔ تاکہ جب سب لوگوں کے سر ایک جگہ رہ
جائیں تو مجھ سردار کا سر سب سے اونچا نظر آئے۔ اسی طرح ابولہب کہتا تھا کہ میں اسلام

Marfat.com

قبول کر تو لیتا لیکن اللہ سے مجھے یہ شکایت ہے کہ اس نے چچا کو چھوڑ کر بھتیجے کو نوازا۔
فرمایا یہی خودی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان بہت سے گناہ کرتا ہے۔

صدیقِ اکبر کی فنائیت

اس کے بعد فرمایا۔ دیکھو صحابۂ کرام نے SELF (خودی) کو کس طرح مٹایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ بڑے مالدار تھے لیکن انہوں نے اللہ کی راہ میں بہت کچھ لٹا دیا۔ حضرت بلال رضؓ کو انہوں نے خرید کر آزاد کیا حالانکہ ان کے مالک نے بہت زیادہ قیمت طلب کی لیکن آپ نے سب ادا کر دی۔ اس طرح بہت سے غلام آزاد کرائے۔ آپ کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک موٹا کرتا زیب تن تھا۔ اور جہاں سے وہ پھٹا ہوا تھا وہاں کانٹے لگا کر جوڑ دیا تھا۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو سلام بھیجا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ ابوبکر سے دریافت کرو کہ پہلے وہ حالت تھی اب یہ حالت ہے۔ کیا ہم سے نہیں شکایت تو نہیں ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ پیغام سنایا تو آپ سنتے ہی بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو پھر دریافت کیا گیا۔ آپ پھر بیہوش ہو گئے۔ دوسری دفعہ ہوش میں آ کر عرض کیا کہ یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ میرے حال کی پرسش فرمائی۔ ایک بندہ کو اپنے آقا سے کیا شکایت ہو سکتی ہے۔ یہ کہہ کر پھر بیہوش ہو گئے۔ جب انہوں نے اپنی ہستی کو اس قدر مٹایا تو اللہ تعالیٰ نے بھی خوب نوازا۔ ہمیشہ پہلے اپنے آپ کو مٹانا پڑتا ہے تب جا کر نوازشات کی بارش ہوتی ہے۔ انسان کا ظاہری حسن و جمال کیا ہے۔ ایک ہفتہ نہ نہائے تو بدن سے بدبو آنے لگتی ہے۔ اور حسن و جمال سب ختم ہوتا جاتا ہے۔ اصلی حسن خودی کو مٹانے کے بعد ملتا ہے۔ فرمایا۔ جس وقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ [illegible] لے مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ آپ کے ہمراہ تھے [illegible] سے قبل لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا۔ تو بعضوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر سلام کیا۔ یہ رنگ دیکھ کر صدیق اکبر رضؓ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مبارک پر سایہ کر لیا۔ تاکہ دھوپ سے بھی بچیں اور

Marfat.com

نماز خشوعی کی دوری ہو جاسکے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر رضؓ کو ہمیشہ یہ شوق رہتا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے سبقت لے جائیں۔ ایک دفعہ کسی جنگ کے موقعہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے چندہ طلب کیا۔ چنانچہ صحابہ کرام نے نقدی و مال اسباب وغیرہ جس قدر جس سے ہو سکا خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ہر شخص سے دریافت فرماتے تھے۔ کہ بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے اگر کوئی بال بچوں کے لئے کافی مقدار میں مال چھوڑ کر نہ آتا تو آپ اُسے کچھ واپس کر دیتے۔
جب حضرت عمر رضؓ آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہر چیز کا نصف ساتھ لایا ہوں۔ اس روز حضرت عمر رضؓ کے دل میں خیال تھا کہ آج حضرت ابو بکر صدیق سے بازی لے جاؤں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مال لے کر فرمایا جزاک اللہ۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضؓ آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول۔ ارشاد فرمایا اچھا رکھ دو۔ حضرت ابو بکر رضؓ سے یہ نہیں فرمایا کہ کچھ مال بال بچوں کے لئے واپس لے جاؤ۔ ہر شخص کے ساتھ اس کے مقام کے مطابق معاملہ کیا جاتا ہے۔
اس واقعہ کے بعد حضرت عمر رضؓ نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی برابری کا خیال چھوڑ دیا۔ فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے کس طرح اپنے آپ کو مٹایا۔

دولت مندی سے ڈرنا چاہئے

ارشاد فرمایا کہ جب ایران فتح ہوا تو اس قدر مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا جس کی کوئی انتہا نہ تھی۔ تھوڑا سا مال بھی جس کسی کے حصہ میں آیا وہ امیر بن گیا۔ جب تمام مال غنیمت کو ایک میدان میں لا کر رکھا گیا تو حضرت عمر رضؓ دیکھ کر رو دیئے۔ لوگوں نے کہا یہ رونے کا کیا مقام ہے۔ خوش ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا میں اس لئے روتا ہوں کہ کثرتِ مال کہیں بربادی امت کا باعث نہ بن جائے۔

حضرت عمر رضؓ اور ہرمزان

ایک دفعہ جنگ کے دوران میں ہرمزان گورنر اہواز (ایران) گرفتار ہو کر آئے۔ چونکہ کئی دفعہ یہ عہد شکنی کر چکے تھے۔

Marfat.com

اس لئے واجب القتل قرار دیئے گئے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ہرمزان کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ ہرمزان نے کہا کہ میں پانی پینا چاہتا ہوں۔ چنانچہ پانی لایا گیا۔ آپ خورے کو ہاتھ میں لے کر کہنے لگا کہ آپ میرے ساتھ عہد کریں کہ جب تک یہ پانی نہ پی لوں آپ مجھے قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا منظور ہے۔ یہ سُن کر انہوں نے آبخورہ زمین پر پھینک دیا۔ اور کہنے لگے اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بے شک میں تمہیں قتل نہیں کروں گا۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ آج انگریزوں سے کوئی ایسی بات کر کے دیکھ لے۔ کہ وہ قتل کرتے ہیں یا چھوڑ دیتے ہیں۔

فرمایا ایک دفعہ ایک شخص نے بیت المال سے چوری کی اور حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے فرمایا بیت المال میں اس کا بھی تو حصہ ہے۔ حصہ دار کیسے چور ہو سکتا ہے۔ یہ کہہ کر اُسے رہا کر دیا۔ فرمایا ایسی لطیف بات والسرائے کی کھوپڑی میں آسکتی ہے؟ اس کے بعد فرمایا کہ انہی ہرمزان نے جب حضرت عمرؓ کو اپنے قول کا سچا دیکھا تو مسلمان ہو گئے۔ پہلے مسلمان ہوتے تو تلوار کے ڈر سے ہوتے اب سچے دل سے مسلمان ہو گئے۔ ان کے فہم و فراست اور جذبہ کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں آپ کو تمہارا اپنے ملک کا امیر بنا کر بھیجتا ہوں۔ انہوں نے کہا اب میں امیر بننا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنے ملک میں بھیج دیں۔ میں کسی ویران گاؤں میں رہوں گا۔ اور غیر آباد زمین کو آباد کر کے بسر اوقات کروں گا۔ آپ نے وہاں کے گورنر کو حکم دیا کہ کوئی ویران گاؤں اور بنجر زمین تلاش کرو۔ اس نے کہلا بھیجا کہ اس ملک میں کوئی گاؤں ویران نہیں ہے۔ اور ایک چپہ کا زمین بھی غیر آباد نہیں ہے۔ یہ سن کر ہرمزان نے کہا اب آپ کو اپنی تحقیقات سے معلوم ہو گیا کہ تمام ... آباد اور خوشحال ہے۔ اب اگر کوئی گاؤں ویران ہوا یا زمین غیر آباد ... کی ذمہ داری آپ پر ہے۔

چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
کاشانۂ نزول

قربانی کا ذکر ہو رہا تھا۔ فرمایا کہ شروع شروع میں علیہ السلام بکری ذبح ہوتے دیکھ کر ... بیہوش ہو گئے۔ فرمایا جانور پر رحم کرنے کا

Marfat.com

یہ کیا موقعہ ہے۔ وہ جانور جو خدا کی راہ میں ذبح کیئے جاتے ہیں۔ وہ تو بہشت میں جاتے ہیں عبدالسلام نے عرض کیا کہ انسان کے جسم کے اندر داخل ہو کر جیسا کہ آپ نے پہلے فرمایا ہے حضرت اقدس رح نے فرمایا اس طرح بھی اور الگ بھی کیونکہ قربانی کا جانور حدیث شریف کے مطابق پل صراط پہ سواری بن کر برق رفتاری سے گذر جائے گا۔ فرمایا۔ ان کے بھی دو وجود ہوتے ہیں۔ جیسے "شب جائے کہ من بودم" میں۔ اس کے بعد دریافت فرمایا کہ ہم نے اس غزل کی شانِ نزول بتائی ہے؟ عرض کیا یاد نہیں ہے۔ فرمایا حضرت محبوب الٰہی رح کے زمانے میں ایک بزرگ تھے۔ حضرت امیر خسرو رح کے ان کے ساتھ مراسم تھے۔ اور اکثر ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک روز انہوں نے حضرت امیر خسرو رح سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں سب اولیائے کرام موجود ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کے شیخ کو کبھی نہیں دیکھا اس کی کیا وجہ ہے۔ امیر خسرو رح بھلا اس بات کی تاب کہاں لا سکتے تھے۔ فوراً حضرت محبوب الٰہی رح کی خدمت میں گئے۔ عرض کیا کہ حضور آپ کے متعلق فلاں بزرگ اس طرح کہتے ہیں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا۔ ان سے کہنا کہ آپ کے ساتھ میں بھی چلتا ہوں۔ ہم دونوں مل کر انہیں تلاش کریں گے۔ میرے شیخ اس مجلس میں ضرور ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان بزرگ سے امیر خسرو رح نے یہ بات کہی اور اب یہ دونوں حضرات مراقب ہوئے۔ آنکھیں بند کرنے کے بعد پہلے آسمان پر پہنچے دیکھا تو دربار لگا ہوا تھا۔ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسند پر تشریف فرما تھے۔ اور تمام اولیائے کرام گرداگرد بیٹھے تھے۔ انہوں نے کافی دیر ادھر ادھر دیکھا لیکن حضرت محبوب الٰہی رح کو نہ پایا۔ امیر خسرو رح نے کسی بزرگ سے دریافت کیا ہمارے شیخ کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا کون تمہارے شیخ۔ انہوں نے کہا حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رح۔ انہوں نے جواب دیا۔ وہ یہاں کہاں وہ تو اوپر ہیں۔ اب یہ حضرات دوسرے آسمان پر پہنچے۔ دیکھا تو یہاں بھی ایک مجلس آراستہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں بھی رونق افروز ہیں۔ اور اس کی شان و شوکت بھی پہلی مجالس سے زیادہ ہے۔ لیکن حضرت محبوب الٰہی کو یہاں بھی نہ پایا پھر حضرت امیر خسرو رح نے کسی سے دریافت کیا کہ ہمارے شیخ کہاں ہیں۔ پوچھا گیا کون تمہارے شیخ۔ انہوں نے کہا حضرت محبوب الٰہی رح۔ جواب ملا وہ یہاں کہاں وہ تو اوپر ہیں۔ اب یہ

Marfat.com

تیسرے آسمان پہ پہنچے ۔ دیکھا تو وہاں بھی ویسا ہی دربار لگا ہوا ہے ۔لیکن اس دربار کی سج دھج سالقہ دربار سے بھی زیادہ تھی ۔حضرت محبوب الٰہی وہاں بھی نہ ملے ۔غرضیکہ اسی طرح منزلیں طے کرتے ہوئے جب ساتویں آسمان پہ پہنچے تو وہاں دیکھا کہ نہایت عظیم الشان دربار آراستہ ہے صحابہ کرام اور خاص خاص اولیاء اللہ اس دربار میں حاضر ہیں ۔تجلّیات اور انوار و برکات پچھلے سب درباروں سے کہیں زیادہ ہیں ۔ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نوری مسند پہ نہایت حُسن و جمال کے ساتھ رونق افروز ہیں ۔ وہاں بھی انہوں نے بہت دیکھا لیکن حضرت محبوب الٰہیؒ کہیں نظر نہ آئے کسی سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کے پیچھے وہ جو نور کا پردہ لٹکا ہوا ہے ۔اس پر نظر جما کر دیکھو ۔چنانچہ انہوں نے پردہ کو دیکھنا شروع کیا ۔ پردہ کا نور بہت تیز تھا ۔کچھ دیر تک دیکھنے کے بعد اس پردے کے پیچھے حضرت محبوب الٰہیؒ نوری پوشاک پہنے نہایت حسین و جمیل صورت میں نظر آئے ۔ وہاں بات کرنے کی کسی کو مجال نہ تھی ۔حضرت امیر خسروؒ نے اشارہ سے سلام کیا ۔آپ دیکھ کر مسکرائے اور اشارہ سے سلام کا جواب دیا ۔اور اشارہ ہی سے فرمایا کہ اب چلے جاؤ ۔چنانچہ وہ نیچے والے درباروں سے گذرتے ہوئے واپس لوٹے اور مراقبہ سے باہر آئے ۔جب محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا پورا واقعہ بیان کرو کہ کیا کیا دیکھا ۔حضرت امیر خسروؒ تو اپنے شیخ کے قوال تھے ساز لے کر بیٹھ گئے اور گانا شروع کیا ۔

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم

رقیباں گوش بر آواز او در ناز و من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم

پری پیکر نگارے سرو قدّ لالہ رخسارے
سراپا آفت دل بود شب [illegible] بودم

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمع محفل [illegible] جائے کہ من بودم

اس کے بعد فرمایا کہ ایک ولی اللہ بیک وقت کئی مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں ۔ ان کے لئے یہ آسان ہے ۔ اور یہ قربانی کے جانور جن کا گلا اللہ کے نام پر کاٹا جاتا ہے انسان کے جسم کے ساتھ مل کر بہشت میں جائینگے ۔کیوں کہ جب ان کا گوشت کھایا جاتا ہے تو ان کی روحانیت انسان کی روحانیت میں شامل ہو کر PRESERVE (محفوظ) ہو جاتی

Marfat.com

ہے۔ چنانچہ گوشت کھانا انسان کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ اور جانور کے لئے بھی۔ اس سے انسان کی روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جانور کی روحانیت محفوظ ہو کر ترقی کرتی ہے۔ اور اس کے علاوہ قربانی کے جانور علیحدہ طور پر بہشت میں جائیں گے اور وہاں کے پھول کھاتے پھریں گے۔ فرمایا شہدائے کرام نے اللہ کی راہ میں اسی لئے سر کٹائے کہ قربانی کی بدولت بڑی نوازشات ہوتی ہیں۔ جو کچھ اللہ نے دیا انہوں نے سب کچھ اسی کی نذر کر دیا۔ بس سب کچھ ختم کر دیا۔ اپنا کچھ نہ رکھا حتی کہ اپنے نفس کو بھی مٹا دیا۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ ان کے پاس تھا۔ اللہ ہی کے حضور میں پیش کر دیا۔ پھر ان پر نوازشات کی بارش ہونا شروع ہوئی۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ معاوضہ کی خاطر انسان کوئی عمل نہ کرے۔ ہر کام خالصاً للہ کرے۔ اس کے بعد وہ بادشاہ ہیں۔ خود بخود عنایت فرماتے ہیں۔ اگر کسی شریف اور غیرت مند آدمی کے ساتھ نیکی کی جائے تو وہ خود بخود اس کا بدلہ دیتا ہے۔ اور اللہ تو سب سے زیادہ غیور ہے اور تمام شرافتیں وہاں سے نکلی ہیں وہ کیوں نہ عطا کریں۔ لیکن انسان خلوص نیت سے کام لے اور جو کچھ کرے اسی کی خاطر کرے معاوضہ کی خاطر کرنے سے شرک لازم آتا ہے اور انسان نہیں جانتا کہ اس نیت سے نیکیاں کرتے ہوئے بھی اپنے ہی نفس کا طواف کرتا ہے۔

ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے

جس مکان میں حضرت اقدس رح کا قیام تھا۔ اتفاقاً ایک موقعہ پر وہاں چوہے زیادہ ہو گئے تھے۔ جو کبھی کبھی سامان کو نقصان پہنچا دیتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ چوہے بھی POWER-OF-DESTRUCTION (قوت تخریب) کا مظہر ہیں۔ اپوزیشن OPPOSITION نہایت ضروری ہے۔ ہر چیز اپنے OPPOSITE (ضد) سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر رات نہ ہوتی تو دن کو دن کوئی نہ کہتا۔ اسی طرح اگر بدصورت نہ ہوتے تو حسینوں کو کوئی حسین نہ کہتا۔ اب چونکہ وجود کا پہچانا جانا مقصود تھا اس لئے عدمیت کو پیدا کیا اور عدمیت کے لئے تخریب لازمی ہے۔ احقر نے عرض کیا کہ اس لحاظ سے جنگ کا وجود بھی ضروری ہے۔ فرمایا ہاں ضروری ہے۔ جنگ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ جنگ کا واقع ہونا لازمی ہے۔ اور یہ لوگ جو FOUR-FREEDOMS (چار آزادیاں) کا ڈھونگ رچا رہے ہیں۔ یہ بھی سب لغو ہے وہ خود FREE نہیں ہیں اوروں کو کیا FREE (آزاد)

Marfat.com

کریں گے۔ فرمایا قیامت EVOLUTIONARY (ارتقائی) ہوگی۔ پچھلی جنگ کافی برباد کن تھی۔ لیکن موجودہ جنگ اس سے کہیں زیادہ تباہ کن ہے۔ اسی طرح آئندہ جنگیں زیادہ خوفناک ہوں گی۔ صرف حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں امن ہوگا۔ کیونکہ آپ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت ہوگی۔ وہی نام ہوگا اور ماں اور باپ کا نام بھی وہی ہوگا۔ ان کے زمانہ کے بعد پھر افراتفری مچ جائے گی۔ بیت اللہ جانے کے راستے بند ہو جائیں گے۔ صرف ایک مسلمان تمام روئے زمین پر رہ جائے گا۔ اور وہ صرف کلمہ طیبہ جانتا ہوگا۔ اور قطب وقت ہوگا۔ جب ان کا انتقال ہوگا تو قیامت آجائے گی۔

۸ دسمبر ۱۹۴۳ء - بھاولپور

ہندوستان چشتیوں کا ورثہ ہے

آج نماز عید کا ذکر ہو رہا تھا۔ دوران گفتگو میں آپ نے فرمایا۔ مدینہ منورہ کے بعد اجمیر شریف میں سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت خواجہ غریب نواز نائب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لیے یہاں بھی وہی رنگ ہوتا ہے۔ اور عارف لوگ وہی خوشبو یہاں بھی محسوس کرتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہندوستان پر اللہ تعالیٰ کا بہت کرم ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رح کو یہاں بھیج دیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہندوستان پر بہت مہربان ہیں۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یمن سے مجھے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ اس وقت آپ اس طرح تشریف فرما تھے کہ ہندوستان آپ کے یمین (دائیں) جانب تھا۔ لیکن اب یمن کے باشندے کہتے ہیں کہ یمن سے مراد ملک یمن ہے لیکن عرفا کے نزدیک یمن سے مراد ہندوستان ہے۔ فرمایا ہندوستان کو [illegible] کی [illegible] چشتیت سے کھر دیا ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے تو ہندوستان اپنے [illegible] بالا ہے۔ حضرت خواجہ ابو محمد محترم چشتی رح۔ سلطان محمود غزنوی کے [illegible] لائے اور سومنات کو فتح کرایا۔ سومنات کی فتح کے بعد [illegible] گویا حضرت ابو محمد محترم چشتی رح نے ہندوستان مسلمانوں کو [illegible] اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز کے تصرف سے شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج کو شکست دی۔

[illegible] اولیاء اللہ کو ان کی جگہ سے کوئی نہیں ہٹا سکتا

Marfat.com

بیٹھ جائے۔ اس کو کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ حضرت غریب نواز رح نے جب اجمیر میں قیام فرمایا۔ تو پرتھوی راج نے بہت کوشش کی کہ آپ قنوج چلے جائیں۔ لیکن غریب نواز رح یہی فرماتے تھے کہ بھیجنے والے سے کہو۔

حیدر آباد میں ایک دفعہ ایک رفاعی بزرگ ایک ہندو کے باغ میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہ ہندو بہت متعصب تھا۔ اور کسی مسلمان کو اپنے باغ کے اندر نہ گھسنے دیتا تھا۔ اس باغ کے اندر ایک بنگلہ تھا۔ جس کے اندر وہ رہتا تھا۔ اس نے بہت کوشش کی کہ ان کو نکال دیا جائے لیکن وہ ڈٹ کے بیٹھے رہے۔ پولیس کو بلایا لیکن کوئی ان کو وہاں سے نہ نکال سکا وہ اسی باغ میں رہے۔ حتیٰ کہ وہیں ان کا وصال ہوا۔ اور اسی باغ کے اندر دفن ہوئے۔ آج تک ان کا مزار وہاں موجود ہے۔ یہ انہی کا مزار ہے۔ جس کے گرد بکروں کو سات چکر دے کر جب باہر لاتے ہیں تو وہ فوراً گردن چھری کے نیچے رکھ دیتے ہیں۔ فرمایا اسی طرح جو اونٹ کہ لوگ ذبح کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے تھے وہ فوراً گردن جھکا کر سامنے آتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گردن میں نیزہ مارتے۔

ایک اور مجذوبہ پونہ (بمبئی) میں شاہراہ پر بیٹھ گئیں۔ حکومت نے اٹھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ اٹھیں۔ اس کے بعد کسی نے اوپر چھپر ڈال دیا۔ ان کا وصال بھی چھپر کے نیچے ہوا اور اب وہاں ان کا مزار موجود ہے۔

ہندوستان میں سماع

اس کے بعد فرمایا کہ ہندوستان میں سماع کی بنیاد حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رح نے ڈالی ہے۔ اور پھر اس کو سنوارا ہے حضرت امیر خسرو رح نے۔ حضرت قاضی صاحب رح کے بعد حضرت امیر خسرو رح نے سماع کو ترتیب دیا۔ اور بہت سی نئی چیزیں ایجاد کیں۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ کل نہیں پرسوں حضرت امیر خسرو رح کا ایجاد کیا ہوا ایک راگ "MALI GORA" مالی گورا ریڈیو پر سنایا جائے گا اس کے بعد فرمایا کہ فرشتے آکر حضرت محبوب الہٰی کو آسمانی ترانے سنایا کرتے تھے۔ اور حضرت امیر خسرو رح وہ ترانے یاد کر لیا کرتے تھے۔ ٹیگور کے باپ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام "DECCAN AND UPPER INDIA MUSIC" ہے۔ اس کتاب میں اس نے لکھا ہے کہ مسلمانوں نے

Marfat.com

ہندوستانی موسیقی کو ترقی دے کر اس کی شان و شوکت کو دو بالا کر دیا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ جنوبی ہندوستان کا ایک گویا دہلی میں آیا۔ اور شکایت کی کہ مسلمانوں نے ہندوستانی موسیقی کو خراب کر دیا ہے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا گانا سننے کا انتظام کیا اور خود چھپ کر پردے کے پیچھے سنتے رہے۔ جب وہ ختم کر چکا تو آپ مجلس میں آ گئے۔ اور پہلے اس گویئے کا گایا ہوا گانا سنایا اور پھر اپنی چیزیں سنائیں یہ دیکھ کر وہ گویا دنگ رہ گیا اور اس نے اعتراف کیا کہ واقعی مسلمانوں نے ہندوستانی موسیقی کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ روایات سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی دفعہ سماع سنا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت امام ابو حنیفہؒ۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سماع سنا ہے۔

برزخ شیخ کی ضرورت

اس کے بعد برزخ کا ذکر ہونے لگا۔ احقر نے عرض کیا ہمارے پڑوس میں ایک شخص رہتا ہے۔ جس کا نام حاجی موسیٰ ہے۔ بوڑھا آدمی ہے۔ لیکن عہد جوانی سے وہ کثرت سے اسم اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اور اس سے وہ کبھی کبھی بیہوش ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر ایک گوشت کا ٹکڑا انگاروں پر رکھا جائے تو فوراً جل بھن جائے گا۔ لیکن اگر اسے ہانڈی اور پانی کے برزخ میں ڈال دیا جائے اور وہ ہانڈی انہیں انگاروں پر رکھی جائے تو وہ گوشت جلنے سے بچے گا۔ اور اچھی طرح پک جائے گا۔ فرمایا شیخ بمنزلہ برزخ کے ہے۔ جب تک طالب برزخ شیخ سے محروم ہے۔ اس کی یہی کیفیت رہے گی۔ وہ ترقی نہیں کر سکے گا۔ اگر شیخ کے ساتھ صحیح نسبت پیدا ہو جائے تو خود بخود ترقی شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ جب ایک آدمی کشتی میں [illegible] چلتی رہتی ہے۔ اور بیٹھے بیٹھے اس کی منزلیں طے ہوتی چلی جاتی ہیں [illegible] ہے کہ کشتی میں کہیں کنارے پر نہ بیٹھے اور نہ ہی دریا کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرے۔ شیخ کشتی کی مانند ہے جیسے جیسے کشتی آگے بڑھے گی مرید کی منزلیں بھی خود بخود طے ہوتی جائیں گی۔

رات کو کنگھی کرنے کی برکت

ایک دفعہ فرمایا کہ رات کے وقت کنگھی کرنے سے قرض

Marfat.com

سے نجات ملتی ہے۔ ایک دفعہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت کنگھی کر رہے تھے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ کہیں جانا ہے۔ فرمایا نہیں رات کو کنگھی کرنے سے قرض ادا ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ پر کس کا قرضہ ہے۔ فرمایا تمہارا حق المہر ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ تکلیف نہ کیجئے میں نے معاف کر دیا آپ نے فرمایا کہ کنگھی کرنے کی برکت دیکھ لی۔ میرے کنگھی کرنے سے تمہارا قرض ادا ہو گیا ہے۔

عارف اور غیر عارف میں باریک فرق

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ "یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ کائنات میں ہے سب اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" کا مطلب بھی یہی ہے یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ لفظ ہم میں صرف انسان نہیں بلکہ تمام کائنات شامل ہے۔ اور ایک موقعہ پر ہے۔ "لِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" یعنی کائنات کی ہر ایک چیز اللہ کے لئے سجدہ کرتی ہے۔ اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ ہر چیز "CONSCIOUSLY" (جان بوجھ کر) یا "UN CONSCIOUSLY" (بے سوچے سمجھے) اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ فرمایا تمام کائنات "CONSCIOUSLY" (یعنی جانتے ہوئے) تسبیح کرتی ہے۔ صرف انسان غافل ہو جاتا ہے۔ اور درحقیقت وہ بھی تسبیح کرتا ہے لیکن عقل کی وجہ سے نہیں جانتا کہ کر رہا ہے۔ فرمایا ہر شخص پرستش کر رہا ہے۔ کوئی خدا کی اور کوئی بتوں کی اور کوئی اپنے نفس کی لیکن چونکہ اصنام و نفوس بھی مظہر ذات ہیں۔ اس لئے انسان جو کام کرتا ہے۔ ذات سے باہر نہیں جاتا۔ اور اسی لحاظ سے وہ جو کچھ بھی کرتا ہے۔ "UNCONSCIOUSLY" ذاتِ حق میں مشغول ہے لیکن اسے اس کا علم نہیں ہے۔ اگر اسی بات کا اسے علم ہو جائے تو بس یہی عرفان ہے۔ عرفان بمعنی جان لینا۔ احقر نے عرض کیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ عارف اور غیر عارف میں بہت باریک فرق ہے۔ فرمایا ہاں دوزخ اور بہشت کے درمیان ایک قدم کا فرق ہے۔ اور کفر و ایمان کا فرق بال برابر ہے۔ عرفان کے مدارج کے مطابق ہر ایک شخص کافر یا مومن ہوتا ہے۔ فرمایا پل صراط تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہے۔ اور اس کے ایک طرف بہشت ہے اور دوسری طرف دوزخ۔ اس کے بعد فرمایا

Marfat.com

کہ انسان اپنی عقل کی وجہ سے حجاب میں ہے۔ عقل بہت بڑا حجاب ہے۔ حضرت محی الدین ابن العربی رح فرماتے ہیں کہ جانوروں کو قبرستان میں کشف قبور ہوتا ہے۔ اسی طرح دیوانے کو بھی کشف قبور ہوتا ہے۔ لیکن جیسے ہی اسے یہ بات دوسروں کو COMMUNICATE (منتقل) کرنے کی صلاحیت ہو جاتی ہے، وہ بات جاتی رہتی ہے۔ فرمایا اگر معرفت حاصل کرنا چاہو تو جانوروں کی طرح ہو جاؤ۔ وہی PASSIVE (استغراق) اس کے بعد سب کچھ منکشف ہو جائے گا۔ احقر نے عرض کیا یہ سب جھگڑا عقل کا ہے۔ فرمایا ہاں عقل ناقص کا جو اس دنیا سے تعلق رکھتی ہے۔ ورنہ عقل کامل بہت بڑی چیز ہے۔ وہ تو اوپر سے برستی ہے۔ اسی مضمون پر ایک اور موقعہ پر ایک استفسار پر فرمایا کہ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" یعنی اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا" کے بعد "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" کی کیا ضرورت تھی۔ جب صراط مستقیم کے لئے دعا مانگ لی گئی تو [illegible]
فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ہر چیز مظہر ذات ہے۔ اس لئے جو شخص کسی کام میں مشغول ہے وہ درحقیقت ذات ہی میں مشغول ہے۔ لہٰذا صراط المستقیم پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ آگے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے انعامات واکرامات کئے ہیں اور یہ دعا [illegible]

رمضان شریف کی کیفیات

رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ مطابق اگست [illegible]

ایک روز ارشاد فرمایا۔ رمضان شریف میں سب سے [illegible] وقت عصر اور مغرب کے درمیان ہے اور سب سے بے کیف وقت کھانا کھانے کے بعد [illegible] تمام دن کے انوار اور کیفیات کے بعد کھانا کھا لینا ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی جگنو کے اوپر پانی ڈال دے۔ فرمایا لوگ تو اس لئے تراویح پڑھنے میں جلدی کرتے ہیں کہ فارغ ہو کر جلدی سو جائیں [illegible] تو جاگنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ فرمایا ہم تو ہمیشہ تراویح کے بعد مشغول [illegible] خیال کرتے ہیں کہ ہم سو رہے ہیں۔ بس قلب کو ایک طرف لگا کر لیٹ گئے [illegible] ہو جاتی ہے۔ کتاب پڑھنے سے اسی لئے نیند آتی ہے کہ [illegible] طرح ذکر کے ساتھ یکسوئی حاصل کر کے قلب ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے اور جلد نیند آ جاتی ہے لیکن یہ نیند۔ نیند نہیں ہوتی۔

ستر ہزار کلمہ طیبہ کی برکات

اس کے بعد فرمایا کہ حدیث شریف میں ستر ہزار [illegible]

Marfat.com

جس کسی کے نامہ اعمال میں ہوگا وہ دوزخ سے مامون رہے گا۔ تم آج سے پانچ روز تک سوا لاکھ بار کلمہ طیبہ پڑھ لو بس دل میں یہی خیال رہے کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں نہ آسمان ہے نہ زمین سب کچھ وہی ہے۔ فرمایا اس کے بہت فائدے ہیں۔ حضرت ابوالحسن نوری رح کے ایک مرید ایک دفعہ مراقب تھے۔ جب وہ مراقبہ سے فارغ ہوئے تو رونے لگے۔ جب حضرت ابوالحسن رح نے رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ میری والدہ دوزخ میں ہے۔ یہ سنتے ہی ان کے شیخ نے ستر ہزار کلمہ طیبہ جو انہوں نے پہلے پڑھ رکھا تھا کا ثواب ان کی والدہ کی روح کو بخشا اس کے بعد وہ مرید پھر مراقب ہوئے اور ہنسنے لگے۔ دریافت کرنے پر بتایا کہ ان کی والدہ دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دی گئی۔ یہ سن کر حضرت ابوالحسن نوری رح نے فرمایا کہ تمہارے کشف سے حدیث کی تصدیق ہوگئی۔ اور حدیث شریف سے تمہارے کشف کی تصدیق ہوئی۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ ستر ہزار کلمہ طیبہ پڑھنے کا یہ ادنیٰ فائدہ ہے۔ اس کے علاوہ اور بے شمار فائدے ہیں۔ اس سے ایمان کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔

دنبل۔ دردِ دنداں اور وساوس

وتروں کے بعد حافظ صاحب سے فرمایا کہ ہمارے ہاں یہ دستور ہے کہ وتروں کی پہلی رکعت میں سورۂ اذا جاء دوسری میں تبت یدا اور تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھا جاتا ہے۔ اس کے ویسے تو بیشمار فائدے ہیں۔ مختصراً تین فائدے یہ ہیں کہ اس طریقہ سے پڑھنے والے کو ایک تو دنبل نہیں نکلتا دوسرے دانتوں میں درد نہیں ہوتا۔ تیسرے خطرات اور وساس کم آتے ہیں۔

مسلمانوں پر عذاب نازل نہ ہونے کی وجہ

شب ۹۔ رمضان شریف ۱۳۶۳ھ

آج رات عرس گدڑی شاہ صاحب رح کا ذکر ہو رہا تھا۔ ریاض میاں نے کہا کہ وہاں کے خدام چادر چڑھاتے وقت قوالوں کو نہیں آنے دیتے یہ سن کر حضرت اقدس رح خفا ہوئے اور فرمایا کہ یہاں کے لوگ بہت خراب ہیں اب وہ روحانی کاموں میں بھی دخل دینے لگے۔ بات بات پر پیسہ طلب کرتے ہیں۔ اگر اس کو اس طرح روا رکھا گیا تو آگے چل کر نماز پڑھنے کے لئے پیسہ طلب کریں گے۔ اور مسجدوں کے داخلہ پر بھی ٹکٹ لگا دیں گے۔ اگلے انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں صرف ایک عیب ہوتا تھا جس کی وجہ

Marfat.com

سے برباد ہوگئیں۔ حضرت ہود علیہ السلام کی امت میں یہ عیب تھا کہ تول میں دھوکا دیتے تھے۔ لینے کے اوزان اور۔ اور دینے کے اور تھے جس کی وجہ سے وہ تباہ ہو گئے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی امت میں بھی ایک عیب تھا۔ جو ان کی تباہی کا باعث ہوا۔ لیکن ہم لوگوں میں وہ سب عیب جمع ہیں یہ سرور کائنات کی شان ہے کہ باوجود ان سب گناہوں کے عذاب نازل نہیں ہوتا۔ یہ سن کر احقر کے دل میں خیال ہوا کہ جنگ وغیرہ کی صورت میں تو عذاب نازل ہو رہے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی حضرت نے فرمایا کہ اس نوعیت کا عذاب نازل نہیں ہوتا کہ ایک دم صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ ویسے تو عذاب اور مصیبتیں بہت ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے کہ ہمہ گیر اور تباہ کن عذاب نازل نہیں ہوتا۔ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر آپ سچے نبی ہوتے تو ہم پر عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ اے نبی ان سے کہہ دو کہ عذاب اس لئے ہم نازل نہیں کرتے کہ آپ ان کے درمیان میں ہیں۔ فرمایا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہیں۔ اب بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عذاب نازل نہیں ہوتا ورنہ ہمارے اعمال ویسے ہی ہیں۔ اس کے بعد ریاض میاں نے عرس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خیر جس کا کام ہے وہی کریں گے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ صاحب مزار اپنے عرس کے لئے قوالوں کا خود بندوبست کر لیں گے۔ اس پر حضور اقدس رح نے سختی سے فرمایا کہ نہیں یہ ان کا کام نہیں ہے۔ یہ کہنا بالکل جہالت ہے۔ کہ ان کو ان چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ خود انتظام کر لیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم کو ان باتوں کی ضرورت ہے۔ چادر جو چڑھائی جاتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے بغیر ان کو نمونیہ ہو جائے گا۔ اور مقبرہ وغیرہ بھی ان کے لئے نہیں بنایا جاتا۔ مقبرہ اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اچھا اور مضبوط مکان ہو جہاں ہم لوگ ... قوالوں کی بھی ہم کو ضرورت ہے۔ وہ تو اپنا کام کر چکے۔ وہ جب چاہتے ... سن لیتے ہیں۔ ان کو تمہارے قوالوں کی کیا ضرورت۔ بہت سے اولیاء کرام کے مزارات جنگل میں ہیں۔ یا دریاؤں اور ندیوں کے کنارے پر ہیں۔ وہاں کون جا کر ان کو قوالی سناتا ہے۔ ان کو اس قوالی کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا یہاں کے لوگ بہت خراب ہیں۔ بس وہ ... بسر کر رہے ہیں۔ اور رسی کو ڈھیل دی جا رہی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ برے کام بھی کرتے

اور آخرت میں بھی بچ جائیں گے۔ یہ دونوں باتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں۔ جو سنکھیا کھائے گا وہ مر جائے گا۔ فرمایا ہم تو اپنی رات خراب نہیں کرینگے ہم پرسوں عرس پر جائیں گے۔

۵- رمضان شریف ۱۳۶۳ھ

جناح گاندھی ملاقات

آج بعد نماز جمعہ حضرت اقدس ارکانی والان درگاہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ عبدالقیوم صاحب اور ان کے ساتھ ایک اور آدمی موجود تھے۔ جو سیاسیات ہند میں دلچسپی لے رہے تھے۔ مسرور شاہ بھی موجود تھے۔ یہ ذکر ہو رہا تھا کہ کل بڑے معرکے کا دن ہے۔ جناح گاندھی ملاقات ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ کل صرف گاندھی اور جناح کے درمیان فیصلہ نہیں ہونا ہے۔ بلکہ پورے ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ہونا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کیا ہندوؤں اور مسلمانوں نے یہ بھی سوچ رکھا ہے کہ اگر گورنمنٹ نے ان کا فیصلہ منظور نہ کیا تو کیا کریں گے۔ ان کو چاہئے کہ ابھی سے یہ کہہ دیں کہ ہم ایسے فیصلہ کرتے ہیں اگر گورنمنٹ نے اسے منظور نہ کیا تو ہم بغاوت کر دیں گے۔ اس سے گورنمنٹ کبھی فیصلہ رد نہ کرتی۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہندو آخر میں مسلمانوں کو دھوکا دیں گے۔ غدر کے وقت بھی یہی کیا۔ اور تحریک خلافت کے وقت بھی یہی کیا مسلمانوں کو آمادہ کر کے آگے کر دیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ فرمایا اب بھی اگر مسلمان یہ کہدیں کہ ہم پاکستان نہیں لیتے اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد تم ہمارے اوپر حکومت کرنا صرف ایک بات مان لو وہ یہ کہ ہم اور تم اکھٹے ہو کر انگریزوں کو باہر نکال دیں تو یہ بات بھی ہندو نہیں مانیں گے کیونکہ ہندو جانتے ہیں کہ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد مسلمان فوراً حکومت چھین لیں گے۔ ہندو نہیں چاہتے کہ انگریز چلے جائیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی حفاظت میں رہ کر مسلمانوں پر حکومت کریں۔ دوسرے آدمی نے عرض کیا۔ خیر خدا کرے کچھ ہو جائے اور ہم اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کی ترقی دیکھ لیں۔ فرمایا مرنے کے بعد بھی دیکھ سکتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ مرنے کے بعد ان امور میں حصہ نہیں لے سکتے۔ انہوں نے پھر عرض کیا کہ خدا کرے ہماری زندگی میں کچھ واقع ہو جائے۔ فرمایا خدا کیوں کرے وہ تو مالک ہے جو چاہے گا کرے گا۔ اس کو کیا ضرورت کہ اپنی مرضی چھوڑ کر ہماری تابعداری کرے۔

Marfat.com

حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ دنیا تباہی کی طرف جارہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا ہے ہی تباہ ہونے کے لئے۔ اور کس واسطے بنائی گئی ہے۔ لیکن ہم کو اس کے ساتھ تباہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس میں الجھ کر ہم کو غرق نہیں ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ اس سے الگ تھلگ رہ کر تباہی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مسلمانوں کی نجات

حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ آخر کوئی امید ہے بھی۔ فرمایا ہاں اگر مسلمان قربانیاں دیں تو مقصد حاصل کر سکتے ہیں لیکن ان کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ ہندوؤں اور انگریزوں کا بیک وقت مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں ہے۔ فرمایا فرض کرو جناح اور گاندھی میں صلح ہو جائے تو اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ مسلمان لیڈروں اور ہندو لیڈروں میں اتفاق ہو جائے گا لیکن یہ جو گلی کوچوں میں ہندو مسلم فساد ہو رہے ہیں یہ کہاں جائیں گے بس علاج یہی ہے۔ کہ مسلمان بڑی سے بڑی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہو جائیں جب تک دونوں کا بیک وقت مقابلہ نہیں کریں گے مقصد حاصل نہیں ہو گا۔ اس آدمی نے کہا اس بات کا پروپیگنڈا کرنا چاہیئے۔ اور مسلمانوں کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ حضور اقدس رح نے فرمایا کہ دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح ضروری ہے۔ جب تک اپنی اصلاح نہیں ہوتی۔ دوسروں کی اصلاح ناممکن ہے۔ اور یہ بہت آسان کام ہے۔ ہر شخص اپنے آپ کو درست کر لے ساری قوم خود بخود درست ہو جائے گی۔ اس کے بعد فرمایا کہ۔ دراصل صحیح جذبہ کی ضرورت ہے۔ اس وقت تو لوگ اس لئے پاکستان چاہتے ہیں کہ اپنی حکومت ہو جائے۔ گورنر بنیں گے۔ وزیر بنیں گے اور کوٹھیوں میں رہیں گے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ صحیح جذبہ یہ ہے کہ سب کام اللہ کی خاطر کرے ہر کام میں للہیت ہونی چاہیئے۔ جب تک للہیت نہ ہو گی کامیابی ناممکن ہے

سیف قاطع اور جنگ

۱۱ ستمبر ۱۹۴۳ء

آج ارشاد فرمایا کہ دشمن کے شر سے بچنے کے لئے دعائے سیف قاطع بہت ضروری ہے۔ اس کے بعد جنگ کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ ارشاد فرمایا کہ لوگوں کا خیال ہے بس اب جنگ ختم ہو گئی۔ اور تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن ابھی خاتمہ نہیں ہوا۔

Marfat.com

ظہورِ قیامت

اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ملفوظات میں بھی ہندوستان کے متعلق پیش گوئی ہے۔ فرمایا ہاں اور شاہ نعمت اللہ کشمیری نے بھی پیشین گوئی کی ہے۔ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ لیکن بہت تکالیف کے بعد۔ ہر ایک چیز کو موقعہ دیا جاتا ہے۔ اور ہر کام کے لئے وقت مقرر ہے۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ باطل نیست نابود ہو جائے گا۔ اور تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ اس کے بعد پھر ظلمت کا دور شروع ہوگا۔ یہاں تک کہ صرف ایک مسلمان باقی رہ جائے گا۔ وہ چین میں ہوگا۔ صرف کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ " جانتا ہوگا۔ لیکن ہوگا قطب وقت۔ دنیا میں قطب کا ہونا ضروری ہے۔ اور چونکہ وہی ایک مسلمان ہوگا۔ اس لئے وہ قطب ہوگا۔ اس کے مرنے کے بعد چالیس برس کفر ہی کفر رہے گا۔ اور چالیس برس کے بعد قیامت آجائے گی۔ اس سے ظاہر ہے کہ قیامت کفار پر آئے گی مسلمانوں پہ نہیں آئے گی۔

موت کے بعد ترقی

اس کے بعد فرمایا کہ انسان موت کے بعد برزخ میں بھی ترقی کرتا رہتا ہے۔ یہ مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ ترقی کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین آدمی دنیا میں حاصل کر لیتا ہے اور جو بنیاد اپنے لئے کھڑی کر لیتا ہے۔ اس میں اضافہ ہونا بند ہو جاتا ہے۔ لیکن اسی بنیاد پر اوپر کی جانب ترقی ہوتی رہتی ہے۔ وہ ترقی اور نوعیت کی ہوتی ہے۔

صحبت عمل سے بڑھ کر ہے

فرمایا جب قیامت آئے گی تو ہزار سال کا ایک دن ہوگا لیکن عاشقوں کو کچھ پرواہ نہ ہوگی۔ وہ نہایت مزہ سے عرش کے سایہ کے نیچے بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھتے رہیں گے۔ اس کے بعد بہشت میں دیدارِ الٰہی ہوگا۔ اور بہشت میں وہ ظاہری چیزیں بھی ہوں گی۔ جن کا وعدہ ہے۔ انسان کو چاہیے عاشق ہو جائے صحیح اسلام عشقِ الٰہی کا نام ہے۔ قرآن شریف میں مومن کے متعلق اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ کہا گیا ہے مومن وہ ہے۔ جس کو اللہ سے شدت کے ساتھ محبت ہو اور شدت محبت کا نام عشق ہے اور یہ چیز عاشقوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا پشاور میں ایک صاحب تھے وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ یہ جو پیر صاحبان صحبت صحبت کہتے پھرتے ہیں سب بے معنی ہے۔ اصل چیز

Marfat.com

عمل ہے۔ ایک دن وہ ہمارے پاس آئے۔ اور لوگ بھی موجود تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ مولوی صاحب کوئی ایسا عمل بتلایئے جس کے کرنے سے آدمی صحابہ کرام کا سا مرتبہ حاصل کرلے انہوں نے کہا ایسا کوئی عمل نہیں ہے۔ ان کو تو صحبتِ نبوی حاصل تھی۔ پھر ہم نے دریافت کیا کہ کوئی ایسا عمل ہے جس کے کرنے سے تابعین کا مرتبہ مل جائے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ یہ شرف ان کو صحابہ کرام کے ساتھ رہنے سے حاصل ہوا۔ ہم نے کہا اچھا کوئی ایسا عمل بتلایئے جس سے تبع تابعین کا سا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ انہوں نے کہا ان کو تابعین کی صحبت حاصل تھی۔ اس پر ہم نے کہا کہ پھر تم کیا عمل عمل کہتے پھرتے ہو۔ جب تم خود مانتے ہو کہ ایسا کوئی عمل نہیں ہے جس سے صحابہ کرام۔ تابعین اور تبع تابعین کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ اور یہ بھی مانتے ہو جو کچھ ان کو حاصل ہوا صحبت سے حاصل ہوا۔ پھر صحبت کے خلاف کیوں زہر اُگلتے پھرتے ہو۔

۲۴۔ رمضان شریف ۱۳۶۳ھ

موت کو قریب سمجھنا چاہیئے

آج شب بعد فراغت تراویح فرمایا کہ اب کی مرتبہ چار کام کی راتیں جمع ہوگئی ہیں۔ شب ۲۴ جس میں معوذتین (سورۂ فلق۔ سورۂ ناس) پڑھے جاتے ہیں۔ پھر پچیسویں کی شب۔ شب طاق ہے۔ چھبیسویں کی شب۔ شب جمعہ ہے۔ اور اس کے بعد ستائیسویں کی شب ہے۔ جو جاگنے کی رات ہے۔ اگر زندگی باقی ہے تو اگلے سال پھر رمضان شریف کی برکات حاصل کریں گے۔ اس کے بعد موت کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی سے دریافت فرمایا۔ تم کو موت کس قدر قریب معلوم ہوتی ہے انہوں نے عرض کیا کہ جب میں ایک نماز پڑھ لیتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ دوسری نماز نصیب ہوگی یا نہیں۔ اس پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جب میں ایک سلام پھیر لیتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ دو[illegible] پاؤں گا یا نہیں۔ اس کے بعد حضرت اقدس رح نے فرمایا۔ کہ جس [illegible] شوق بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اسی قدر موت زیادہ قریب معلوم ہوتی ہے۔ اور جو لوگ شیطان کے قبضہ میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ موت کو محض ایک خیال سمجھتے ہیں۔ اور صرف عادتاً کہتے ہیں کہ مریں گے۔ لیکن اپنی عمر کو بہت لمبا سمجھتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ چلتے چلتے ٹھوکر لگی

Marfat.com

اور ختم۔ یا گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ایکسیڈنٹ ہوا اور ختم۔ یا گھر بیٹھے دل کی حرکت بند ہو گئی۔ اور بس گئے۔ فرمایا جس مشین کے جتنے پُرزے کم ہوتے ہیں وہ زیادہ دیر چلتی ہے لیکن وہ مشین جس کے پُرزے بے شمار نازک اور COMPLICATED (پیچیدہ) ہوتے ہیں وہ ذرا بگڑی اور گئی۔ والدِ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی مشین میں اس قدر چھوٹے چھوٹے اور نازک پُرزے ہیں کہ انسان کا مرجانا اتنا حیرت انگیز نہیں جتنا اس کا زندہ رہنا ہے۔

روحانی فیضان اور جسمانی بیماری

رمضان شریف کی شبوں میں سے ایک شب بعد تراویح احقر سے دریافت فرمایا کہ تمہارے کان کا کیا حال ہے۔ عرض کیا کہ اب ٹھیک ہے۔ فرمایا تم شہید اللہ اور فاروق سب یہاں آکر بیمار ہو جاتے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ عرض کیا حضور معلوم نہیں۔ فرمایا یہ بخار۔ زکام اور کان کا درد سب ظاہری چیزیں ہیں۔ ——— اصل وجہ یہ ہے کہ جب تم لوگ یہاں سے واپس جاتے ہو تو اپنا کام چھوڑ دیتے ہو۔ اور باقاعدگی سے اپنی روحانی طاقت بڑھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ پھر جب یہاں آتے ہو اور فیضان ہوتا ہے تو اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ کوئی نہ کوئی تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔ فرمایا جسم ایک ستون کی مانند ہے۔ جو جسم کو اٹھائے رکھتا ہے۔ روح تو فیضان برداشت کرلیتی ہے اور اس سے ایک قسم کی لذت حاصل کرتی ہے۔ لیکن تمام نزلہ جسم پر گرتا ہے۔ تم لوگوں کو چاہئے کہ اپنی طاقت بڑھاتے رہو۔ تاکہ یکایک فیضان کی بارش سے جسم پر اثر نہ پڑے۔

تاکید نماز کا راز

اس کے بعد فرمایا کہ آج سونے کی رات ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (اللہ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) فرمایا آسانی بھی دیتے ہیں۔ اور پابند بھی کرتے ہیں۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ کے ساتھ ساتھ نماز کی کی سخت پابندی بھی لگا دی ہے۔ نماز کبھی معاف نہیں ہوتی۔ حکم دے دیا ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لیا کرو۔ اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھ لیا کرو۔ لیکن نماز ترک نہیں کر سکتے اور یہ اس لئے ہے کہ باقی احکام جبرئیل علیہ السلام کی وساطت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے لیکن نماز کا حکم آپ کو براہِ راست شب معراج میں ملا

Marfat.com

اسی لئے اس کی زیادہ تاکید فرمائی ہے۔

نماز کا احسن طریقہ

اس کے بعد فرمایا کہ نماز کا احسن طریقہ یہ ہے کہ کَاَنَّکَ تَرَاہُ۔ یعنی اس طرح نماز پڑھو جیسے کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر اللہ کو نہیں دیکھ سکتے تو خیال کرو کہ وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ حضور نماز میں رویت کا تخیل صرف خیال ہے یا حقیقت بھی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی شکل و صورت تو نہیں ہے۔ شروع شروع یہ تصور کیا جاتا ہے۔ اور پھر جو تجلی وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اہلِ دنیا کے نزدیک خیال کے اور معنیٰ ہیں۔ وہ خیال کو وہم کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کا خیال ہے۔ تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی اصلیت کچھ نہیں ہے۔ لیکن اہل اللہ کے نزدیک خیال حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ جب وہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ ان کو دیکھ رہا ہے۔ تو حقیقتاً یہ جانتے ہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ قرآن شریف میں ہے ° اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ° یعنی تم نہیں جانتے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ صوفیا کے نزدیک خیال کے معنی حقیقت کے ہیں۔ اور عوام خیال کو محض وہم و گمان کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا اب جاؤ۔ [illegible] آج رات سونے کی ہے۔ آج کا سونا جاگنے کے برابر ہے۔ اور جاگنے کے بعد سونا سنتِ نبوی ہے۔

۲۶۔ رمضان شریف ۱۳۶۲ھ

رویتِ ہلال

آج رات بعد فراغت تراویح فرمایا کہ تراویح کی تین شبیں باقی رہ گئی ہیں۔ جنتری میں چاند ۲۹ کا ہے۔ لیکن یہ یقینی بات نہیں ہے۔ یہ لوگ تخمینہ [illegible] لگاتے ہوں گے۔ لیکن حیدر آباد میں OBSERVATORY (رصدگاہ) [illegible] دیکھ کر بالکل صحیح حساب لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد [illegible] ہاں تو ۳۰ کی شب کو چھٹی ہوتی ہے۔ اور رمضان شریف سے متعلق نہیں کئے جاتے۔ اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ OBSERVATORY میں GUESS WORK (اندازہ) سے کام لیتے ہیں یا اور کوئی حساب ہوتا ہے۔ فرمایا وہ اندازہ نہیں لگاتے بلکہ CALCULATIONS

Marfat.com

(حساب) کے ذریعے صحیح تاریخ معلوم کر لیتے ہیں۔ اور اس سے کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ ورنہ علم غیب نہیں ہے

علم غیب کیا ہے

اگر میں کہوں کہ کل جمعہ ہے۔ تو یہ علم غیب تھوڑا ہی ہے۔ اگر چرچل لندن میں تقریر کرے اور ہم ریڈیو پر سن کر اسی وقت لوگوں کو بتا دیں تو عالم غیب ہو جائیں گے؟ یا جب حکیم نبض دیکھ کر اندرونی حال بتاتا ہے تو کیا وہ عالم غیب ہے؟ ایک دفعہ ایک حکیم نے خواجہ حسن نظامی کا علاج کیا اور کامیاب ہو گیا اس پر حکیم کی تعریف میں انہوں نے ایک مضمون لکھا جس میں انہوں نے تحریر کیا کہ حکیم صاحب کی انگلی کو کشف ہوا۔ ہم نے کہا کہ صاحب ان کی تو انگلی کو کشف ہوا اور ہماری آنکھوں کو کشف ہوتا ہے۔ ہم دور کی چیزیں دیکھ لیتے ہیں۔ ہمارے کانوں کو کشف ہوتا ہے۔ ان کے ذریعے دور کی آوازیں سن سکتے ہیں۔ فرمایا علم غیب کے لوگ معنی نہیں سمجھتے۔ جو چیز کسی ذریعہ سے معلوم ہو جائے یا کسی حس یا قوت باطنی سے معلوم ہو جائے تو وہ علم غیب کہاں ہے؟ وہ تو تمہارے نزدیک حاضر ہے۔ غیب نہیں ہے غیب وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ یعنی اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ ان کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اب عزرائیل علیہ السلام کو تو لوگوں کی موت کا وقت معلوم ہے۔ کیونکہ وہ لوح محفوظ پر لکھا ہوا دیکھ لیتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ عالم غیب نہیں ہیں۔ اسی طرح رزق اور اولاد کا علم حضرت میکائیل علیہ السلام کو ہے۔ یہ بھی علم غیب نہیں ہے۔ اگر یہ علم غیب ہوتا تو لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ یعنی میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ نہ ہوتا۔ لوح محفوظ کا علم، علم غیب نہیں۔ علم غیب وہ ہے جس کو خدا کے سوا کوئی نہ جانتا ہو۔ ان مولویوں نے یونہی شور مچا رکھا ہے۔ فرمایا ایک دفعہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح نے ان لوگوں سے کہا کہ ارے میاں تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علم غیب میں بحث کر رہے ہو اگر اسی کو علم غیب کہتے ہو تو اللہ کو بھی علم غیب نہیں ہے کیونکہ اللہ کے لئے کونسی چیز غائب ہے

اسی ضمن میں فرمایا کہ تذکرۃ الاولیا میں ہے کہ ایک شخص ایک بزرگ کے پاس گئے اور جانے سے پہلے دل میں یہ خیال باندھ لیا کہ اگر انہوں نے اپنی ٹوپی اتار کر مجھے دیدی تو سمجھوں گا کہ فی الواقعی ولی اللہ ہیں۔ ورنہ نہیں۔ چنانچہ جب اُن کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ معجزہ

Marfat.com

طلب کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ اور دکھانے والا خدا تعالیٰ ہے۔ جو پیغمبر اسلام کے ذریعے دکھاتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنی ٹوپی اس کی طرف پھینک دی۔ اور فرمایا کہ تم ٹوپی لے لو لیکن کرامت طلب کرنے سے تم کافر ہو گئے۔ اس پر فرمایا کہ ولی اللہ کا کام کرامات دکھانا نہیں ہے۔ اس شعبدہ بازی کو وہ پسند نہیں کرتے۔ ان کا تعلق اللہ سے ہوتا ہے۔ ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں کہ اللہ راضی رہے۔ لوگ ان کو مانیں یا نہ مانیں۔ اس سے ان کو کیا غرض۔

کشف و کرامات کی حقیقت

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رح کی خدمت میں دو آدمی حاضر ہوئے جنہوں نے آپس میں یہ طے کیا تھا کہ اگر حضرت حاجی صاحب رح نے ہم کو ایک ایک سیب دیا تو سمجھیں گے کہ ولی ہیں ورنہ نہیں۔ جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے سامنے دو سیب پڑے ہیں۔ جیسے ہی یہ جا کر بیٹھے آپ نے ایک ایک سیب اٹھا کر ان کو دے دیا۔ سیب دے کر فرمایا کہ بغداد میں کسی مداری کے پاس ایک گدھا تھا۔ وہ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر مجمع میں سے کسی آدمی کو اپنا رومال دے دیتا اور گدھے سے کہتا جاؤ بیٹا رومال لے آؤ۔ گدھا چلتے چلتے اسی آدمی کے سامنے جا کر کھڑا ہو جاتا جس کے پاس رومال ہوتا تھا۔ اب اگر میں تم کو سیب دوں تو تمہارے نزدیک ولی اللہ نہیں ہوں اور اگر دے دوں تو اہل اللہ کے نزدیک اس گدھے سے بہتر نہیں ہوں۔

اس کے بعد حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ یہ لوگ جو کرامت کے طالب ہوتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ کرامت طلب کرنے سے کفار کی مشابہت ہو جاتی ہے۔ مومن کو معجزہ اور کرامت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ [illegible] کب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کرتے تھے۔ معجزہ تو کفا[illegible] اور جن کی قسمت میں ایمان نہ تھا وہ معجزہ دیکھ کر بھی بے ایمان [illegible] اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرما دیا کہ تم آسمان پہ اڑ جاؤ تب بھی یہ لوگ نہ مانیں گے۔ جب شق القمر کا معجزہ ہوا تو ہندوستان میں بھی ایک راجہ نے دیکھ لیا۔ لیکن ابو جہل نے دیکھا اور دیکھ کر کہا کہ تم بڑے جادوگر ہو۔ تمہارا جادو اب آسمان تک پہنچ گیا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

معجزہ دکھانے سے اجتناب فرماتے تھے کیونکہ معجزہ دیکھنے کے بعد جو نہ مانے تو اس پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ یہ آپ کی شفقت تھی کہ کبھی کبھی معجزہ دکھاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

آپ بڑے رحیم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ کی تعریف میں فرمایا ہے۔ "لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ یعنی تمہارے پاس تم ہی سے رسول آئے۔ تمہیں کوئی تکلیف ہو تو ان کو ناگوار گزرتا ہے اور تمہارے ساتھ بھلائی کرنے میں وہ حریص ہیں۔ اور مومنوں کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں"۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک منافق کی قبر سے گزرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بخشش کے لئے دعا کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ تو فلاں منافق ہے اس کے لئے آپ کیوں دعا کر رہے ہیں۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر تم ستر دفعہ بھی اس کے لئے دعا مانگو گے۔ تب بھی قبول نہ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بس اب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آ گیا ہے۔ فرمایا میں اکہتر دفعہ دعا مانگوں گا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سراپا رحمت ہیں۔ جب طائف میں کفار نے آپ کو زخمی کیا تھا تو اس وقت بھی آپ نے مخالفین کے لئے دعا مانگی کہ یا اللہ ان کو بخش دے کیونکہ یہ جانتے نہیں ہیں۔ فرمایا بد دعا کرنا تو آپ کے شایانِ شان نہیں تھا۔ اولیاء کرام بھی بد دعا نہیں کیا کرتے۔

ایک دفعہ ایک بزرگ رات کو کہیں جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ چار پانچ آدمی اور تھے راستہ میں چور مل گئے انہوں نے ان کے کپڑے وغیرہ ٹٹولے لیکن کچھ نہ ملا اور اس ناکامی سے غصہ میں آ کر ان کو مارنے لگے۔ جب وہ پیٹ چکے تو لوگوں نے ان بزرگ سے کہا کہ آپ ان کے لئے بد دعا کیوں نہیں کرتے۔ چنانچہ انہوں نے ہاتھ اٹھائے اور کہا یا اللہ انہیں دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب کر۔ وہ دعا قبول ہو گئی۔ اور سب کے سب تائب ہو کر ان کی خدمت میں آئے اور ابدالوں کا مرتبہ پایا۔

غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے

اسی روز حضرت اقدس نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت

Marfat.com

میکائیل علیہ السلام رزق کے انچارج ہیں۔ مجاہدہ کے زمانہ میں ہمارے مولانا صاحب کلیر شریف میں تھے۔ ایک اور بزرگ بھی اُن کے ساتھ رہتے تھے۔ انہیں حضرت میکائیل علیہ السلام سے ایک نسبت خاص تھی۔ ایک دفعہ ہفتہ بھر کھانے کو کچھ نہ ملا۔ چنانچہ وہ بزرگ میکائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اور مولانا صاحبؒ ایک پیڑ کے سایہ میں بیٹھ کر ذات کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُن بزرگ کے پاس اوپر سے ایک خوان آیا۔ اور انہوں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آیئے کھانا کھایئے۔ مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ تم حضرت میکائیلؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور کھانا ملا۔ ہم ذات کی طرف متوجہ ہوئے اور بغیر کھانا کھائے ہمارا پیٹ بھر گیا ہے۔ جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ شرک ہے میکائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہونا یا دیوی کالی اور دوسرے بتوں کی طرف متوجہ ہونا برابر ہے۔ اہل اللہ کے لئے ایسی باتیں کرنا شرک ہے۔ وہ اللہ کے طالب ہوتے ہیں۔ اور ہر وقت اللہ کو چاہتے ہیں۔

مغلوب الحال ہونے سے ترقی رُک جاتی ہے

ایک روز ارشاد فرمایا کہ روحانی طاقت اس طرح بڑھائی جا سکتی ہے کہ جب نزولِ انوار ہو تو نہایت صبر و استقلال اور سکون سے جم کر بیٹھا رہے۔ مغلوب الحال نہیں ہونا چاہیے۔ مغلوب الحال ہونے سے ترقی رُک جاتی ہے۔ اور یہ کمزوری کی علامت ہے۔ سمندر بن جانا چاہیے۔ فرمایا ایک دن منشی رسید شریف الحسن صاحب کے خسر مولوی محسن فاروقی کہنے لگے کہ حضرت شاہ تراب علی صاحبؒ کے ہاں بھی حاضری دی اور اُن کے والد ماجدؒ کے ہاں بھی۔ لیکن بیٹے کے مزار پر تو بڑی رونق تھی۔ اور خوب ذوق شوق کا فیضان تھا۔ اور باپ کے مزار پر بالکل سکوت تھا۔ حضرت اقدس رحمہ نے فرمایا کہ [illegible] نے اُن سے مزاحاً کہا کہ حضرت کاظم علی شاہ صاحب حضرت شاہ [illegible] صاحب کے والد نے مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں بے ادب تھا [illegible] رہا ہے۔ ان کو میرا یہ شعر پڑھ کر سنا دو ؎

نہ شد مست کاظم ز بے ظرف خالی [illegible] کے دن رات کھد بھر پیالے

آپ نے فرمایا کہ بھائی بات دراصل یہ ہے کہ حضرت شاہ تراب علی صاحبؒ کے والد ماجد کا ظرف بہت خالی ہے

Marfat.com

سمندر میں سکوت ہوتا ہے۔ اور ندی نالے بہت شور و غل کے ساتھ بہتے ہیں اس کے بعد فرمایا کہ روحانی طاقت بتدریج بڑھانے کے بارے میں ہمارے مولانا صاحب ایک کہانی بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک لڑکے کی شادی کسی دیہات میں قرار پائی۔ ایک دفعہ وہ کچھ چیزیں لے کر سسرال گیا۔ جب شام ہو گئی تو انہوں نے کہا کہ اب شام کا وقت ہے۔ جنگل کا راستہ ہے۔ رات یہیں ٹھہر جاؤ صبح چلے جانا۔ چنانچہ وہ رات وہیں ٹھہر گیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ سب لوگ چھت پر سویا کرتے تھے۔ جب رات ہوئی تو وہ لڑکی جس کے ساتھ اس کی نسبت ہوئی تھی ایک بھینس کو اٹھا کر چھت پر لے آئی۔ وہ یہ دیکھ کر گھبرایا۔ جب گھر آیا تو باپ سے کہا کہ میں اس کے ساتھ شادی نہیں کروں گا۔ وہ تو ایسی ہے کہ بھینس کو اٹھا کر چھت پر لے جاتی ہے۔ باپ نے یقین نہ کیا۔ بیٹے نے کہا آپ خود جا کر دیکھ لیجئے۔ چنانچہ ایک روز وہ وہاں گیا۔ اور رات وہیں ٹھہرا۔ اس نے بھی دیکھا کہ لڑکی بھینس کو اٹھا کر چھت پر لے گئی۔ جب اس نے دریافت کیا تو خاندان والوں نے بتایا کہ جب سے یہ بھینس پیدا ہوئی ہے۔ لڑکی اس کو رات کے وقت چھت پر اٹھا کر لے جاتی ہے اس لئے کہ نیچے جنگلی جانوروں کا خوف ہے بھینس جیسے جیسے بڑی ہوتی گئی لڑکی کی طاقت بھی بڑھتی گئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اپنی طاقت کو بتدریج بڑھانا چاہیے یہ کہا کہ چلا گیا کچھ دن سرگرم رہے پھر ٹھنڈے ہو گئے اس سے کام نہیں چلتا۔ فرمایا اگر ہانڈی کے نیچے دو منٹ کیلئے آگ جلائی جائے اور پھر پانچ منٹ کیلئے بجھا دی جائے۔ پھر دو منٹ کیلئے جلا دی جائے اور پانچ منٹ کے لئے بجھا دی جائے۔ اس طریقے سے تو قیامت تک ہانڈی نہیں پکے گی۔ لیکن تھوڑی سی آگ مسلسل جلتی رہے۔ تو ہانڈی اپنے وقت پر پک جائے گی۔ اسی لئے بزرگوں کے نزدیک استقامت کرامت سے بلند ہے۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃ۔

حضرت ابو یوسف درانی اور قازان

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جب تاتاریوں نے اسلامی سلطنت پر حملہ کیا تو تمام بلاد اسلامیہ کو تہ و بالا کر دیا۔ بغداد میں قتل عام ہوا۔ کتب خانے جلا دیئے۔ علماء و

Marfat.com

مشائخ کو چن چن کر شہید کیا۔ اور یہ ساری کارروائیاں قازان اور ہلاکو کی سرکردگی میں ہوئیں۔ قازان ترکستان کا رہنے والا اور مذہباً مجوسی تھا۔ اور جب تک کثرت علماء و مشائخ کو قتل نہ کرا لیتا تھا۔ صبح کا ناشتہ نہیں کرتا تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ جو علماء و مشائخ گرفتار ہو کر آتے تھے انہیں ایک صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ ادھر ایک عالم قتل ہوا ادھر قازان نے سیب کی ایک قاش منہ میں ڈال لی۔ اس طرح اس کا صبح کا ناشتہ ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ قازان کو ایک بزرگ کا پتہ چلا کہ وہ کہیں دور کسی مقام پر رہتے ہیں۔ چنانچہ انہیں گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیجے گئے۔ سپاہی انہیں گرفتار کر کے لا رہے تھے۔ چلتے چلتے رات ہو گئی۔ جنگل کا راستہ تھا بسیرے کے لئے محفوظ مقام کی فکر ہوئی۔ قسمت سے ایک چھوٹی سی جھونپڑی نظر پڑی۔ جس میں بمشکل دو تین ہی آدمی سما سکتے تھے۔ چنانچہ سپاہیوں نے ان بزرگ کو تو باہر سونے کے لئے کہا اور خود اندر چلے گئے۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ جھونپڑی والے نے کہا کہ صاحب ان کے لئے بھی کچھ انتظام ہونا چاہئے۔ ورنہ شیر انہیں مار ڈالے گا۔ سپاہیوں نے کہا کہ تم فکر نہ کرو۔ یہ مرنے ہی کے لئے جا رہے ہیں۔ غرض رات وہاں بسر کی۔ صبح کے قریب سپاہیوں نے چپکے سے دروازہ کھولا کہ دیکھیں ان کا کیا حشر ہوا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ بزرگ سو رہے ہیں اور شیر ان کے گرد پہرہ دے رہا ہے۔ جب صبح کی روشنی ہوئی اس وقت شیر چلا گیا۔ غرض سپاہی انہیں لے کر بغداد پہنچے اور قازان کے دربار میں پیش کر دیا۔ اس وقت اور علماء بھی گرفتار ہو کر آئے تھے۔ چنانچہ حسب عادت سب ایک قطار میں کھڑے کر دیئے گئے اور ان بزرگ کو بھی انہیں کی صف میں شامل کر دیا گیا۔ جانتے ہو یہ بزرگ کون تھے۔ یہ [illegible] ابو یوسف ہمدانی رح تھے۔ اب ایک طرف سے لوگ یکے بعد دیگرے قتل [illegible] تھے اور قازان حسب عادت فواکہات میں سے ایک ایک قاش [illegible] ڈالتا جاتا تھا۔ جب حضرت ابو یوسف کی باری قریب آتی آپ چپکے سے ایک شخص کو بیچ میں چھوڑ کر اس کی دوسری جانب آ جاتے۔ جلاد یہ دیکھ کر مسکرا دیتا کہ آخر کب تک بچتے رہیں گے۔ جب سب قتل ہو چکے اور آپ تنہا رہ گئے تو جلاد نے کہا کہ اب کیسے بچو گے۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ تو میرے قتل پر قدرت ہی نہیں رکھتا۔ یہ سن کر جلاد کو طیش آیا اور غصہ میں زور سے تیغہ مارا۔ آپ نے اللہ کہا اور تیغہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ اور آپ کا بال بھی بیکا نہ ہوا جب اسی طرح کئی تیغے جلاد کے ہاتھ سے ٹوٹ چکے تو قازان کو بہت حیرت ہوئی۔ کہنے لگا یہ تو کوئی عجیب وغریب شخص معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابو یوسف درانیؒ نے فرمایا کہ اب تیرے اسلام قبول کرنے کا وقت آگیا ہے۔ اپنے ان مظالم سے باز آ۔ اور کلمہ پڑھ۔ اس نے کہا کوئی کرامت دکھاؤ تو میں اسلام قبول کروں۔ آپ نے فرمایا کیا کرامت دیکھنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا آتش کدہ کی آگ میں سے گزر جاؤ۔ آپ نے فرمایا یہ کام تو بازیگر بھی کر دیا کرتے ہیں۔ اس نے کہا اچھا زہر کھالو۔ آپ نے فرمایا زہر بھی بہت سا منگا اور کچھ تانبہ بھی منگا کر اسے گلا۔ چنانچہ دونوں چیزیں مہیا کی گئیں۔ آپ نے وضو کیا۔ دو رکعت نفل پڑھی۔ پھر اس زہر کو کھانا شروع کیا اور گلے ہوئے تانبے کو شل پانی کے پینے لگے۔ اور آپ کو ذرہ برابر بھی نقصان نہ پہنچا۔ قازان بہت نادم ہوا اور مسلمان ہوگیا۔ خود مسلمان ہونے کے بعد اس نے حکم دیا کہ جو اسلام قبول نہ کرے وہ قتل کر دیا جائے۔ بعد ازاں قازان نے درخواست کی کہ میرے تمام جسم میں بال ہیں اور میں نہایت سیاہ فام ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ باتیں جاتی رہیں۔ آپ نے ایک طشت میں پانی منگوا کر اس میں کلی کر دی اور اس پانی میں چادر تر کر کے اوڑھنے کا حکم دیا تھوڑی دیر میں سارا جسم صاف ہوگیا اور رنگت سفید نکل آئی اسکے بعد قازان کی تعلیم وتربیت حضرت شیخ ابو یوسف درانیؒ نے فرمائی۔ اور بڑے مرتبے کو پہنچا۔ اور اس کی بدولت بہت اسلام پھیلا۔ روس میں بھی بہت تبلیغ کی اور بے شمار لوگ مشرف با سلام ہوئے۔ قازان کا مزار انہیں کے نام کے ایک شہر قازان میں ہے۔ جو ماسکو سے مشرق کی جانب ہے۔ یہ وہی مقام ہے۔ جسے گذشتہ جنگ (۴۵-۱۹۳۹ء) کے دوران میں ماسکو کو خطرے میں دیکھ کر روسی حکومت نے روس کے دار الخلافے کے لئے منتخب کیا تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے مولانا صاحبؒ (حضرت شاہ وارث حسن صاحبؒ اپنے سفر کے دوران میں قازان تشریف لے گئے تھے اور چالیس روز تک حضرت

Marfat.com

قازان علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک پر رہے۔

ایک دفعہ فرمایا۔ عبدیت کے یہ معنی ہیں خوب سمجھ لو۔ ایک غریب مفلس آدمی ہے۔ نہ گھر نہ در۔ تمہارے پاس رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ آپ جس طرح رکھیں گے رہوں گا۔ دوسرا آدمی ہے۔ جس کو تم نے مال دیا ہے۔ اور اختیار دیا ہے کہ جو چاہو کرو۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب کچھ آپکے آگے رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ سب آپ کا ہے۔ جو کچھ آپ دیں گے وہی لوں گا۔ ظاہر ہے کہ دوسرا شخص تم کو زیادہ اچھا لگے گا۔ اللہ کے دربار میں اسی طرح رہنا چاہیئے اور یہی عبدیت ہے۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا یہی مقام ہے۔ آپ عبدہٗ ورسولہٗ ہیں۔ یہ مقام سب سے زیادہ بلند ہے۔ اور آپ ہی کی وساطت سے حاصل ہوتا ہے۔

عبدیت

حضرت شاہ وارث حسن صاحبؒ کی روش

اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے مولانا صاحبؒ کی آمد و رفت اکثر امیروں کے ہاں ہوا کرتی تھی۔ کسی نے حضرت شیخ الہندؒ سے آپ کی اس روش پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا تم نے ان کا ظاہر تو دیکھا ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ کیا خدمت ان کے سپرد ہے فرمایا ہمارے مولانا صاحبؒ بڑے اہتمام کے ساتھ تمام امور خواہ دینی ہوں یا دنیوی سرانجام دیتے تھے۔ بعد فراغت معمولات صبح سے دوپہر تک آپ دنیوی کاموں میں مصروف رہتے۔ ظہر سے عصر تک آپ مشغول ہوتے۔ اور عصر کے بعد مریدین کی ہدایت اور دینی امور میں مصروف ہوتے۔ اگر کوئی اس پروگرام میں مخل ہوتا تو ترش ہو جاتے

اس کے بعد فرمایا کہ ایک بزرگ کے ہاں کسی عورت کا لڑکا رہتا تھا۔ اور انکی خدمت میں رہ کر اپنے گھر کے کام اچھی طرح سرانجام نہ دیتا تھا۔ اس سے [illegible] ناراض ہوتی۔ ایک دن وہ اُن بزرگ کے پاس جاکر کہنے لگی کہ [illegible] میرے لڑکے کو بیکار کر دیا ہے۔ کسی کام کا نہیں رکھا۔ اُن بزرگ نے یہ سن کر خادم سے کہا کہ اس کے تھپڑ مارو۔ خادم نے خیال کیا کہ یونہی کہہ رہے ہیں۔ اب ایک نامحرم عورت کو کس طرح ماروں۔ چنانچہ اُس نے توقف کیا اور عورت فوراً گر کر مر گئی۔ بزرگ نے خادم سے کہا کہ

Marfat.com

اس کا قاتل تو ہے۔ اگر اسے تھپڑ مار دیتا تو بس اس کو سزا مل جاتی۔ لیکن تو نے ایسا نہ کیا اور اس کو غیب سے تھپڑ پڑا۔ جس سے وہ مر گئی ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے مولانا صاحب رح کے ہاں پورے رمضان شریف میں رات کو کوئی نہ سوتا تھا۔ تراویح کے بعد تہجد تک سب کو ذکر میں مشغول رکھتے تھے۔ نماز تہجد با جماعت ہوا کرتی اور اس میں الگ ختم قرآن ہوتا تھا۔ دو سو کے قریب آدمی ہوا کرتے تھے۔ اور سب اپنے اپنے مشاغل میں مصروف رہا کرتے تھے۔ خود ٹہلتے رہتے تھے۔ اگر کسی کو غافل پاتے یا غلط ذکر کرتے ہوئے دیکھتے تو ٹہوکا لگاتے تھے کبھی جا کر کسی کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔ غرضیکہ پوری رات سب کو مشغول رکھتے تھے۔ بعد فراغت نماز فجر سونے کی اجازت ملتی تھی۔ لیکن دوپہر کے بعد سونے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ اس وقت کے لئے اور مشاغل تھے۔

فرمایا دورانِ سیاحت میں مولانا صاحب رح جب مزارات پر حاضر ہوتے تھے۔ تو متوجہ ہو کر سب سے یہی دریافت کرتے تھے کہ کس شغل سے آپ کا فتح باب ہوا۔ جب وہ بتاتے تو ان سے کہتے کہ مجھے بھی اس کی تعلیم دیجئے اور اجازت بخشی جائے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بیابانی آ کر نماز میں متصل کھڑے ہو گئے اس سے حالت سکر پیدا ہوئی۔ آپ نے کہا چلے جاؤ ورنہ خواجہ صاحب رح سے کہہ دوں گا۔

مولانا گنگوہی رح کا ادراک لطیف

اس کے بعد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح کا ذکرِ خیر ہونے لگا۔ فرمایا آخر عمر میں آپ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ لیکن آپ نے آپریشن سے اجتناب فرمایا۔ محض اس خیال سے کہ آپریشن کے بعد کم از کم چوبیس گھنٹے بے حرکت پڑا رہنا پڑے گا۔ اور کھڑے ہو کر نماز نہیں ادا کر سکیں گے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اب مشغولی کے لئے آنکھیں بند کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ آپ کا مزاج اس قدر لطیف تھا کہ ایک دن آپ بیت الخلا تشریف لے جا رہے تھے تو ایک درخت کے پاس رکے اور فرمایا کہ تمباکو کی بو آتی ہے۔ اور جب آپ بیت الخلا تشریف لے گئے تو خادم نے دیکھا کہ دور ایک طرف پان کی پیک پڑی ہوئی ہے

Marfat.com

انہوں نے اس جگہ کو کھرچ کر صاف کر دیا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ اب نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اولیاء کرام کی طبیعت میں بہت لطافت ہوتی ہے۔ مریدین کی اصلاح میں انہیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ کثیف اور گندے قلوب سے سخت بدبو آتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خدمتِ ارشاد سپرد ہوتی ہے۔ یہ ان کے لئے بہت سخت مجاہدہ ہے۔

اذکارِ حلقہ و برزخ شیخ

ایک دفعہ حلقۂ ذکر کے بعد فرمایا کہ جو اذکار حلقۂ ذکر میں کئے جاتے ہیں۔ ان کو علیحدہ کرنے کی اجازت نہیں ہے اس سے نقصان ہوتا ہے۔ ان کے لئے برزخ شیخ کی ضرورت ہے۔ اگر گوشت کا ٹکڑا انگاروں پر رکھا جائے تو فوراً جل جائے گا۔ لیکن اگر اُسے ہانڈی میں ڈال کر اس میں پانی ملایا جائے اور آگ پر رکھا جائے تو وہ اچھی طرح پک جائے گا۔ جس طرح گوشت کے لئے ہانڈی اور پانی کے برزخ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح سالک کے لئے بھی برزخ شیخ کی ضرورت ہے۔ جب سالک پر فیضان ہوتا ہے تو شیخ جو SUPERFLUOUS (زائد چیز) ہوتی ہے۔ اُسے نکال دیتا ہے۔ اور جہاں کمی ہوتی ہے ACCELERATE (تیز) کر دیتا ہے۔

تین دلوں کی طاقت

ایک دفعہ فرمایا کہ سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے۔ آخری شب وقت کا دل ہے۔ ان کے ساتھ اگر انسان کا دل بھی شامل ہو جائے تو ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ تین دل [illegible] کو بھی توڑ دیتے ہیں۔

غیر شرع شکل دیکھ کر اعتراض نہ کرے

ایک دفعہ فرمایا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب پر شریعت کا غلبہ تھا۔ مسجد میں بائیں پاؤں سے داخل ہونے والے کو خوب ڈانٹتے تھے۔ ہر وقت کمرہ کا فرش نہایت پاک و صاف رکھتے تھے۔ کسی خادم کو دوسری جگہ ننگے پاؤں چل کر فرش پر آنے کی اجازت نہ تھی۔

Marfat.com

ایک دن آپ اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ ایک بیراگی چلم پیتا ہوا ننگے پاؤں آیا اور آپ کے کمرے شے اندر آپ کے ہی پاس فرش پر جاکر بیٹھ گیا۔ اور کچھ دیر باتیں کر کے چلا گیا یہ دیکھ کر سب لوگ حیران تھے کہ یا تو پاکیزگی کا اس قدر اہتمام رکھتے تھے کہ کوئی فرش پر قدم نہیں دھر سکتا تھا یا یہ کہ پاؤں مٹی میں لتھڑے ہوئے اور بدبو دار چلم پیتا ہوا ایک شخص آیا اور نہ صرف کمرے کے اندر داخل ہونے دیا بلکہ فرش پر بٹھا کر باتیں بھی کرتے رہے۔ چنانچہ جب آپ سے دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ صاحب خدمت ہیں اور ہندوؤں کے فلاں میلے کا انتظام کرنے کی خاطر جا رہے ہیں۔ اگر میری اور تمہاری شکل میں جاتے تو پیٹ جاتے۔

جمہوریت

ایک دفعہ فرمایا کہ جمہوریت کا مطلب ہے۔ اکثریت کی حکومت لیکن دنیا میں تو اکثریت جہلا کی ہے۔ اہل حق تو اقلیت میں ہیں۔ اس لئے جمہوریت در اصل جہلا کی حکومت ہے۔ یہ لوگ SOVERIEGNTY OF MAN (انسان کے اقتدار) کے قائل ہیں۔ اور اسلام میں تو SOVERIEGNTY OF GOD ہے۔ یعنی تمام حکومت اور اختیار و اقتدار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اللہ اقلیت ہے IRREDUCIBLE MINORITY (ناقابل تخفیف اقلیت) ہے۔ حکومت در اصل اقلیت کی ہونی چاہیئے۔ جمہوریت کی رو سے جہلا اور عوام خواص پر حکومت کرتے ہیں۔

اعلیٰ و ارفع حال حقیقی حال ہے

ایک دفعہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کے عرس کے موقعہ پر حضرت اقدس عبدالسلام کے حجرے میں تشریف فرما تھے اور ہم لوگ محفل سماع میں شریک ہوئے۔ جب ہم واپس آئے تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ آج قوالی کا رنگ اچھا رہا۔ حالانکہ آپ پورے وقت حجرے میں بیٹھے رہے۔ اور قوالی سماع خانے میں ہو رہی تھی۔ فرمایا جب انہوں نے اردو کلام شروع کیا تو رنگ جاتا رہا۔ یہ لوگ بھی مجبور رہیں۔ عوام کے لئے اردو کی غزلیں گاتے ہیں۔ اگر اس خیال سے اردو کی غزلیں گائیں کہ اردو داں اس سے فائدہ اٹھائیں تو چنداں حرج نہیں۔ لیکن یہ لوگ تو اس لئے اردو کو ترجیح دیتے ہیں کہ ان کو پیسے زیادہ ملیں۔ یہ

Marfat.com

برا ہے۔ اس کے بعد دریافت فرمایا کہ آج کسی کو حال بھی آیا تھا؟ احقر نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ دریافت فرمایا کس شعر پر۔ عرض کیا کہ اس شعر پر ؂

کعبۂ دل قبلۂ جاں یا رسول اللہ توئی　　سجدۂ مسکیں حسن ہر لحظہ یاد اسوئے تو

فرمایا شعر تو اچھا ہے۔ لوگ اس بات پر بحث کرتے ہیں کہ فلاں کا حال سچا تھا یا جھوٹا۔ اب اگر کسی کا والد فوت ہو جائے تو وہ روئے گا۔ چیخے گا۔ بہت غمگین ہوگا۔ اس لئے کہ والد تھا کھانا کھلاتا تھا۔ کپڑے پہناتا تھا۔ روپے پیسے دیتا تھا۔ اب کون یہ سب چیزیں دیگا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر کوئی نہیں کہے گا کہ اس کا حال جھوٹا ہے۔ حال تو سچا ہے۔ لیکن اعلیٰ و ارفع نہیں ہے۔ اب والد کی بجائے خواجہ غریب نواز رح کو SUBSITUTE (تصور) کرو۔ ان لوگوں کو خواجہ صاحب کی تعریف پر اس لئے حال آتا ہے کہ امداد فرماتے ہیں۔ مصیبت کے وقت کام آتے ہیں۔ اس لئے اچھے لگتے ہیں۔ اسی طرح اپنے شیخ کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خدا کو لو۔ ان سب سے اس لئے محبت ہے کہ تمہارے کام آتے ہیں۔ اور یہ سب نفس ہے۔ اور خودی ہے۔ اس قسم کے حال میں تو کوئی شک نہیں۔ حال تو سچا ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ حال سچا ہے یا جھوٹا۔ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے۔ کہ حال کس قدر ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور اس میں کس قدر فدائیت اور محبوبیت ہے۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؂

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

فرمایا یہ جذبۂ فدائیت ہونا چاہئے۔ پھر یہ شعر پڑھا ؂

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا　　صنمے کہ بر جمالش دو جہاں نثار بادا

فرمایا اس میں اور رنگ ہے۔ ارفع اور اعلیٰ کے حال میں اس قسم [illegible] ہوتے ہیں۔ نفس کی بو تک نہیں ہوتی۔ سب کچھ اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ [illegible]بیت اور فدائیت کا حال ارفع اور اعلیٰ ہوتا ہے۔

حضرت صابر صاحب رح سے ملاقات

دوسرے دن قل خوانی کے بعد حضرت اقدس، عبد السلام صاحب کے حجرے میں تشریف لائے۔

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ غریب نوازرح کے اپنے عرس پر کوئی آئے یا نہ آئے لیکن ان کے شیخ علیہ الرحمۃ کے عرس پر جو شخص آتا ہے اس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور بہت انعام عطا فرماتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کا عرس صرف اجمیر شریف میں منایا جاتا ہے۔ حضور کا مزار مبارک مکہ معظمہ ہے۔ لیکن آپ کا عرس وہاں نہیں ہوتا۔ یہاں سب رسومات مثلاً محفل دستار بندی۔ قوالی اور ختم وغیرہ سب ہوتے ہیں۔ فرمایا خواجہ صاحب رح اپنے پیر کا عرس بھی مناتے ہیں۔ اور اپنے مرید کا بھی۔ قطب صاحب رح کا عرس بھی اجمیر شریف جیسا کہیں نہیں ہوتا۔ وہ اپنے عرس پر اجمیر شریف چلے آتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک عرب کو حضرت صابر صاحب رح سے نسبت ہوگئی اور وہ آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہونے کا بہت شوق رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ ہندوستان آئے اور ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کلیر شریف کی حاضری کا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے فرمایا اس وقت مت جاؤ عرس کا موقعہ ہے۔ حضرت کو فرصت کم ہوگی عرس کے بعد جانا۔ لیکن وہ نہ مانے۔ جب بہت اصرار کیا تو ان بزرگ نے ان کو ایک خط لکھ کر دیا کہ کلیر شریف میں فلاں مقام پر بھنگڑ اور چرسی بیٹھے ہوں گے۔ ان میں ایک اس حلیہ کا آدمی ہوگا۔ یہ خط اس کو دیدینا۔ اور کسی مصلحت سے وہ لفافہ بند نہ کیا۔ اور عرب صاحب نے اتفاقاً وہ خط نہ پڑھا اور کلیر شریف جاکر بھنگڑوں کے گروہ میں اس حلیہ کے آدمی کو دیکھا اور وہ خط اس کو دیدیا۔ خط لے کر انہوں نے پڑھا اور جواب دیدیا۔ جب عرس سے فارغ ہوکر عرب صاحب واپس آئے تو ان بزرگ نے دریافت فرمایا کہ حضرت صابر صاحب کی زیارت ہوئی۔ کہا نہیں۔ فرمایا جن کو خط دیا وہ کون تھے۔ کہا اچھا وہی تھے وہ خط ان بزرگ نے اسی لئے بند نہ کیا تھا کہ عرب صاحب پڑھ کر سمجھ جائیں گے۔ لیکن انہوں نے اتفاقاً خط کو نہ پڑھا۔ خط میں یہ لکھا تھا۔ "جب آپ اس ظاہری زندگی میں تھے تو بارہ کوس تک کوئی پرندہ تک پر نہیں مار سکتا تھا اب اس قدر ہجوم آپ کس طرح رہنے دیتے رکھتے ہیں۔" انہوں نے جواب دیا کہ "تم سے ایک آدمی تو رک نہیں سکا میں لاکھوں آدمیوں کو کیسے روکوں۔"

Marfat.com

صابری عرس کی اہمیت

اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص امروہہ سے قطب صاحبؒ کے عرس میں شریک ہونے کے لئے آئے۔ عرس کے ایام میں جن کے ہاں وہ ٹھیرے وہ اپنا بوریا بستر باندھ کر کلیر شریف جا رہے تھے۔ نو وارد صاحب نے دریافت کیا کہ آپ عرس چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں۔ دادا کا عرس چھوڑ کر آپ پوتے کے عرس پر جا رہے ہیں۔ لیکن وہ نہ مانے اور چلے گئے۔ جب یہ شخص حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار مبارک پر گئے اور فاتحہ پڑھ کر مراقب ہوئے تو آپ کو وہاں موجود نہ پایا۔ فوراً بستر باندھ کر کلیر شریف چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو کسی نے ان کو بتایا کہ قطب صاحبؒ آئے تھے۔ لیکن ابھی واپس چلے گئے ہیں۔ اس بے ادبی کی وجہ سے انہیں زیارت نصیب نہ ہو سکی۔

صحابہ سے کدر رکھنے والے کافر ہیں

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ صحابہ کرام پر تبرا کرتے ہیں۔ وہ قرآن کی رو سے کافر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی شان میں فرمایا ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ (الفتح) مطلب یہ ہے کہ کفار صحابہ کرام پر غیظ و غضب سے بھرے رہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا جو لوگ صحابہ کرامؓ پر غیظ و غضب کرتے ہیں۔ کافر ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک شیعہ عالم پشاور میں ہمارے پاس آئے اور دریافت کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن آپ سے سوال کیا کہ تمہاری رائے میں خلافت کا حق دار کون تھا تو آپ کیا جواب دیں گے۔ ہم نے کہا اول تو اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ سوال نہیں کرے گا۔ لیکن وہ مالک ہیں۔ اگر یہ سوال کیا تو میں کہوں گا کہ صحابہ کرام اور ان کے زمانہ میں نہیں تھے اور نہ ہی ان کی خلافت کا دار و مدار میرے ووٹ پر تھا اس لئے اس معاملہ میں اپنا وقت ضائع نہیں کیا۔

مسلم اور مومن میں فرق

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ مومن اور مسلمان میں یہی فرق ہے۔ کہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے آدمی مسلمان تو ہو جاتا ہے۔ لیکن مومن کی خاصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت

Marfat.com

رکھتا ہو۔ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ اب وہ خود جانتے ہیں کس میں زیادہ محبت ہے اور کس میں کم۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ انسان کو چاہیئے۔ محبت سے اللہ کا قرب حاصل کرے قرب آخری منزل نہیں ہے۔ قرب میں بھی دوئی ہے۔ محبت سے عینیت پیدا کرے۔ اور ذات میں محو ہو جائے۔ وہی بن جائے اور خود نہ رہے۔ حدیث قرب نوافل کے مطابق اپنی ہستی کو اللہ کی ہستی میں گم کردے۔ اس کے بعد فرمایا کہ فنا کے بعد بقا ہے باقی مذاہب یعنی ہندو مذہب۔ عیسائیت۔ بدھ مت اور یہودی مذہب میں آخری منزل فنا ہے۔ لیکن اسلام میں آخری منزل بقا ہے۔ اور یہ سب سے اونچی منزل ہے یہ تکمیل انسانیت ہے۔ عبدیت اسی کا نام ہے۔ لیکن بقا سے پہلے فنا ضروری ہے۔

مناظرہ سے قلب سخت ہوتا ہے

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کسی کے ساتھ بحث مباحثہ نہ کرے۔ مناظرہ سے قلب سخت ہوتا ہے۔ للّٰہیت جاتی رہتی ہے۔ اور نفسانیت آجاتی ہے۔ خیال کرتا ہے کہ میں نے یہ کہا اور میں نے وہ کہا۔ اس لئے اگر کسی سے بات چیت ہو جائے تو ٹھنڈے دل سے حق بات کہہ دے اور ذرا قوتِ قلب سے اس کے دل کی طرف متوجہ ہو جائے جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب دیکھے بحث چھڑنے والی ہے تو خوبصورتی سے اُسے ٹال دے۔

لطائف ستہ

ایک دفعہ لطائف کا ذکر ہو رہا تھا۔ فرمایا انسان کے جسم کے اندر چھ لطائف ہیں۔ پہلا نفس جس کا مقام ناف ہے۔ دوم قلب۔ بائیں پستان سے دو انگشت نیچے۔ سوم روح دائیں پستان سے دو انگشت نیچے۔ چہارم سر جو روح اور قلب کے درمیان ہے۔ پنجم خفی جو پیشانی کے وسط میں دونوں بھوؤں کے ملنے کی جگہ سے ذرا اوپر اور ششم اخفیٰ جو سر کی چوٹی میں ہے۔ فرمایا جسم کے دو حصے ہیں ایک علوی، دوسرا سفلی۔ علوی حصے کا مرکز لطیفہ خفی ہے اور سفلی حصے کا مرکز لطیفہ نفس ہے۔ اور یہی شیطان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ تمام وساوس پہلے لطیفہ نفس

Marfat.com

میں داخل ہوتے ہیں۔ اور پھر قلب میں پھیلتے ہیں۔ اسی طرح تمام انوار پہلے لطیفہ خفی پہ وارد ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد باقی لطائف پہ پہنچتے ہیں۔ بچے کے اندر روح لطیفۂ خفی سے داخل ہوتی ہے۔ اور جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو سب کے بعد خفی سے نکلتی ہے۔ روح اس طرح نکلتی ہے کہ پہلے بائیں پاؤں کے انگوٹھے پہ ایک برف کی طرح ٹھنڈا نقطہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ نقطہ بڑھتا ہوا ناف تک آتا ہے۔ ناف سے دوسری ٹانگ میں چلا جاتا ہے۔ اور پھر قلب پر آتا ہے جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اور آدمی بے ہوش ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ تم لوگوں کو چاہئے کہ اپنا کام جلدی جلدی کرلو کیونکہ شاید ہمیں کسی وقت بلاوا آجائے۔ اور ہم چلے جائیں۔ فرمایا حضرت مظہر جان جاناں رح کی تکمیل ابھی نہیں ہوئی تھی کہ ان کے شیخ کا وقت آگیا۔ جب ان کا انتقال ہو رہا تھا تو آپ ایک کونے میں کھڑے رو رہے تھے۔ ان کے شیخ نے فرمایا کہ روتے کیوں ہو۔ ہمارے انتقال کے تین دن بعد ہماری قبر پہ آکر ایک حلقہ کرنا تمہاری تکمیل کردیں گے۔ پہلے تین دن تو ملاقاتوں میں لگ جائیں گے۔ اس لئے تین دن کے بعد آنا۔

اس سے پہلے دن سید مقصود حسن صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب برے کو حضرت اقدس کے فالج کے متعلق اطلاع دی۔ انہوں نے لکھا کہ یہ خبر سن کر اس قدر رنج ہوا کہ تین وقت کھانا نہیں کھایا۔ لیکن ساتھ ہی یہ لکھا کہ آپ فکر نہ کریں۔ کیونکہ ہمارے مولانا صاحبؒ (حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحبؒ) سے میں نے یہ سنا تھا کہ "ہم ذوقی سے بڑے بڑے کام لیں گے" وہ کام آپ کو ابھی کرنے [illegible] احقر کہتا ہے کہ ان کاموں میں سے ایک کام تو قیام اور استحکام [illegible] حضرت اقدس نے باحسن طریق سرانجام دیا۔ اور کام بھی [illegible] ہے جو ہم لوگوں کو معلوم نہیں۔

دفع طاعون کے لئے عمل — ایک روز حضرت اقدس رح نے فرمایا کہ طاعون اور وبا وغیرہ سے بچنے کے لئے آیت پاک سَلَامٌ قَوْلًا

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ دوسو اسی ۲۸۰ بار پڑھ لینا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امن رہے گا۔
فرمایا ایک دفعہ احمد آباد میں طاعون پھیلا۔ پیر جی صاحب نے اپنے احباب اور جاننے والوں کو یہ عمل بتایا اور ان کے نام رجسٹر میں درج کر لئے۔ بعد میں دریافت کیا تو وہ سب لوگ محفوظ تھے۔ فرمایا دوسو اسی ہیں یہ حکمت ہے کہ طاعون اور وبا میں دو سو اسی ۲۸۰ فرشتے اس کام پر مامور ہوتے ہیں۔

جمعہ کے برکات

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن صبح سے ظہر تک اور پھر ظہر سے عصر تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار رہتا ہے۔ اس وقت درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ عصر سے مغرب تک ذات کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اگر جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد بیٹھ کر یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم کا ورد رکھے اور جب مغرب کی نماز کے لئے اذان ہو تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے۔ اور جب اذان ختم ہو جائے تو دعا بھی ختم کر دے تو جو دعا مانگے گا قبول ہو گی۔ تین جمعہ یہی عمل کرنا چاہئے مشکل سے مشکل کام حل ہو جاتا ہے۔ فرمایا اس سے حضرت خضر علیہ السلام سے امداد ملتی ہے۔ تسبیح ہاتھ میں لے کر پڑھتا رہے۔ لیکن تعداد مقرر نہیں ہے۔ مغرب تک جس قدر ہو جائے کافی ہے۔

سورۂ تغابن کے برکات

ارشاد فرمایا کہ طاعون اور وبا کے لئے سورۂ تغابن تین بار پانی پر دم کر کے گھروں کی دیوار اور در پر چھڑکا جائے تو طاعون سے امان ملتا ہے۔

چیچک کا گنڈا

ایک دفعہ فرمایا کہ چیچک کا ٹیکہ نہیں لگوانا چاہئے۔ بعض یورپین ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اس سے سفلس کے جراثیم جسم کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ فرمایا سورۂ رحمٰن پڑھے اور جتنی بار فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پڑھے۔ نیلے دھاگے پر ایک ایک گرہ لگاتا جائے اور وہ دھاگہ گلے میں ڈال دے۔

۲۵- نومبر ۱۹۴۳ء

کل رات نفیس خلیلی کی شاعری کا ذکر ہو رہا تھا۔ احقر نے عرض کیا کہ کتاب لکھتے

Marfat.com

ہی تصوف کی مذمت میں مضمون نکلا۔ بس اسی سے نفیس صاحب کی قابلیت کا اندازہ ہو گیا حضور اقدس نے فرمایا "سخن فہمی عالم بالا معلوم شد" اس کے بعد آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنی یہ رباعی کہی ؂

بلغ العلیٰ بکمالہٖ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ۔ صلّوا علیہ وآلہٖ

تو آسمانوں میں ہلچل مچ گئی۔ تمام فرشتے بے خود ہو گئے۔ اور ذوق و شوق کے عالم میں یہ رباعی پڑھتے جاتے تھے۔ اور شیخ سعدی رح پر انوار و برکات نازل ہو رہے تھے۔ کسی صاحب نظر نے ایک شاعر کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا تو اسے بھی شوق ہوا کہ کوئی ایسی چیز کہے۔ جس سے فرشتے خراج تحسین پیش کریں۔ چنانچہ اس نے ایک رباعی تیار کی اور اسے نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا کہ دیکھیں کیا نازل ہوتا ہے۔ اوپر سے ایک چیل نے بیٹ کر دی اور وہ سیدھی اس کے منہ میں جا پڑی۔ کہنے لگا کہ "سخن فہمی عالم بالا معلوم شد"۔

حساب دینے والے گھاٹے میں رہیں گے

۲۵۔ نومبر ۱۹۴۳ء۔ ڈیرہ نواب (بہاولپور)

شرعی سفر کا ذکر ہو رہا تھا۔ فرمایا بہاولپور سے ڈیرہ نواب تک شرعی سفر ہے۔ تین میل سٹیشن سے پہلے اور بعد اور ۴۳ میل ریل کا سفر بس ۴۶ میل ہو گئے حضرت شاہ شہید اللہ صاحب نے کہا جی ہاں تقریباً ۴۶ میل ہو گئے۔ فرمایا ہمارا حساب سے کیا کام۔ حساب تو وہ کریں جو حساب دینا چاہتے ہوں۔ ہم تو حساب دینا ہی نہیں چاہتے۔ وہ کہیں گے کیا کیا؟ ہم کہیں گے کچھ بھی نہیں کیا۔ اب تو مالک ہے جہاں بھیج دے۔

اس کے بعد فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک [illegible] کی عمر ہزار برس کی تھی۔ مرنے کے بعد فرشتوں سے کہا کہ لاؤ [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے دوزخ کے کنارے پر لے جاؤ۔ فرشتے اسے دوزخ کے کنارے پر لے گئے جب گرم ہوا لگی تو پیاس کے مارے بیتاب ہو گیا۔ پانی مانگا تو کسی نے پانی نہ دیا جب بری حالت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اس سے کہو اگر اپنی عمر بھر کی

Marfat.com

نیکیاں دیدے تو ایک پیالہ پانی کا مل سکتا ہے۔ اس نے سنتے ہی کہا مجھے منظور ہے جلدی لاؤ۔ پانی لایا گیا۔ جب پی چکا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام عمر کی عبادت تو ایک پانی کے پیالے کے عوض دیدی اور تم کو دنیا میں جو بے شمار نعمتیں ملی تھیں اس کا بدلہ کیا دوگے۔ اب اسے ہوش آیا اور عرض کیا کہ یا اللہ تو بڑا کریم ہے۔ مجھ سے خطا ہوگئی۔ میں کبھی تیرے شکر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ مجھے اپنے خالص رحم سے بخش دے۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد فرمایا جو لوگ حساب دینے کے لئے تیار ہیں بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ بہتر تو یہ ہے کہ کچھ نہ مانگے۔ کیونکہ جو شخص کوئی چیز طلب کرے گا۔ اس کا حساب دینا پڑے گا۔ اور جو کچھ وہ بن مانگے عطا فرمائے گا۔ اس کی شان کے شایاں نہیں ہے کہ اس کا حساب طلب کرے۔ ہاں اوروں کے لئے مانگ سکتا ہے۔ اپنے لئے کچھ نہ مانگے۔

بکم شوال ۱۳۶۳ھ۔ اجمیر شریف

تبلیغ دین کا صحیح طریقہ

آج عید کے دن حضرت اقدسؒ درگاہ شریف میں ارکاٹی دالان میں تشریف فرما تھے۔ ایک اور صاحب بھی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں جگہ پر ایک یونیورسٹی قائم کرنے کی تحریک ہو رہی ہے۔ جس میں لوگ کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔ یہ بھی بتایا کہ اس یونیورسٹی میں تبلیغ کا کام بھی ہوگا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اول تو اس کا نام یونیورسٹی نہیں رکھنا چاہئے۔ مدرسہ یا دار العلوم نام رکھنا چاہئے۔ یونیورسٹیوں نے تو مذہب کی جڑیں کاٹ کے رکھ دی ہیں۔ لوگ مغرب کی تقلید میں اندھے ہوگئے ہیں۔ حکم تو یہ تھا کہ اتنی رکعت نماز پڑھو اور اتنی رکعت نہ پڑھو۔ اور فلاں کام کرو اور فلاں نہ کرو۔ کیونکہ یہ کام عیسائی اور یہودی کرتے ہیں۔ لیکن آج کل جو کچھ دشمنانِ اسلام کرتے ہیں لوگ اندھا دھند اس کی تقلید کرتے ہیں یہ SYNDICATE اور SENATE اور پروفیسر سب مغرب کی تقلید ہے۔ اور جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے تبلیغ یونیورسٹی میں تھوڑی ہوسکتی ہے۔ پہلے زمانہ میں ایک صحابی کسی جزیرے میں چلے جاتے تھے اور تھوڑے عرصہ کے بعد پورا جزیرہ مسلمان ہوجاتا تھا۔ اب ہم ان لوگوں

Marfat.com

سے دریافت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے کون سی یونیورسٹیاں قائم کی تھیں اور کون سے رسالے نکالے تھے۔ ان میں وہ کیا بات تھی جو ہمارے اندر نہیں ہے۔ اور جو بات ان میں تھی ہم وہی کیوں حاصل نہیں کرتے۔ فرمایا تبلیغ کا کام تو خانقاہوں سے ہوتا ہے۔ یہ سن کر ایک نو وارد نے کہا کہ ابوالاعلیٰ مودودی نے جو تحریک شروع کر رکھی ہے اس کے متعلق تو وہ صاف صاف کہتے ہیں۔ کہ یہ صوفیائے کرام کے مسلک کے خلاف ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ابوالاعلیٰ کے فلسفہ کی بنیاد نجدیت پر ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں لیکن انہوں نے صرف صحاح ستہ کو لے رکھا ہے باقی تمام احادیث کو ترک کر دیا ہے اور ان میں سے بھی کسی کو ضعیف بتاتے ہیں اور کسی کو کچھ۔ اس پر اس آدمی نے کہا کہ صاحب ان کی جماعت تو بڑھتی جا رہی ہے۔ اور تمام پنجاب میں اس کا چرچا ہو رہا ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ پنجاب میں جو بھی چلا جاتا ہے۔ اس کو متقلدین مل جاتے ہیں [illegible] سب جماعتیں پنجاب میں پھلی پھولی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پنجابی اچھے [illegible] ہیں۔ لیڈر نہیں ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی عقیدہ یا خیال [illegible] ہو تو یہ اس عقیدہ کے صحیح ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔ دنیا میں کثرت تو [illegible] اہلِ حقیقت تو اقلیت ہی میں ہوتے ہیں۔ کثرت سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے۔

جمہوریت

اسی طرح یہ جمہوریت بھی بالکل شیطانی چیز ہے۔ [illegible] سے زیادہ ہیں اس لئے شیطان نے اکثریت کی حکومت کا خیال [illegible] دلوں میں ڈال دیا ہے۔ تاکہ کفار کی حکومت ہو جائے۔ اکثریت کی حکومت [illegible] ہے۔ یہی کہ جہلا کی حکومت اہلِ حقیقت پر۔ یہ شیطانیت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

اتباع عملی وحالی

اس کے بعد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد اتباع رسول [illegible] ہے۔ اور اتباع دو قسم کا ہے۔ عملی [illegible] عمل کو تو دیکھتے ہیں اور حال کو نہیں جانتے۔ علم پڑھ لیتے ہیں [illegible] ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ط لفظ امیین نے فیصلہ کر دیا [illegible]

Marfat.com

بے علموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان کو نشانیاں بتائیں۔ ان کا تزکیہ نفس کیا اور علم سکھایا۔ یہ علم سکھانا تزکیۂ نفس کے بعد فرمایا ہے۔ لیکن یہ لوگ صرف علم پڑھ کر بڑے بڑے دعوے کرنے لگ جاتے ہیں۔

تصوف اور آنحضرت صلعم کی تعلیم

اس کے بعد اس شخص نے کہا کہ آجکل لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ صوفیائے کرام کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بالکل غلط ہے۔ صوفیائے کرام کا ہر قول اور ہر فعل رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کے عین مطابق ہے۔ تمام احادیث تصوف سے بھری پڑی ہیں۔ یہ جو مشائخ عظام خلافت اور اجازت دیتے ہیں۔ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور احادیث میں جس قدر حال بھرا ہوا ہے یہ لوگ کہاں جانتے ہیں۔ صرف صوفیائے کرام ہی کو اس کا علم ہے۔ اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ در اصل اہلحدیث تو صوفیائے کرام ہیں۔ یہ لوگ تو اہلِ باطل ہیں۔ آسان آسان احادیث پر عمل کرتے ہیں اور مشکل احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا تمہارا طریقہ تعلیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ہے۔

اصل ایمان

ایمان کی اصل تو یہ ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ لیعنی مومنین کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدت سے محبت ہے۔ اور شدتِ حُب کیا ہے؟ عشق۔ یعنی مومنین کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق ہے۔ مومن اور عاشق میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مومن وہی ہے جو عاشق ہے۔ یہ لوگ تو ظاہری افعال پر نظر رکھتے ہیں۔ اور کیفیاتِ قلبی سے بے بہرہ ہیں۔ ہمارے مولانا صاحب سے کسی نے دریافت کیا کہ تصورِ شیخ کہاں تک جائز ہے۔ آپ نے فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رض کہتے ہیں کہ "گویا میں دیکھ رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ حکایت فرماتے ہیں۔ حال ایک نبی کا ... " یہ الفاظ "گویا میں دیکھ رہا ہوں رسول اللہ کی طرف" اس حالت کی جانب اشارہ ہے۔ جو تصور شیخ کی حقیقت ہے تصور بھی محبت کی ایک شاخ ہے۔

Marfat.com

بزرگوں کی تصانیف

دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو دلائل دیتے وقت بزرگان دین کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ ہر شخص کی ابتدائی حالت اور ہوتی ہے اور انتہائی حالت اور ہوتی ہے۔ ترقی کرتے کرتے ان کی آخری حالت ابتدائی حالت سے بہتر ہو جاتی ہے۔ اب جو کتابیں وہ اوائل عمر میں لکھتے ہیں وہ ان کتابوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ جو وہ آخر عمر میں لکھتے ہیں۔ خیالات اور عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ حضرت شاہ اسماعیل شہید رح نے شروع شروع میں "تقویت الایمان" لکھی جس میں مولویت کا رنگ ہے اور علمائے ظواہر ان کی اس کتاب کو سند کے طور پر پیش کرتے ہیں لیکن آخر عمر میں آپ نے اپنی کتاب "منصب امامت" لکھی۔ اب تقویت الایمان اور منصب امامت کے عقائد اور خیالات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ لوگ پہلی کتاب کو تو لے بیٹھتے ہیں۔ اور یہ نہیں دیکھتے کہ آخیر میں آپ کے اندر کیا تبدیلی واقع ہو گئی۔ کسی شخص کے ابتدائی دور کی کتاب دیکھ کر اس سے اس کے عقائد کا اندازہ لگانا سراسر بے انصافی ہے۔

مولوی محمد سعید بنارسی

اس کے بعد فرمایا کہ اسی طرح مولوی محمد سعید بنارسی شروع میں اہلحدیث تھے۔ لیکن بعد میں وہ ہمارے مولانا صاحب رح کے مرید ہو گئے۔ فرمایا وہ کشمیری برہمن تھے۔ مناظرہ کے وقت کسی مسلمان سے ہار گئے اور دل میں سوچا کہ میرے ہار جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق پر ہے اور میں باطل پر۔ اس سے متاثر ہو کر وہ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد بہت علم پڑھا اور گروہ اہلحدیث کے عقائد اختیار کر لئے۔ اور بنارس میں حدیث شریف کا درس شروع کر دیا۔ یہ اہلحدیث لوگ تقلید کو غلط سمجھتے ہیں۔ صرف قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں۔ ان میں خامی [illegible] اور حدیث کا مفہوم غلط لیتے ہیں۔ اگر ان کی صحیح رہنمائی کی [illegible] جاتے ہیں جب ہمارے مولانا صاحب (حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحب) نے بنارس میں حدیث کا درس دینا شروع کیا تو مولوی محمد سعید کے شاگرد ٹوٹ ٹوٹ کر ان کی طرف آنے لگے۔ مولوی صاحب کو یہ بات بری لگی۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ معلوم نہیں

Marfat.com

یہ شخص جادوگر ہے یا کیا ہے۔ میرے طالب علموں کو گمراہ کر رہا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک دن جا کر چند علمی سوالات اس سے کروں گا۔ وہ لاجواب ہو کر خود بخود بھاگ جائے گا۔ یہ خیال کر کے آپ کے پاس گئے اور جا کر بیٹھ گئے۔ آپ نے دریافت فرمایا آپ کا کیا نام ہے۔ اور کیا کام کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ فلاں مقام پر بخاری شریف کا درس دیتا ہوں۔ فرمایا اچھا آپ بخاری شریف کا درس دیتے ہیں۔ کہا جی ہاں۔ اس کے بعد دریافت فرمایا کہ کتنے عرصہ سے آپ یہ کام کر رہے ہیں۔ جواب دیا چالیس برس سے۔ فرمایا اچھا چالیس برس میں کے بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ایک دفعہ بھی نہیں ہوئی۔ حیران ہو کر فرمایا کہ " ہمیں چالیس برس سے حدیث کا درس دے رہے ہو اور ایک دفعہ بھی زیارت نہیں ہوئی اچھا آج رات زیارت ہو جائے گی۔ وظیفہ وغیرہ پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اس وجہ سے زیارت ہو جائے گی کہ آپ ایک درویش کے ہاں آئے ہیں۔ اب وہ جس بات کے لئے تیار ہو کر آئے تھے وہ رہ گئی۔ اور دل میں کہا کہ اچھا آج رات دیکھ لیتے ہیں۔ کل پھر آ کر علمی بحث شروع کریں گے۔ چنانچہ وہ گھر چلے گئے اور رات کو خواب میں دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے ہیں۔ اور اولیاء اللہ پیچھے صف باندھے کھڑے ہیں۔ اور ان میں مولانا صاحب رح بھی ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ نماز میں شریک ہونے لگے لیکن کسی نے کہنی مار کر الگ کر دیا۔ دوبارہ کوشش کی لیکن اسی طرح دھکہ دے کر کسی نے پیچھے ہٹا دیا۔ جب تیسری دفعہ شامل ہونے لگے تو کسی نے اٹھا کر باہر پھینک دیا اس سے وہ بیدار ہو گئے اور اپنے آپ کو پلنگ سے نیچے گرا ہوا پایا۔ اب وہ دوڑے ہوئے مولانا صاحب کی خدمت میں آئے اس وقت آپ اپنے حجرہ میں تھے۔ مولوی محمد سعید باہر دروازے پر کھڑے ہوئے زار و قطار رو رہے تھے۔ جس وقت حضرت مولانا صاحب رح وضو کے لئے باہر نکلے تو وہ پاؤں پر گر پڑے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیوں بھائی کیسے آئے عرض کیا حضور مجھے بیعت کر لیجئے۔ چنانچہ آپ نے انہیں داخل سلسلہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا اور تم بدستور سابق حدیث شریف کا درس دیتے رہو

Marfat.com

اور جو کچھ میں بتاؤں چپکے سے کئے جاؤ۔ ورنہ لوگ اعتراض کریں گے۔ مناظرے ہوں گے جھگڑے ہوں گے اور اس میں وقت ضائع ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو لوگ مولوی محمد سعید سے واقف تھے وہ تو انہیں پہلے کی طرح اہلحدیث ہی سمجھتے تھے۔ انہیں کیا معلوم کہ ان کے اندر اس قدر تبدیلی ہوگئی ہے۔

توبہ سے اللہ کتنا خوش ہوتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا اگر آدمی اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں اس کی مثال یوں بیان کی گئی ہے کہ اگر ایک آدمی ریگستان میں سفر پر جائے اور سفر کا سامان از قسم خورونوش اونٹ پر باندھ کر ساتھ لے جائے۔ اور راستے میں کہیں آرام کی خاطر اترے اور سو جائے۔ جب اٹھے تو اونٹ نظر نہ آئے۔ اب وہ شخص ریگستان میں اکیلا ہے نہ کھانا ہے نہ پانی اور نہ کوئی آبادی ہے۔ جہاں جاکر پانی وغیرہ حاصل کر سکے۔ اب سخت مایوسی کی حالت میں وہ موت کے انتظار میں لیٹ جائے اور اچانک اونٹ مع سامان کھیر سامنے آجائے اور خوشی کے مارے وہ پکار اٹھے یا اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب۔ حدیث شریف میں ہے کہ اپنا اونٹ اور سامان دیکھ کر اس آدمی کو جس قدر خوشی حاصل ہوئی۔ بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہاں بھی حال غالب آگیا تھا قال پر۔ قال اگرچہ خلاف شرع ہے۔ لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیلاً بیان فرمایا۔ فرمایا یہ لوگ الفاظ کو تو دیکھتے ہیں۔ لیکن معنی سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور کیفیات تو معنی کبھی نہیں ہیں۔ کیفیات کا تعلق بطون سے ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ یونیورسٹیوں۔ تعلیم و تبلیغ اور دلائل و براہین [illegible] ہیں بنا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دلائل و براہین جاننے والا کوئی ہیں۔ اگر صرف دلائل و براہین سے کام چلتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر اعلیٰ دلائل پیش کئے ہیں کہ ساری دنیا کو مسلمان ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ ایک اور چیز کا بھی حکم ملا ہے۔ اور وہ جہاد ہے۔ محض تقریر سے کام نہیں چلتا۔ کامیابی

Marfat.com

حاصل کرنے کے لئے ڈنڈے کی بھی ضرورت ہے۔ محض یونیورسٹیوں سے کام نہیں بنے گا۔
اس کے بعد فرمایا کہ صوفیائے کرام کی تعلیم کا طریقہ بعینہ وہی ہے جو حضور سرورِ کائنات کا تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میرے دل میں وساوس بہت آتے ہیں۔ اور اس سے میں تنگ آگیا ہوں۔ آپ نے اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو فوراً اس کی حالت بدل گئی۔ اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اب میں اپنے آپ کو سچا مسلمان پاتا ہوں ایک اور صحابی کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جگہ کا امام مقرر کیا اور فرمایا کہ وہاں چلے جاؤ۔ اب وہ صحابی رض سوچنے لگے کہ اتنی قابلیت تو میرے اندر ہے نہیں کہ حقِ منصب ادا کرسکوں۔ چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے اپنی انگلی ان کی پیٹھ پر رکھی اور فوراً ان کے اندر ایک تبدیلی پیدا ہوگئی۔ اور وہ کہنے لگے کہ حضور اب میں اپنے کو امامت کے قابل پاتا ہوں۔

اللہ کو بندہ سے محبت

ایک دفعہ فرمایا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ کسی کے گھر میں آگ لگ گئی۔ ایک عورت کا بچہ مکان کے اندر رہ گیا تھا۔ وہ عورت دوڑتی ہوئی اندر گھس گئی اور اپنے بچے کو گود میں چھپا کر باہر لے آئی۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے۔ اس عورت نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اللہ تعالیٰ کو میرے ساتھ اس سے زیادہ محبت نہیں ہے جتنی کہ مجھے اس بچے سے ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کو تیرے ساتھ اس سے زیادہ محبت ہے۔ یہ سن کر عورت نے عرض کیا کہ جب میں نے یہ گوارا نہیں کیا کہ یہ بچہ آگ میں جل جائے تو کیا اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ کی آگ میں جلنے دے گا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور فرمایا۔ لَا وَاللّٰہِ! لَا وَاللّٰہِ! لَا وَاللّٰہِ! یعنی خدا کی قسم نہیں! خدا کی قسم نہیں! خدا کی قسم نہیں!

اس کے بعد فرمایا ایک صحابی رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

تھے۔ ان کا لڑکا ساتھ تھا اور وہ اس کو پیار کر رہے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں اس سے بہت محبت ہے۔ اس نے عرض کیا۔ جی ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ اس سے بھی زیادہ محبت ہے جتنی تم کو اپنے لڑکے سے ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ اس قدر محبت کرتا ہے تو کیوں ہم اس سے غفلت کریں۔

پابندئ نماز

فرمایا ایک صحابی رضؓ سے عصر کی نماز قضا ہوگئی۔ فرمانے لگے کہ میرا لڑکا مر جاتا تو مجھے اتنا افسوس نہ ہوتا۔ جتنا کہ نماز کے قضا ہو جانے سے ہوا ہے۔

حضرت اقدس رحؒ نے فرمایا پابندئ نماز کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ جب آدمی مرے گا۔ قبر میں اس کو عصر کا وقت معلوم ہوگا۔ خواہ اس کو رات کے وقت دفن کیا جائے۔ یا صبح سویرے۔ جب منکر نکیر آکر دریافت کریں گے کہ مَنْ رَّبُّكَ ۔ مَنْ نَبِيُّكَ ۔ تو وہ آدمی کہے گا کہ ٹھہرو عصر کا وقت جا رہا ہے۔ پہلے میں نماز پڑھ لوں۔ پھر تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔

انواعِ تجلیات

ایک دفعہ تجلی کا ذکر ہو رہا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جس قسم کی تجلی چاہتا ہے۔ فرماتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آگ کی شکل میں تجلی ہوئی۔ اور درخت سے آواز آئی۔ "اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اَمْرَدْ کی شکل میں تجلی ہوئی۔ صبیح اور ملیح۔ وہ بڑی شان کی تجلی تھی اس کے بعد فرمایا کہ سالک کے لئے بہترین تجلی وہ ہے۔ جو اس کی اپنی صورت [illegible] ہو یا شیخ کی صورت میں ہو۔ شیخ کی شکل میں تجلی سالک کے لئے [illegible]

فرمایا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب [illegible] روضہ اقدس پر مراقب تھے۔ تو روضہ کے اندر سے حضرت [illegible] جھنجھانوی [illegible] (حضرت حاجی صاحب کے پیر) تشریف لائے۔ اور حاجی صاحب کے سر پر دستار باندھی اور فرمایا کہ تم قطب مکہ ہو۔ اس وقت مدینہ منورہ میں مغرب (مراکو) کے ایک بزرگ

Marfat.com

رہتے تھے۔ جو چالیس برس سے وہاں مقیم تھے۔ اور جب حرم شریف کا دروازہ کھلتا آکر چپ چاپ بیٹھ جاتے۔ صرف قرآن شریف پڑھتے۔ یا فرض نماز۔ سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔ اور سنتیں کیا پڑھتے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری حاصل تھی۔ جب دروازہ بند ہو جاتا وہ اٹھ کر چلے جاتے۔ جس وقت حضرت حاجی صاحبؒ کے سر پر اس طرح دستار باندھی گئی تو اُن بزرگ نے حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس آکر قطب مکہ ہونے کی مبارکباد پیش کی اور یہ بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جنہوں نے آپ کے شیخ کی صورت میں آکر آپ کے سر پہ دستار باندھی۔

رُوح کی طاقت اور زندگی

۲۔ شوال ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۴۴ء

آج قبل دوپہر حضرت اقدس نے احقر کو طلب فرمایا۔ ایک پہلوان حضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور کسی مشہور پہلوان کے لڑکے کی موت کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ جن کی روحیں طاقتور ہوتی ہیں ان کے جسم خواہ کمزور اور نحیف کیوں نہ ہوں اکثر زیادہ دیر تک زندہ رہتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی ACCIDENTE (حادثہ) پیش آئے تو اور بات ہے۔ اور طاقتور جسم والوں کی روحیں اکثر کمزور ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ جلدی مر جاتے ہیں۔

فتح ہندوستان کے متعلق حضرت اقدس کا رُویا

اس کے بعد جناح گاندھی ملاقات کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا۔ ۱۲ ماہ رمضان شریف کو جناح نے چھٹی منائی۔ اس کے علاوہ شاید ۲۷ کو بھی چھٹی منائی۔ اور عید کے دن بھی۔ اس سے تو اسلام کا غلبہ نظر آتا ہے۔ اور ہوگا بھی اسی طرح۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اخیر میں مسلمان فتحیاب ہوں گے اس سے پہلے مصائب کا نزول تو ضرور ہوگا۔ لیکن آخر میں مسلمان ہی فتح پائینگے فرمایا ہم نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک غدر کی حالت قائم ہے۔ اور جامع مسجد دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہے (انگریزوں سے مراد دشمن ہے) اور مناروں پر انہوں نے مشین گنیں اور توپیں لگا رکھی ہیں۔ تاکہ تمام شہر کو اُڑا دیں۔ ہم بھی مسجد کی دائیں جانب جہاں تبرکات ہیں کھڑے ہوئے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ مسجد میں گورے لوگ بوٹ

Marfat.com

پہنے ہوئے پھر رہے ہیں۔ تھوک رہے ہیں اور سگریٹ پھینک رہے ہیں اور بہت بے ادبی کر رہے ہیں۔ ہم نے خیال کیا کہ اب چل کر دیکھیں کہ اور جگہوں پر کیا ہو رہا ہے۔ ظاہر طور پر تو جا نہیں سکتے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ نیچے ایک درخت ہے۔ جس کی شاخیں اوپر مسجد تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم ان شاخوں کو پکڑ کر درخت پر چڑھ گئے اور پھر درخت کے تنے تک پہنچ کر نیچے اتر گئے۔ اور ایک دروازہ سے شہر کے باہر چلے گئے۔ آگے چل کر دیکھا کہ ایک مزار ہے۔ جس کا نقشہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا سا ہے۔ درمیان میں مزار ہے اور باہر کھلی جگہ ہے۔ جہاں ہم جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں ایک ہندو لڑکا آیا اور چابیاں صاحب مزار کے حوالہ کر دیں۔ اور صاحب مزار نے وہ چابیاں ہمیں دیدیں۔ اس کے بعد جب ہم باہر گئے تو نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ وہی سپاہی جھاڑیوں میں چھپ چھپ کر جان بچا رہے ہیں۔ اور دیہاتی لوگ ڈنڈے ہاتھ میں لئے ہوئے ان کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ یہی نظر آتا تھا کہ بس ایک ڈنڈا ایک سپاہی کے سر پر مارا وہ وہیں گرا۔ اور دوسرے کے پیچھے بھاگے۔ اس خواب سے ہم نے یہ تعبیر لی کہ وہ ہندو لڑکا ہندوستان ہے۔ جس نے اپنی چابیاں صاحب ولایت کے حوالہ کیں۔ اور انہوں نے وہ چابیاں ایک مسلمان کے حوالہ کر دیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ پورے ہندوستان پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگا۔ لیکن جامع مسجد پر گوروں کے قبضہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح سے پہلے مسلمانوں کی کافی آزمائش ہوگی۔ احقر نے عرض کیا کہ فتح سے قبل جس قدر مصائب سے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑے گا اس کا ثواب بھی انہیں ملے گا؟ فرمایا ہاں ثواب بھی ملے گا۔ بہار آکر کے ہم جائیں گے شہید ہوں گے اور مرتے ہی فوراً جنت میں چلے جائیں گے۔ [illegible]
جگہ نہ ہوگی۔ بس سیدھے جنت میں جائیں گے۔ گویا یہاں ٹن [illegible] گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ انسان کو چاہیئے اپنے دل میں [illegible] وقت معین ہے اور وہ اپنے وقت پر آئے گی۔ نہ ایک ساعت پہلے آسکتی ہے [illegible] اوپر سے بموں کی بارش کیوں نہ ہو رہی ہو۔ اگر زندگی ہے تو بموں کی بارش سے بھی زندہ نکل آئے گا۔ اگر وقت آگیا تو گھر بیٹھے مر جائے گا۔ جب موت کا ایک وقت معین ہے تو

Marfat.com

ہر وقت موت سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جان دے کر شہید ہو جائے اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کرے۔

تندرستی میں بیماری کی کسر

اس کے بعد رمضان شریف کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا اس دفعہ ہم نے تینوں رمضانوں کی کسر نکالی ہے اور کسی کے خط کا جواب نہیں دیا۔ لمبے لمبے خط تو پڑھتے بھی نہیں ہیں۔ چھوٹے خط پڑھ کر رکھ دیتے ہیں۔ گذشتہ رمضان میں ہماری طبیعت خراب تھی۔ اس سے پہلے رمضان میں بھی ہم نے بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھے تھے۔ ہم لوگ تراویح پڑھتے تھے اور ہم بیٹھے رہتے تھے۔ اب کے خوب کسر نکالی ہے۔ اب اس کی تکان محسوس ہو رہی ہے۔ عرس تک آرام نہیں ملے گا۔ عرس کے بعد آرام کرنے کا وقت ملے گا۔ آٹھ دس دن آرام کر کے پھر سفر کی تیاری کریں گے۔

۴۔ شوال ۱۳۹۳ھ

مراتب فنا

آج حضرت اقدس اپنے کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ احقر نے عرض کیا کہ فنا سب کے لئے یکساں ہے یا ہر ایک کے لئے مختلف مدارج ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ فنا ہر شخص کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے۔ چونکہ لوگوں کی استعداد مختلف ہوتی ہے۔ اس لئے ہر شخص کا درجہ فنا بھی مختلف ہوتا ہے۔

نسبت سے زمانہ کی پہچان

اس کے بعد مزارات کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا کہ جتنا مزار پرانا ہوگا نسبت بھی اتنی ہی گہری اور قوی ہوگی۔ اور نسبت کی گہرائی سے صاحب مزار کے زمانۂ حیات کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آیا یہ مزار چار سو برس کا ہے، سات سو برس کا ہے یا ہزار برس کا ہے۔ لیکن بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ ایک پچاس برس کا مزار بھی پانچسو برس کا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب مزار کی نسبت بہت قوی ہوتی ہے۔

معراج شریف اور مکان و زمان

اس کے بعد معراج شریف کا ذکر ہونے لگا حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ ایک

Marfat.com

مولوی صاحب نے اس اعتراض کا جواب کہ تھوڑی سی مدت میں لاکھوں میلوں کا سفر
کس طرح طے ہوگیا۔ یوں دیا ہے کہ فرض کرو آپ کی گھڑی میں بارہ بجے ہیں اب اگر آپ
اپنی گھڑی بند کردیں تو وقت بند نہیں ہوگا۔ بلکہ بدستور چلتا رہے گا۔ حتی کہ رات ہو جائے
گی لیکن آپ کی گھڑی میں وہی بارہ بجے ہوں گے۔ اسی طرح معراج شریف کی رات کو
بھی اللہ تعالیٰ نے نظام کائنات بند کر دیا تھا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
آسمانوں کا سفر کرتے رہے۔ اور دنیا میں نظام بند تھا۔ اس لئے وقت جہاں تھا وہیں رہا
اور آپ سفر پورا کر کے واپس تشریف لائے۔ یہ سن کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ مولویوں
کی اختراع ہے۔ اصل وجہ یہ نہیں ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ہر ایک عالم کے اوقات
جدا ہیں۔ دوسرے جہانوں کے وقت کا قیاس اس جہان کے وقت سے نہیں کیا جا سکتا
اس کے علاوہ یہ کہ TIME AND SPACE RELATIVE ہیں زمان و مکان اعتباری ہیں
اصل میں نہ زمان ہے نہ مکان۔ سورج آسمان اور زمین کے پیدا ہونے کے بعد SPACE
مکان پیدا ہوا۔ اور سورج اور زمین کی حرکت کی وجہ سے TIME (زمان) پیدا ہوا کائنات کے پیدا ہونے سے پہلے نہ مکان تھا
نہ زماں۔ ڈاکٹر آئن سٹائن نے اپنی THEORY OF RELATIVITY (نظریہ اضافت) سے ثابت کر دیا ہے کہ زمان بھی کوئی
کوئی چیز نہیں ہے۔ ان دو دلائل سے وقت کا اعتراض تو ختم ہو جاتا ہے۔ اب جو سائنس والے
ایک اور اعتراض کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ کرہ ہوائی [illegible] دور تک ہے اس سے اوپر ہوا
نہیں ہے۔ کرہ ہوائی سے گزر کر پیغمبر علیہ السلام نے سانس کس طرح لیا ہوگا۔ ذہن کو سائنسدانوں
کے اس قسم کے بودے اعتراضات کا جواب نہایت آسانی سے دیا جا سکتا ہے۔ [illegible]
آئین سٹائن نے تمام سائنس اور [illegible]
جب سائنس غلط ہوگئی تو سائنس والوں کے اعتراض [illegible]
ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم کو نظر آتا ہے۔ [illegible]
لمبائی کی گاڑ دو۔ اب اگر انہیں ایک [illegible]
نظر آئے گی۔ دوسری چھوٹی۔ اب دوسری [illegible]
نظر آتی تھی وہ چھوٹی اور جو چھوٹی نظر آتی تھی وہ بڑی دکھائی دے گی۔ [illegible]

Marfat.com

دو مختلف زاویوں سے دیکھنے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ دونوں سلاخیں لمبائی میں برابر ہیں۔ اسی طرح یہ جہان بھی ایک خاص زاویہ سے دیکھنے سے ایسا نظر آرہا ہے۔ ورنہ درحقیقت یہ ایسا نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے اگر ہم ایک ایسی ٹرین میں سوار ہوں جس کی رفتار ساٹھ میل فی گھنٹہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی ٹرین چل رہی ہے۔ جس کی رفتار تیس میل فی گھنٹہ ہے تو وہ دوسری ٹرین الٹی جانب جاتی ہوئی نظر آئے گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ٹرین بھی اسی سمت میں تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی ہے۔ اسی طرح ٹرین میں سے درخت بھی الٹی جانب دوڑتے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی جگہ پہ مضبوطی سے قائم ہیں۔ اسی طرح اقلیدس کی جیومیٹری کی بنیاد خط مستقیم پر ہے۔ لیکن آئن سٹائن کہتا ہے کہ دنیا میں خط مستقیم کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ ساری کائنات منحنی یعنی ٹیڑھی ہے۔ خط مستقیم کہیں نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ یورپ اب بالکل تیار ہے۔ بس تھوڑے سے کام کی ضرورت ہے۔ صرف ایک تیلی لگانا باقی رہ گیا ہے۔ فوراً کام بن جائے گا۔

کرشن اور رام

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ ہندوؤں کے پیشوا بھی صاحب نسبت تھے کرشن کو نسبت عشق حاصل تھی اور رام میں کشف و انوار کا غلبہ تھا۔ یہ کہتے ہوئے تبسم فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ لچھمن کا درجہ رام سے بڑھا ہوا تھا۔ جب رام اور سیتا بن باسی ہو گئے۔ تو لچھمن ان کو ملنے کے لئے جنگل میں گئے۔ جب سیتا کو راون لے گیا۔ تو سیتا جاتے جاتے راستے میں اپنے زیور ایک ایک کر کے پھینکتی گئی۔ اس خیال سے کہ رام کو معلوم ہو جائے کہ کس طرف گئی ہے۔ رام اور لچھمن سیتا کی تلاش میں نکلے تو راستہ میں ایک زیور ملا۔ رام نے لچھمن سے دریافت کیا کہ کیا یہ سیتا کے پاؤں کا زیور نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے تو عمر بھر سیتا کے پاؤں کی طرف نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں اس کا زیور ہے یا نہیں۔ فرمایا لچھمن اپنی بھاوج کا اس قدر احترام کرتا تھا کہ نہ کبھی اس کے پاؤں کی طرف دیکھا اور نہ منہ کی طرف۔ اس کا استغراق بڑھا ہوا تھا۔

حضرت مولانا رومؒ کا مرید ہونا

اس کے بعد حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا کہ ایک بزرگ قونیہ (ترکی میں ایک شہر ہے جہاں حضرت مولانا رومؒ کا مزار ہے) تشریف لے گئے۔ وہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ مولانا روم

Marfat.com

صاحب رح کے مزار پر روزانہ مثنوی شریف کا درس دیا جاتا ہے۔ اور وہاں کے شیوخ عجیب و غریب معانی بیان کرتے ہیں۔ اور مولانا روم رح کے مرید ہونے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ مولانا روم بہت بڑے عالم تھے اور قونیہ میں درس دیا کرتے تھے۔ جب آپ کی سواری نکلتی تھی تو سات ہزار عالم ساتھ ہوتے تھے۔ ان کی مسجد میں ایسے ویسے کا گزر نہیں تھا۔ جب کوئی درویش وہاں جاتا تو پہلے اس سے سوالات کئے جاتے اور ان کے صحیح [illegible] تو اسے ٹھیرنے دیتے۔ ورنہ نکال دیتے۔ ایک دفعہ جب مولانا روم رح درس دے رہے تھے تو حضرت شمس تبریز رح مسجد کے اندر چلے گئے اور ممبر پہ بیٹھ کر بانسری بجانی شروع کر دی۔ آپ کی وضع یہ تھی فقیروں کا سا لباس۔ مونچھیں بڑھی ہوئی چھوٹی [illegible] اور بانسری ہاتھ میں۔ جب اس غیر مشروع حلیہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے [illegible] شور مچایا کہ یہ شخص آلۂ غنا (بانسری) ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد میں آگیا ہے۔ جب [illegible] انہوں نے بانسری بجانی شروع کی تو وہ اور بھی بگڑے۔ لیکن مولانا پر کچھ [illegible] گیا تھا کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ شخص دیوانہ معلوم ہوتا ہے۔ پابندی شریعت [illegible] اس کو کچھ نہ کہو۔ چنانچہ وہ ممبر پر بیٹھے رہے۔ اور درس بدستور جاری [illegible] تھا۔ ایک طالب نے سوال کیا کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] وغیرہ نہیں تھا تو آپ کس طرح باہر تشریف لے گئے۔ یہ دنیا عالم اسباب [illegible] میں ذریعہ ضروری ہے۔ چنانچہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] آسمان [illegible] دمشق کے مینار پر آئیں گے۔ پھر زینہ طلب فرمائیں گے۔ [illegible] سے تو آپ اتر آئے اور اب مینار سے زمین تک آنے کے لئے زینہ [illegible] فرمائیں گے کہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے زینہ کی ضرورت ہے [illegible] علیہ وسلم عالم اسباب میں تھے اس لئے حجرے کی چھت [illegible] بغیر آپ کیسے باہر گئے۔ مولانا روم رح نے سوال کا [illegible] اس نے آپ کی دلیل رد کر دی۔ اس کے بعد انہوں نے اور دلیل [illegible] رد کر دی۔ تیسری دلیل دی وہ بھی اس نے رد کر دی اس پر مولانا [illegible]

Marfat.com

وہاں سمجھا دیا جائے گا۔ اور وں کا وقت مت ضائع کرو۔ طالب علم خاموش ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت شمس تبریز رح نے کہا " اس کی تسلی کیوں نہیں کر دیتا " یہ سن کر مولانا نے کہا کہ اچھا آپ بول رہے ہیں۔ ذرا ہیئت تو ملاحظہ کیجئے۔ مسجد میں بیٹھ کر بانسری بجا رہے ہیں۔ خلاف شرع حرکتیں کر رہے ہیں۔ اور ان کی باتیں دیکھئے۔ حضرت شمس تبریز رح نے کہا اچھا اگر میری حرکتیں خلاف شرع ہیں تو مجھے اس کی سزا دو۔ ورنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ جواب دہ ہوں گے۔ اب مولانا رح کو غصہ آیا اور طالب علموں کو حکم دیا کہ ان کو ستون سے باندھو اور کوڑے لگاؤ۔ حضرت شمس تبریز رح فوراً ایک ستون سے لپٹ گئے۔ اور طالب علموں نے رسی سے باندھنا شروع کیا لیکن جب وہ رسی ڈالتے تو رسی آپ کے جسم کو گھیرے میں نہیں لیتی تھی۔ اور باہر آ جاتی تھی۔ بہت کوشش کی گئی۔ لیکن رسی ان کے جسم کے ساتھ نہ رکی۔ سب حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا اچھا اب اس ستون میں رسی ڈالو۔ لیکن رسی نے ستون کو بھی قبول نہ کیا۔ اب حضرت شمس تبریز رح نے اس طالب العلم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم نے دیکھ لیا۔ جن کے غلامان غلام کے ادنیٰ غلام میں یہ بات ہے تو اس برتر ہستی کی کیا شان ہو گی۔ اس طرح معراج میں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ کوڑے تو ہمیں کوئی کیا لگوائے گا اِدھر مولانا روم رح کا یہ حال ہوا کہ انہوں نے درس بند کر دیا۔ کتابیں لٹا دیں۔ اور حضرت شمس تبریز صاحب کی تلاش میں نکلے۔ کامل ایک سال کی تلاش کے بعد ایک ٹیلے پر بیٹھے ہوئے ملے۔ آپ کو دیکھتے ہی قدمبوس ہو گئے۔ اور عرض کی کہ آپ نے جس علم کی ابجد پڑھا دی ہے اس کی تکمیل بھی فرما دیجئے۔ چنانچہ حضرت شمس تبریز رح نے ان کے دونوں کانوں میں بانسری بجا کر نسبت منتقل کر دی۔ مولویہ سلسلہ میں مرید کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ حلقہ ذکر میں بھی بانسری بجائی جاتی ہے لوگ دائرہ بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب بانسری بجائی جاتی ہے تو لوگ مخصوص انداز میں رقص کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں۔

ایک ہندو سادھو کا سوال اور حضرت رح کا جواب

اس کے بعد فرمایا کہ لوگ اکثر لفظی الجھن میں پھنس کر اعتراض کر دیتے ہیں۔ اگر ان کی لفظی الجھن دور کر دی جائے تو فوراً راہ راست پر آ جاتے ہیں۔ فرمایا ایک دفعہ ہم گوالیار جا رہے تھے۔

Marfat.com

جانے سے پہلے ہم نے اپنے ایک دوست کو تار دیا کہ فلاں تاریخ کو ہم آ رہے ہیں ان کے ملنے والوں میں ایک ہندو ہیڈ ماسٹر تھا جو بہت متعصب اور کٹر ہندو تھا۔ اس نے اسلام کا مطالعہ بھی کیا تھا اور بہت اعتراض جمع کر رکھے تھے۔ جب ہمارے دوست نے اس سے ہمارا ذکر کیا تو وہ کہنے لگا اچھا ہم ان سے ملیں گے اور ان کی خوب خبر لیں گے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہمارے دوست نے ہمیں اس ہیڈ ماسٹر کے متعلق آگاہ کیا۔ ہم نے کہا اچھا جب وہ آئے تو اشارہ کر دینا۔ وہ رات کو کھانا کھانے کے بعد آیا اور آ کر بیٹھ گیا۔ ہمارے دوست نے ہم سے پوچھا کہ صبح ناشتہ آپ جلدی کریں گے یا دیر سے۔ ہم نے کہا۔ اگر حضرت غوث گوالیاری رح کا مزار قریب ہے تو مزار پر حاضری دے کر ناشتہ کریں گے۔ اور اگر دور ہے اور سواری [illegible] ہے تو پھر ناشتہ کر کے چلیں گے۔ انہوں نے کہا حضرت کا تو بالکل قریب ہے۔ حضرت [illegible] درمیان ہیں۔ اگر اندھیرا نہ ہوتا تو یہاں سے نظر آ جاتا۔ [illegible] حاضری دینے کے بعد کریں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ [illegible] آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ [illegible] آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ ہم نے کہا فرمائیے۔ اس نے کہا مرنے کے بعد روح اور جسم کے درمیان کیا تعلق ہوتا ہے۔ [illegible] کہ سوال کرنے والا اپنے سوال کا پورا عالم ہوتا ہے۔ آپ پہلے اپنی طرف [illegible] ہے اور سوچ سمجھ کر سوال کر رہے ہیں۔ اس نے کہا جی ہاں۔ [illegible] کہا۔ آپ کے سوال میں تین چیزوں کا ذکر ہے۔ [illegible] ظاہر ہے کہ آپ روح جسم اور موت کی حقیقت سے [illegible] روح کی حقیقت بتائیے۔ یہ سن کر وہ سٹپٹا [illegible] سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ سوال [illegible] کب ہے [illegible] چار ہوتے ہیں [illegible]

Marfat.com

لگا کہ آپ کا بہت مشکور ہوں۔ آپ نے بہت اچھی بات کہی۔ میں کل پھر حاضر ہوں گا۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ علم مناظرہ میں ضروری ہے کہ پہلے سوال پر غور کر لیا جائے۔

کشف قبور پر دلچسپ مکالمہ

اس کے بعد فرمایا کہ لشپاڑہ میں ایک قاضی صاحب تھے جو بہت کھرے تھے۔ ایک دفعہ والد مرحوم کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ صوفی صاحبان جب مزارات پر جاتے ہیں اور متوجہ ہوتے ہیں تو شیطان صاحب مزار کی شکل میں آکر ان سے گفتگو کرتا ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمیں کشف ہوا ہے۔ اور صاحب مزار نے ہمارے ساتھ بات چیت کی ہے۔ میں نے قاضی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرے پاس اس کا جواب ہے۔ لیکن میں قاضی صاحب سے کہوں گا۔ آپ سے نہیں کہتا۔ قاضی صاحب نے کہا میں قاضی ہوں کیا ہے۔ میں نے کہا قاضی صاحب تو اپنے مکان پر سو رہے ہیں۔ وہ کب اس وقت یہاں آنے والے ہیں۔ یہ تو شیطان ہے جو قاضی صاحب کی صورت اختیار کرکے یہاں آیا ہوا ہے۔ یہ سن کر وہ ہمارے والد صاحب سے کہنے لگے کہ دیکھئے آپ کا لڑکا مجھے شیطان کہتا ہے۔ والد صاحب خوب ہنسے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کی بصیرت

اس کے بعد فرمایا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب رح کے پاس پادری لوگ اعتراض لے کر بہت آتے تھے ایک پادری آیا اور کہنے لگا کہ دو آدمی ہوں جن میں سے ایک سویا ہوا ہو اور دوسرا کھڑا ہو تو راستہ کس سے دریافت کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ سوئے ہوئے سے۔ کیونکہ جو کھڑا ہے۔ وہ بھی اسی لئے کھڑا ہے کہ وہ شخص اٹھے اور وہ شخص اس سے راستہ دریافت کرے۔

ایک اور پادری آپ کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ اوپر والے کی قدر و منزلت زیادہ ہونی چاہئے یا نیچے والی کی۔ آپ نے فرمایا کہ نیچے والے کی۔ کیونکہ جڑ نیچے ہوتی ہے اور شاخیں اور پتے اوپر۔ اور اصل جڑ ہے نہ کہ شاخ اور پتے۔

ایک دفعہ کلکتہ کے بڑے لشپ (BISHOP) آئے اور چیف کمشنر دہلی سے کہا

Marfat.com

کہ میں شاہ عبد العزیز صاحب کے ساتھ بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ شاہ صاحب کے ساتھ بحث کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے وہ کئی پادریوں کو شکست دے چکے ہیں۔ بڑے عالم و فاضل آدمی ہیں۔ لیکن وہ نہ مانے، اب چیف کمشنر نے کہا اچھا اگر آپ جیت گئے تو میں آپ کو پانچ سو روپیہ دوں گا۔ اور اگر آپ ہار گئے تو پانچ سو روپے لوں گا۔ اس نے کہا بہت اچھا خیر وہ شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں چلے گئے اور جا کر کہا کہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام خدا کے حبیب ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں سچ ہے۔ کہنے لگا کہ اگر وہ خدا کے دوست ہوتے تو جب ان کے نواسے کے گلے پر چھری چلائی جا رہی تھی تو کیوں نہ انہوں نے خدا کے پاس جا کر ان کی جان بچوائی۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ وہ گئے تو تھے لیکن وہاں دیکھا کہ اللہ میاں خود اپنے اکلوتے بیٹے کے غم میں رو رہا ہے۔ آدمی سمجھدار تھے کچھ بولے نہیں واپس چلے آئے۔ پادری خفیف ہو کر اسی وقت دلی سے چلا گیا چیف کمشنر سے بھی نہیں ملا اور بیرے کے ہاتھ پانچ سو روپے بھجوا دیئے۔

اس کے بعد فرمایا کہ شاہ عبد العزیز صاحب کو گھوڑوں کا بہت شوق تھا۔ اور گھوڑوں کی شناخت میں آپ ماہر تھے۔ لوگ آپ سے مشورہ لے کر گھوڑے خریدتے تھے۔ جب آپ کی بینائی جاتی رہی تو لوگ گھوڑا لا کر آپ کے پاس چلاتے تھے اور پاؤں کی آہٹ سے آپ بتا دیتے کہ گھوڑا اچھا ہے۔ یا اس میں کوئی نقص ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ چند طالب علم بیل گاڑی میں بیٹھ کر دلی آ رہے تھے اور جیسا کہ ان کی عادت ہے آپس میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔ بحث کا موضوع یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے کیا دلائل ہیں۔ گاڑی بان بیٹھا تو سنتا رہا۔ جب شور و غل سے تنگ آ گیا تو کہنے لگا کہ کائیں کائیں کر کے کان کھا رہے ہیں۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ [illegible] کہاں؟ طالب علموں نے بہت سمجھایا کہ اللہ مذہب و ملت سے بالا [illegible] سوالات اس پر عائد نہیں ہوتے۔ لیکن وہ جاہل تھا، دلائل اس کی [illegible] اور برابر یہی کہتا رہا کہ میرے سوالوں کا جواب دو تو جانوں۔ جب دلی پہنچے تو معاملہ شاہ عبد العزیز صاحب کے سپرد ہوا۔ آپ نے گاڑی بان سے دریافت کیا کہ کیا کہہ رہے ہو۔ گاڑی بان نے کہا حضور

Marfat.com

ہمری سمجھ میں نہیں آوت ہے کہ پرماتما ہندو ہے کہ مسلمان۔ شاہ صاحب نے جواب دیا کہ جو ہندو ہوت تو گئو ہتیا نہ ہونے دیت۔ گاڑی بان نے کہا کہ ہمری سمجھ میں آگوا ہمکا بھی سلمان بناؤ لیو۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا

حضرت شاہ عبدالعزیز رح کے زمانہ میں ایک شخص نے غصہ میں آکر اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم اپنے والد کے گھر گئیں تو تم کو تین طلاق۔ چنانچہ اس بیچاری نے اپنے والد کے گھر جانا بند کر دیا۔ ایک دفعہ اس کا والد بہت بیمار رہا اب وہ والد کے گھر نہیں جا سکتی تھی۔ صبر کر کے اپنے گھر ہی بیٹھ رہی۔ خبر آئی کہ وہ قریب المرگ ہے۔ پھر بھی وہ گھر سے باہر نہ گئی حتیٰ کہ کسی نے آکر خبر دی کہ وہ فوت ہو گیا۔ اب اس سے نہ رہا گیا اور چلی گئی۔ جس وقت اس کا خاوند گھر آیا تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی اپنے والد کے گھر چلی گئی ہے۔ اب وہ گھبرایا۔ کیونکہ اس سے طلاق لازم آتی تھی۔ علماء سے دریافت کیا سب نے یہی کہا کہ طلاق ہو گئی۔ اب چونکہ تین طلاق دے چکا تھا۔ اس کے بعد بغیر حلالہ نکاح نہیں کر سکتا تھا۔ بہت پریشان ہوا۔ اسی لئے تین طلاق بیک وقت دینا سخت منع ہے۔ خیر کسی نے اس سے کہا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں جاؤ امید ہے وہ کوئی اچھا حل نکالیں گے۔ کہنے لگا کہ کیا ان کی شریعت کوئی اور ہے؟ وہ بھی یہی کہیں گے۔ لیکن جب لوگوں نے بہت مجبور کیا تو چلا گیا اور جا کر پوری کیفیت بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے گھر لے آؤ طلاق نہیں ہوئی۔ اس نے عرض کیا۔ حضور تمام علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ طلاق ہو گئی ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ طلاق نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا جاؤ علماء کو بلا لاؤ۔ چنانچہ جن جن علماء سے اس نے فتویٰ لیا تھا۔ سب کو بلا کے لے آیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے یہ کہا تھا کہ "اگر تم اپنے والد کے گھر گئیں تو تم کو تین طلاق" جب عورت وہاں پہنچی ہے اس وقت والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ لہذا والد کا گھر نہیں رہا بلکہ اس کے ورثا کا گھر تھا۔ پھر طلاق کہاں ہوئی۔ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اپنے بندوں کو یہ بصیرت عطا فرماتا ہے۔ فرمایا کہ تعزیہ کے جلوس سے انگریز بہت ڈرتے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں تلواریں وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں اور مارشل اسپرٹ (فوجی جذبہ

Marfat.com

پیدا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فتویٰ دیا کہ تعزیہ نکالنا بدعت ہے
جب دہلی کے چیف کمشنر نے سُنا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ کیا آپ نے
یہ فتویٰ دیا ہے۔ فرمایا اگر تو پوچھنے آیا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ تعزیہ نکالنا فرض ہے۔

شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ

اس کے بعد حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر
ہونے لگا۔ فرمایا کہ آپ کو قوالی کا بہت شوق تھا اور اکثر وجد میں
آکر رقص کیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں حضرت جلال الدین تھانیسریؒ ایک بہت بڑے عالم
تھے اور مرید ہونے سے پہلے تھانیسر میں درس دیا کرتے تھے۔ ان کا ایک شاگرد شاہ عبدالقدوسؒ
کا مرید تھا۔ ایک دفعہ آپ تھانیسر کے قریب کہیں تشریف لے گئے۔ اس شاگرد نے مولانا جلال الدین
صاحب سے کہا کہ مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو [illegible] نے کہا کہ
اچھا جاؤ۔ اور اپنے نچنیا پیر کو میرا سلام کہنا۔ وہ طالب علم چلا گیا اور جب حاضر خدمت ہوا تو
اپنے استاد کی طرف سے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی امانت میں خیانت نہیں کرنے۔ جو کچھ
انہوں نے کہا ہے۔ ٹھیک ٹھیک بیان کرو۔ چھپاؤ مت۔ اُس نے مجبوراً وہ فقرہ دہرا دیا۔ آپ
نے فرمایا کہ اچھا ان کو میری طرف سے بھی سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ [illegible] اور
نچاتے بھی ہیں۔ چنانچہ جب وہ واپس استاد کے پاس پہنچا تو انہوں [illegible] بھائی
میرا سلام کہا تھا۔ اس نے کہا جی ہاں حضور نے بھی سلام کہا ہے اور [illegible] دیا
کہ میرے پیر ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ وہ [illegible] رقص
کرنے لگے۔ کیفیت و مستی کی حالت میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور [illegible] کے

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جلال الدین تھانیسری [illegible]
عبدالقدوس گنگوہیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ سے بہت لوگ [illegible]
آپ کے صاحبزادے اب تک محروم ہیں۔ ان پر بھی مہربانی [illegible] جب
وہ موجود ہوں تو کہنا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت جلال الدین [illegible] تھے
اور شیخ کے صاحبزادے دوسرا پاؤں دبا رہے تھے۔ موقعہ غنیمت [illegible] کے
صاحبزادہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں یاد ہے۔ یہ کہہ کر [illegible] اپنے

Marfat.com

صاحبزادے کے سینہ پر رکھ دیا۔ اور انگوٹھے سے ملنے لگے۔ جیسے کوئی چیز کھرچ رہے ہوں صاحبزادہ صاحب نے کہا۔ اس سینہ میں علم قرآن و حدیث ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا میں اسی بت کو نکال رہا ہوں غرض یہ کہ صاحبزادہ صاحب میں تبدیلی واقع ہوگئی اور بہت بڑے مرتبہ کو پہنچے۔

ترجمہ اور ہے معنی اور

اس کے بعد الفاظ اور معنی پر گفتگو ہونے لگی۔ فرمایا۔ ایک دن ایک مولوی صاحب کہنے لگے کہ بنارس میں میں نے ایک ہندو کو مسلمان کیا اس کو پڑھنا لکھنا سکھایا۔ صرف و نحو پڑھایا اور اب اس کو قرآن کے معنی پر عبور ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن کے معانی پر آپ کو خود عبور نہیں ہے۔ آپ کے شاگرد کو کس طرح عبور ہو سکتا ہے۔ کہنے لگے کہ کیوں صاحب مجھے بھی قرآن کے معنی نہیں آتے؟ ہم نے کہا اچھا نار کے معنی بتایئے انہوں نے کہا آتش۔ ہم نے کہا آتش کے معنی کیا ہیں؟ انہوں نے کہا آگ۔ ہم نے کہا یہ معنی تو نہیں ہیں۔ یہ تو آپ دوسری زبان کے الفاظ میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ نار کے معنی بتایئے۔ اب وہ سٹ پٹائے۔ ہم نے کہا نار کے معنی وہ ہیں جو چولھے میں ہے۔ باقی سب الفاظ ہی الفاظ ہیں۔

سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کی تفسیر مجذوب کی زبانی

اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ ایک مولوی صاحب کسی کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ اور آیت سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ کا ترجمہ اس طرح بتا رہے تھے "سیر کرو زمین پر اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا حشر ہوا" ایک مجذوب سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا ابے لونڈے کو کیوں غلط پڑھا رہا ہے۔ "علی الارض نہیں فی الارض ہے" یعنی سیر کرو زمین میں نہ کہ زمین پر۔ مولوی صاحب نے کہا۔ زمین میں کیسے سیر کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے گدی پکڑ کر زمین کی طرف جھکا دی اور کہا دیکھ۔ دیکھ اس طرح سیر کی جاتی ہے۔ اب وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ہزاروں لوگوں پر عذاب نازل ہو رہا ہے۔ ڈر گئے اور فوراً تائب ہوئے۔ چونکہ عذاب نازل ہوتا دیکھ چکے تھے اس لئے کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گئے۔

ہندو کی سیاست

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اب جناح سے کہ کہیں گے کہ پاکستان کا مطالبہ چھوڑ کر پورے ہندوستان کا مطالبہ شروع کر دو۔ فرمایا اس مضمون میں ہم نے لکھا ہے کہ ہندو ایک انچ زمین پر بھی حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ سیاست دانی

Marfat.com

میں وہ بالکل جاہل ہیں۔ ان میں ایک بھی سیاست دان نہیں ہے۔

محترم فاروق احمدؒ کا وصال

۲۵۔ صفر المظفر ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۳۔ فروری ۱۹۴۵ء تقریباً ساڑھے دس بجے بوقت شب محترم فاروق احمدؒ لینارڈ میو ہسپتال لاہور میں واصل بحق ہوئے۔ موصوف و ممدوح حضرت شاہ شہید اللہ مدظلہ کے بڑے بھائی تھے۔ جنوری ۱۹۴۵ء میں آپ مرض نمونیہ میں مبتلا ہوئے۔ حملہ مرض نہایت شدید تھا۔ اس لئے بغرض علاج آپ کو بہاولپور سے لاہور منتقل کیا گیا۔ جہاں ان کے لئے میو ہسپتال کا ایک خاص کمرہ مخصوص کر لیا گیا۔ لیکن وقت مقرر ہو چکا تھا۔ رحمت ایزدی بلاوا دینے پہنچ گئی۔ معالج امراض مجبور ہو گئے۔ حضرت شاہ شہید اللہ سرہانے کے قریب کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ فاروق احمد صاحبؒ کی آنکھیں بند ہیں غشی طاری ہے۔ تقریباً دس گھنٹے یہ حالت رہی۔ اس موقعہ پر لاہور والے ڈاکٹر جلال الدین ڈینٹسٹ کے صاحبزادے ڈاکٹر بشیر جو وہاں موجود تھے۔ انہوں نے حضرت شاہ شہید اللہ صاحب کو اپنے گھر چلنے کے لئے اصرار کیا۔ مجبور ہو کر موصوف ان کے ساتھ چلے گئے۔ ان کا مکان قریب ہی تھا۔ گھر پہنچتے ہی ٹیلیفون آیا کہ فوراً واپس آیئے۔ جب واپس آئے تو فاروق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ جب حضرت شاہ شہید اللہ صاحب باہر گئے تو انہوں نے آنکھیں کھول کر اپنے بھائی کی کرسی کی طرف دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر کے واصل بحق ہو گئے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) حضرت شاہ شہید اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بہت غور کیا کہ دس گھنٹے بیہوش رہنے کے بعد آخر وقت میں آنکھیں کھولنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت اقدسؒ سے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا [illegible] دونوں بھائیوں میں اس قدر گہری نسبت تھی کہ جب تک تم ان کے [illegible] تھا کہ ان کی روح جسم سے الگ ہوتی۔ اس لئے قدرت نے [illegible] رحمت کو بھیجا تاکہ تمہیں وہاں سے ہٹا کر کہیں لے جائے اور مرحوم کی روح پرواز کر سکے۔ [illegible] تجہیز و تکفین کے انتظامات شروع ہوئے۔ مرحوم نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی۔ اگر یہاں میری موت واقع ہو جائے تو مجھے حضرت داتا صاحبؒ میں دفنانا۔ حضرت شاہ شہید اللہ صاحب نے ان کی

Marfat.com

اس وصیت کو ظاہر کیا۔ لیکن حاضرین نے انتہائی معذرت کی ساتھ اپنی مجبوری کا اعتراف کیا۔ کسی نے کہا یہ ناممکنات سے ہے۔ کسی نے کہا بہت مشکل ہے۔ ہزاروں روپے لیتے ہیں جب اجازت دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ میاں میر رحؒ میں قبر کا انتظام کیا گیا۔ لیکن تصرفات اولیاء اللہ کے قربان جایئے کہ اپنے ان غریب الدیار مخلصین کو کس شان سے نوازا۔ عین وقت پر بمصداق "مردے از غیب بروں آید وکارے بکند" ایک صاحب تشریف لاتے ہیں۔ جن سے کوئی شناسائی نہ تھی۔ آتے ہی انہوں نے یہ سعادت اپنے ذمہ لی۔ آستانہ داتا صاحبؒ کے ذمہ دار منتظمین سے ٹیلیفون پر بات چیت کی، کسی نے کوئی تعرض نہیں کیا اور نہایت آسانی سے حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحؒ کے قدموں میں حضرت اقدس کے دلانے فاروقی کے لئے رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ کا انتظام ہوگیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالِکَ اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ گمراہیوں کے پردے تو حضرت داتا صاحبؒ کی گرانمایہ تصنیف "کشف المحجوب" ہی نے اٹھا دیئے تھے۔ صراط مستقیم کا انکشاف تو اسی کتاب کے انگریزی ترجمہ کی بدولت ہوا تھا۔ یعنی کشف المحجوب ہی آپ کے اسلام قبول کرنے کا باعث ہوئی۔ اور شیخ کا انتخاب بھی اسی مشعل کی روشنی میں کیا گیا سے

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

مرحوم کو حضرت داتا صاحبؒ سے والہانہ عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ احقر اپنے سفر لاہور کے تاثرات بیان کر رہا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ خدا کرے لاہور جانا کسی کو نصیب نہ ہو۔ اس قدر بے پردگی بے حیائی اور خرافات ہے کہ پناہ بخدا۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ آپ داتا صاحبؒ کے مزار پر بھی گئے تھے؟ احقر نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہی وجہ ہے کہ آپ کو لاہور میں نحوست نظر آئی۔ حضرت داتا کے روضہ پر حاضری دے کر دیکھتا کہ لاہور کیسا ہے!!

غرض یہ کہ اس مرد میدان ولایت کے جنازہ میں شہر کے بیشتر خاص و عام نے شرکت کی اور ایک جم غفیر کے ہمراہ بڑی آن بان کے ساتھ تقریباً دس بجے صبح مظہر نور خدا حضرت داتا گنج بخش رحؒ کے آستانہ عالیہ پر پہنچے۔ آپ کی "تازگی ایمان کے لئے ایک خاص بات عرض کر دوں جسے ہزاروں آنکھوں نے دیکھا۔ جس کی اشاعت قریب قریب لاہور کے تمام اخبارات و بعض رسائل میں ہو چکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس وقت گنج بخش و فیض عالم کے قدسی آستانہ پر اس جنتی دولہے کا جنازہ پہنچا ہے

Marfat.com

کافی دھوپ تھی۔ لیکن اس وقت جبکہ اس قتیلِ عشقِ مولیٰ کی نمازِ جنازہ پڑھی جا رہی تھی، یک بیک ایک ابر کا ٹکڑا اٹھتا ہے اور عین محاذ پر آ کر رک جاتا ہے۔ اور اس احاطۂ قدس پر سایہ ہو جاتا ہے صلوٰۃ جنازہ کے بعد چونکہ قبر کی تیاری میں کچھ دیر تھی۔ جنازہ تسبیح خانہ میں رکھا گیا۔ اب قبر قریب قریب تیار ہو چکی تھی۔ جنازہ اٹھایا جا رہا تھا۔ کہ ابرِ رحمت کی پھوار شروع ہو گئی۔ اور پھر لطف یہ کہ لاہور بھر میں صرف اسی خطۂ مقدسہ پر ڈھائی سے تین منٹ تک ترشح ہوتا رہا۔ سچ ہے "پیا جسے چاہے وہی سہاگن"۔

حضرت اقدسؒ کا تصرفِ خاص

مرحوم کی علالت کے زمانہ میں حضرت اقدسؒ [illegible] تشریف (بمبئی) میں حاجی فرخ صاحب کے مکان پر قیام فرما تھے۔ خطیب صاحب اور حاجی فرخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک رات فرخ صاحب کے چھوٹے بھائی رحمۃ اللہ صاحب تشریف لائے اور حضرت سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ خطیب صاحب نے حضرت اقدسؒ کی خدمت میں اطلاع کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہم کسی سے نہیں ملیں گے۔ اور نہ ہم آج کھانا کھائیں گے۔ تم لوگ کھا لو۔ اور رحمۃ اللہ سے کہہ دو کہ وہ کل آئیں۔ یا اگر وہ رک سکتے ہیں تو رک جائیں۔ موقع ہوگا تو بلا لیا جائے گا۔ جیسے ہی خطیب صاحب کمرہ سے باہر آئے۔ حضرت نے کواڑ بند کر لئے اور روشنی گل کر دی۔ اس وقت حضرت اقدسؒ کی حالت و حرکات سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ آپ کسی غیر معمولی اہم معاملہ کے سلجھانے میں مصروف ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد آپ نے کواڑ کھول کر آواز دی۔ خطیب صاحب فوراً حاضر ہوئے۔ دیکھا تو چہرۂ انور پر انبساط کی کیفیت کے اثرات نمایاں تھے۔ عجیب و غریب ستی نواز مستی تھی۔ جس کی کیفیت احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ فرخ صاحب کے بھائی بلائے گئے۔ ان سے اس وقت نہایت [illegible] سے گفتگو فرمائی۔ اور رخصت کیا۔ دوسرے دن تقریباً [illegible] تار میں [illegible] کے وصال کی اطلاع تھی۔ اور وقت وہی لکھا تھا جبکہ حضرت اقدسؒ کمرہ بند کر کے خلوت میں تھے۔ خطیب صاحب نے ٹیلیگرام اپنے پاس رکھ لیا اس خیال سے کہ پہلے آپ کھانا کھا لیں اس کے بعد ٹیلیگرام پیش کر دیا جائے لیکن کسی صاحب نے حضرت اقدسؒ کو اطلاع کر دی۔ آپ نے

Marfat.com

خطیب صاحب کو بلوایا اور ٹیلیگرام کے متعلق دریافت کیا۔ غرض ٹیلیگرام پیش کر دیا گیا۔ آپ نے اِنّا للّٰہ پڑھ کر کچھ دیر سکوت فرمایا۔ اور پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ فاروق احمد خوش نصیب تھے مقبول ہو گئے۔ اب ان کے لئے مزے ہی مزے ہیں۔ چلو ہمارے RECEPTION کے لئے ہماری پارٹی کا ایک آدمی تو پہنچ گیا۔ اس کے بعد فرمایا کیا آج تمہیں بھوک نہیں لگی ہے۔ کھانا نکلواؤ خطیب صاحب کہتے ہیں کہ میں سمجھتا تھا کہ اس المناک اطلاع سے آپ متاثر ہو کر کھانا نہ کھا سکیں گے۔ مگر معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی نظر میں موت کی کیا حقیقت ہوتی ہے۔ بالخصوص جبکہ اپنے متوسلین میں سے کسی کی مقبولیت کا انہیں مشاہدہ ہو جائے۔

مقبولیت کا انکشاف تین چار دن کے بعد حضرت شاہ شہید اللہ صاحب کا ایک خط حضرت اقدس رح کے نام آیا حضرت اقدس رح جس وقت خط پڑھ رہے تھے اس وقت اتفاق سے خطیب صاحب کی ایک جملہ پر نظر پڑ گئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس جملہ کو پڑھ کر میرے دل میں ایک تحریک اٹھی کہ کسی نہ کسی طرح میں یہ خط پورا پڑھ لوں۔ جس وقت حضرت اقدس رح نے خط پڑھ کر لفافہ میں رکھ دیا۔ خطیب صاحب نے کہا بڑا لمبا خط ہے۔ یہ کہتے ہوئے فوراً خط اٹھا لیا۔ حضرت نے فرمایا " ہیں ہیں رکھ دو کسی کا خط نہیں پڑھا کرتے " مگر " کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ " کے مصداق یہ کہتے ہوئے خط لے کر دوسرے کمرے میں چلے گئے کہ اس میں کیا ہوگا فاروق کی علالت و تدفین وغیرہ کی تفصیل ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے خط پڑھ لیا۔ خط کا لب لباب یہ تھا:۔

" پہلے تو آپ مجھے معاف فرمائیں کہ فاروق احمد کی علالت کے زمانہ میں میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ ہم نے کیا غلطی کی کہ اپنا گھر چھوڑ کر ہم یہاں چلے آئے۔ اب فاروق کے صحت یاب ہوتے ہی ہیں انہیں لے کر اپنے وطن پہنچ جاؤں گا۔ اپنے اس خیال پر میں بہت نادم ہوں آپ للہ مجھے معاف فرما دیں۔ کاش میں پیدا ہوتے ہی آپ کے قدموں میں ہوتا۔ افسوس میری زندگی کے تیئس سال برباد گئے جس وقت فاروق احمد نزع کی حالت میں تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے سرہانے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور حضور کے قریب آپ کھڑے ہوئے ہیں اور اولیاء اللہ حلقہ باندھے ہوئے رقص فرما رہے ہیں۔ جب فاروق احمد رح کا جنازہ لے جا رہے تھے تو میں یہ محسوس کرتا تھا کہ بہت تیزی کے ساتھ ان کی روحانی ترقی ہو رہی ہے۔ اور جس وقت فاروق احمد کو قبر میں

Marfat.com

اتارا گیا۔ اس وقت بھی میں نے دیکھا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے سرہانے تشریف فرما ہیں اور آپ بھی حضورؐ کے ساتھ ہیں اور اولیاء اللہ باری باری سے آتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں۔ ایک چیز جو سب نے دیکھی وہ یہ تھی کہ نماز جنازہ کے وقت ایک ابر کا ٹکڑا اٹھتا ہے اور عین محاذ پر آکر رک جاتا ہے۔ اور تدفین سے کچھ پہلے لاہور بھر میں صرف اسی خطہ پر ابر رحمت کا ترشح ہوتا ہے۔"

وصال کے دو دن بعد جب حضرت اقدسؒ کے ہاں حسب معمول حلقہ ذکر ہوا تو دو تین آدمیوں نے فاروق احمد صاحبؒ کو حلقہ ذکر میں بیٹھے دیکھا۔ ایک دفعہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ فاروق احمدؒ ترقی کر رہے ہیں۔ اجمیر شریف بھی آتے ہیں اور بہت خوش ہیں۔ ان کی ترقی ہمیشہ جاری رہے گی فرمایا "HE IS ON PROGRESSIVE LINES" (یعنی وہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہیں)

ایک دفعہ حضرت اقدسؒ لاہور تشریف لے گئے اور حضرت داتا صاحبؒ کے مزار مبارک پر بھی جاکر حاضری دی۔ اس موقعہ پر بھی کئی آدمیوں نے فاروق احمدؒ کو دیکھا کہ دہلیز سے آئے اور جہاں حضرت مراقب تھے آکر شامل ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت اقدسؒ نے فرمایا اسی طرح بے پرواہ تھے جس طرح وہ زندگی میں ہوا کرتے تھے۔ صرف کرتا [illegible] پہنے ہوئے آئے اور حاضری میں شامل ہو گئے۔ سر ننگا تھا اور پاؤں میں بھی کچھ نہیں تھا۔ جب حضرت اقدس وہاں سے باہر جانے لگے تو راستہ بھول گئے باہر جانے کا راستہ نہیں ملتا تھا اس پر فرمایا کہ جب ہمیں راستہ نہیں ملتا تھا تو فاروق احمدؒ خوش ہو رہے تھے کہ اچھا ہوا کچھ دیر اور [illegible] بیٹھنے کا موقعہ مل گیا۔ فرمایا اللہ نے فاروق احمدؒ کی توبہ قبول فرمائی۔ اللہ کو ان کا خلوص پسند آگیا۔ فرمایا کس قدر [illegible] ہے کہ لندن کے رہنے والے اپنا عیش و آرام سب چھوڑ کر یہاں آگئے۔

میری تعریف مت کرو

فاروق احمد صاحبؒ کی [illegible] سے عزیز داری تھی اور [illegible] رہتے تھے جب ان کا وصال ہوا تو خان صاحب اور ان کی بیوی کو بہت صدمہ ہوا۔ ان کی بیوی دن رات فاروق احمدؒ کا تذکرہ کیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ انہوں نے فاروق احمد صاحبؒ کی فاتحہ کی غسل خانے میں ہاتھ دھو رہی تھیں باہر سے ان کے کان میں فاروق احمد صاحبؒ کی یہ آواز آئی

Marfat.com

کہ "میری زیادہ تعریف مت کیا کرو"۔ یہ سن کر وہ بہت حیران ہوئیں اور باہر آکر دیکھا تو کوئی بھی نہ تھا۔

اللہ کے حضور میں پیشی

(مہاتم شریف دمبئی)

ایک دفعہ احقر حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ فاروق احمدؒ کے لکھنؤ جانے کا ذکر ہو رہا تھا۔ احقر نے عرض کیا کہ فاروق احمد صاحبؒ لکھنؤ جاکر بہت خوش ہوئے۔ وہاں حضرت مولانا صاحبؒ کے صاحبزادہ بھولے میاں سے بھی ملے تھے ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ حضرت اقدسؒ نے فرمایا۔ ہاں بھولے میاں بہت اچھے آدمی ہیں۔ نام تو ان کا اعظم حسن ہے لیکن مولانا صاحبؒ بھولے کہہ کے پکارا کرتے تھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ لکھنؤ میں ایک صاحب نے ہم سے کہا کہ یہ جو آپ کہتے ہیں کہ نیک و بد سب اللہ کے سامنے جائیں گے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بُرے بھی حضوری کے شرف سے نوازے جائیں۔ ہم نے کہا کہ ہم کب کہتے ہیں کہ نیک و بد یکساں اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ اب فرض کرو ہم کو وائسرائے دعوت پر بلاتا ہے۔ ہم کار میں سوار ہو کر اسٹیشن تک جاتے ہیں۔ وہاں سے ریل گاڑی میں بیٹھتے ہیں اس کے بعد وائسرائے کی کار اسٹیشن پر موجود ہوتی ہے۔ کار میں پھول وغیرہ لگے ہوتے ہوتے ہیں غرض کہ نہایت عزت و احترام کے ساتھ وائسرائے کے مکان پر پہنچتے ہیں۔ وائسرائے باہر آکر ہمارا استقبال کرتا ہے اور اندر لے جاتا ہے۔ ایک دوسرا شخص ہے جس کو وائسرائے نے بلایا ہے۔ اس کے بلانے کے لئے انسپکٹر پولیس کو حکم دیا ہے کہ فلاں کو پکڑ کر ہمارے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ وہ جاتا ہے اور اس کو ہتھکڑی لگا کر گالیاں دیتا ہوا اور گھسیٹتا ہوا لے آتا ہے جب وائسرائے اسے دیکھتا ہے تو وہ بھی اسے گالیاں دیتا ہے اور کسی کو حکم دیتا ہے کہ اس کو لاتے کوڑے لگاؤ۔ اب وائسرائے کے سامنے تو ہم دونوں گئے لیکن فرق آپ نے دیکھ لیا۔

شریعت اور طریقت ایک ہے

فرمایا ایک دن انہوں نے ہم سے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ شریعت اور طریقت ایک ہے۔ بھلا ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔ ہم نے کہا شریعت نسخہ ہے اور طریقت اس نسخہ کا تیار کرنا۔ نسخہ کاغذ پر ہوتا ہے اور تیار سل پر ہوتا ہے۔ بس ایک لحاظ سے دونوں ایک ہیں اور ایک لحاظ سے مختلف ہیں۔ ایک

Marfat.com

دوسرے کے مخالف نہیں ہیں۔ مختلف ہونا اور بات ہے اور مخالف ہونا اور ہے۔

ولایت اور نبوت

ایک دفعہ ارشاد فرمایا ولایت کا درجہ نبوت سے بلند ہے ولایت اللہ کے ساتھ ذاتی تعلق کا نام ہے۔ اور نبوت ایک منصب ہے جو لوگوں کی ہدایت کے لئے ہوتا ہے۔ اب یہ کہنا کہ ولی نبی پر فوقیت رکھتا ہے غلط ہے۔ کیونکہ ہر نبی منصب نبوت کے علاوہ ولی بھی ہوتا ہے۔ اس لئے نبی کا مرتبہ ولی سے بلند ہوتا ہے جیسے ایک بادشاہ کے دو دوست ہوں۔ جن میں ایک کو کسی جگہ وائسرائے بنا کر بھیجا گیا تو اب وائسرائے کا مرتبہ اس دوسرے دوست سے بڑھ گیا جو صرف دوست ہے۔ اور وائسرائے بادشاہ کا دوست بھی ہے اور نائب بھی۔

حبس دم

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ حبس دم سے روح میں لطافت آجاتی ہے اور لطافت سے روح میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز لطیف ہوتی ہے وہ زیادہ قوی ہوتی ہے۔ بجلی بہت لطیف ہے۔ اس لئے بہت قوی ہے۔ بہ نسبت آگ پانی یا بھاپ کے جو مقابلۃً کثیف ہیں۔ روح میں جب لطافت بڑھ جاتی ہے تو اس میں عالم بالا کی باتیں سمجھنے کی صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس سے حضوری اور توجہ الی اللہ میں بھی مدد ملتی ہے۔ عام طور پر حبس دم موسم سرما میں پانی کے اندر غوطہ لگا کر کیا جاتا ہے۔ ویسے بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن پانی میں بیٹھ کر کرنے سے جلد ترقی ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ پانی سے ہر چیز زندہ ہے۔ انسان بھی پانی سے غذا حاصل کرتا ہے۔ حبس دم اکیس دفعہ "ذکر" "اللہ" سے شروع کیا جاتا ہے اور رفتہ رفتہ بڑھایا جاتا ہے۔ باقی تمام مجاہدات کی طرح حبس دم کو بھی رگ کر کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ ہم جب بچے تھے زمانہ میں دریا پر چلے جاتے تھے۔ بس پہلا غوطہ مشکل ہوتا تھا۔ بعد میں پانی سے باہر نکلنے پر جو نہیں جا سکتا تھا۔ خوب گرمی محسوس ہوتی تھی اور پانی سے نکلنے کے بعد بھی گرمی محسوس [illegible] ہمارے مولانا صاحب بعض اوقات عشاء کے بعد تالاب کے [illegible] پانی میں رہتے۔ مؤذن سے فرما دیتے تھے کہ جب صبح کی اذان [illegible] جا کر [illegible] آپ صرف دو یا تین سانس لیتے۔

صورت مثالی

فرمایا جب روح لطیف ہو جاتی ہے تو صورت مثالی میں (جو جسم اور روح کے

درمیان ایک برزخ ہے (قوت اتصالی ہے) اور اس سے بہت کام لئے جا سکتے ہیں۔ سونے کے وقت اس کو کام میں لگا دیا جاتا ہے۔ آدمی سوتا رہتا ہے لیکن صورت مثالی اپنے کام میں مشغول رہتی ہے اور اسی صورت مثالی میں اہل اللہ سیر کرتے ہیں لیکن کسی سے مصافحہ نہیں کرتے اگر مصافحہ کریں تو چوری پکڑی جاتی ہے۔ ہاں جب روح بہت لطیف ہو جاتی ہے اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے تو مصافحہ میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ فرمایا ایک دفعہ ہمارے مولانا صاحب نے فرمایا کہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے مزار پر گیا۔ دیکھا کہ آپ قبر پر بیٹھے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آگے آؤ۔ جب میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ تم نے سب کمال حاصل کر لئے ہیں لیکن ایک چیز باقی رہتی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری صورت مثالی ابھی تک قوی نہیں ہوئی۔ پھر فرما کر آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور اس کے بعد چند روز محنت کرنے سے وہ کمی پوری ہو گئی۔ فرمایا اس جسم لطیف سے ولی اللہ جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔
اس کے بعد فرمایا کہ معرفت کے اصولوں میں سے سب سے اہم یہ اصول ہے کہ عارف مشاہدہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر اسم ہر وقت میں اپنا کام کرتا رہتا ہے۔ اسم کی صفت اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں ایک اسم محیی ہے یعنی زندہ کرنے والا اور دوسرا اسم ممیت ہے یعنی مردہ کرنے والا۔ اب چونکہ ہر اسم ہر وقت کام کرتا رہتا ہے اس لئے تمام کائنات ہر وقت فنا بھی ہوتی ہے اور زندہ بھی ہوتی رہتی ہے لیکن سرعت اتصال سے اس کا احساس نہیں ہوتا۔ جیسے فلم میں ایک آدمی کے مختلف حالتوں میں ہزاروں فوٹو لئے جاتے ہیں اور جب انہیں مشین کے ذریعہ تیز چلایا جاتا ہے تو وہ آدمی متحرک معلوم ہوتا ہے۔ دراصل اس میں حرکت نہیں ہوتی لیکن سرعت تسلسل کی وجہ سے وہ متحرک معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح کائنات محیی اور ممیت کے زیر اقتضا ہر لحظہ زندہ ہوتی ہے اور ہر لحظہ فنا ہوتی ہے لیکن چونکہ یہ عمل نہایت تیزی سے ہوتا ہے اس لئے محسوس نہیں ہوتا۔ اور فنا کہاں ہوتی ہے؟ ذات میں گم ہو جاتی ہے۔ اب چونکہ عارفین کو اس کا علم ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی بدولت ایک لمحہ میں ہزاروں میل طے کر لیتے ہیں۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ بیک وقت کئی جگہوں پر موجود ہو سکتے ہیں۔ جیسے حضرت میر سید علی ہمدانی کشمیری رح نے بیک وقت چالیس آدمیوں کے گھر جا کر کھانا تناول فرمایا اور ہر جگہ بیٹھ کر ایک مختلف قصیدہ لکھا۔

ترکِ دنیا

۲۸ر دسمبر ۱۹۴۴ء۔ ۱۰ محرم ۱۳۶۴ھ۔ ماہم شریف۔ بمبئی

Marfat.com

آج دوپہر کے کھانے کے بعد احقر نے عرض کیا کہ اپنی زمین پر سبزی ترکاری اور ڈیری فارمنگ کا کام اگر کروں تو بہت فائدہ مند ہے۔ لیکن اس سے ڈر لگتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ "ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد" کا مصداق ہو جاؤں۔ ارشاد فرمایا فرمایا کہ بہادری تو اسی میں ہے کہ دنیا کے کاموں میں مشغول ہو کر دنیا کے اثرات سے پاک رہے اور اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو ورنہ اگر کوئی آدمی جنگل میں جا کر تن تنہا رہے اور کھر یہ کہے کہ میں نے چھ ماہ تک جھوٹ نہیں بولا یا کسی کی غیبت نہیں کی تو کونسا بڑا کام کیا۔ یا اگر کمزور اور نامرد ہے اور یہ کہے کہ میں نے کبھی زنا نہیں کیا تو کونسی بڑی بات ہے۔ ہمت تو یہ ہے دنیا میں رہے۔ دولت کمائے۔ لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھے اور پھر اپنے اخلاق بلند رکھے کسی کا مال نہ کھائے کسی کو دھوکہ نہ دے کسی کی غیبت نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو۔ آپ نے فرمایا افضل وہ شخص ہے جو طاقت کے باوجود گناہ سے محفوظ رہے۔ بات یہ ہے کہ ہر چیز مقابلہ میں آ کر طاقت حاصل کرتی ہے۔ جب آدمی نفس اور شیطان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ تو اس کی روح کے اندر طاقت آجاتی ہے۔ بخلاف دوسرے آدمی کے کہ جنگل میں اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے جس سے اس کی روح میں اتنی قوت آئے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے جس کی روح زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اس کا عرفان بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ [illegible] لطف حاصل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر دو شخص ہوں جن کے پاس دنیوی مال و دولت برابر ہو لیکن ان میں سے ایک نہایت کمزور اور دائم المریض ہے۔ ذرا سی چیز کھاتا ہے تو [illegible] دوسرا بالکل تندرست اور مضبوط ہے۔ خوب کھاتا پیتا ہے عیش کرتا ہے۔ گھوڑے کی سواری کرتا ہے [illegible] اب جہاں تک دنیوی مال و دولت کا تعلق ہے ان میں سے کون [illegible] زیادہ طاقتور اور صحت مند ہے۔ اسی طرح روحانی طاقت کی [illegible]

معارف حاصل ہوتے ہیں اور زیادہ انوار و برکات سے [illegible]

ہر وقت دنیا میں منہمک رہے کبھی کبھی گوشہ نشینی بھی ضروری [illegible]

طالب علم کو بورڈنگ ہاؤس میں رہنا پڑتا ہے تعلیم کے [illegible]

لیکن بی۔ اے پاس کر لینے کے بعد کوئی تھوڑی بورڈنگ [illegible] رہتا ہے۔

احقر نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کے واسطے کیا [illegible]

شریف میں یا عرس کے موقعہ پر دس پندرہ دن کے لئے دنیا سے الگ ہو جایا کریں۔ فرمایا ہاں لیکن اگر تبلیغ کی نیت سے برے لوگوں میں گھس جاؤ اور ان کے برے اثرات سے محفوظ رہ کر ان کی اصلاح کرو تو اس کا بڑا اجر ہے۔ اگر تمہارے کہنے پر کسی نے نماز پڑھ لی تو جتنا ثواب اسے ملے گا اتنا ہی تمہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے۔

حقیقت پردہ

اس کے بعد مولوی محمد حسین صاحب بر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس دن جب ہم بات کر رہے تھے تو فلاں صاحب دور بیٹھے سن رہے تھے۔ انہوں نے بعد میں آکر کہا کہ آپ کی گفتگو سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ ہم نے دریافت کیا کہ کیا آپ بھی سن رہے تھے کہنے لگے جی ہاں۔ ہم نے کہا نزدیک کیوں نہ آئے۔ کہنے لگے آپ کے قریب ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں اس لئے میں دور بیٹھا رہا۔ ہم نے کہا اگر وہ ریل گاڑی میں آپ کے ساتھ ایک ہی ڈبے میں ہوتی تو کیا آپ سفر نہ کرتے۔ آپ اس قدر کٹر کیوں بن جاتے ہیں کہ عورت کی شکل سے دور بھاگتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میرے ایک دوست کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مولانا شوکت علی صاحب ان کے پیر مولوی عبد الباری صاحبؒ اور ابو الکلام آزاد کاٹھیاواڑ کے دورہ پر گئے۔ لوگ سٹیشن پر آئے ہوئے تھے بہت ہجوم تھا۔ شوکت علی بلند قامت آدمی تھے لوگوں نے ان کو اور ابو الکلام آزاد کو موٹر میں بٹھا لیا۔ لیکن مولوی عبد الباری صاحب جو پست قامت تھے ہجوم میں رہ گئے۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو اچنبھا ہوا کہ وہ پیچھے رہ گئے۔ اس زمانہ میں گاندھی کے ساتھ سوراباتی رہتی تھی۔ اس وقت وہاں موجود تھی اس نے مولوی صاحب کو پہچان لیا اور کہا کہ فکر نہ کریں میں آپ کو موٹر میں لے جاؤں گی۔ اب مولوی صاحب بہت گھبرائے اور ہمارے دوست سے کہنے لگے کہ عورت کے ساتھ کیسے بیٹھ کر جاؤں انہوں نے کہا حضور اس میں کیا حرج ہے۔ آپ کو جلدی جانا چاہیئے وہ لوگ آپ کو تلاش کر رہے ہونگے۔ سوراباتی نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ جب انہوں نے اسے سمجھایا تو کہنے لگی کہ اچھا میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاؤں گی اور مولوی صاحب پیچھے بیٹھ جائیں۔ اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ پھر بھی تو وہ سامنے بیٹھی ہوگی۔ بہر حال بمشکل ان کو کار میں بٹھایا گیا۔ جب وہاں پہنچے تو سب لوگ انہیں تلاش کر رہے تھے۔ سوراباتی بہت ناراض تھی اور کہتی تھی کہ اگر وہ قومی کام کرنے والے اور شوکت علی کے پیر نہ ہوتے تو میں ان کو کبھی معاف نہ کرتی۔ انہوں نے میری INSULT (بے عزتی) کی ہے۔ اسے بمشکل سمجھایا گیا

Marfat.com

کہ ان کے نظریے کے مطابق عورت کی عزت یہی ہے کہ اس سے دور رہیں۔ اس کے بعد حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ اسلام کی رو سے عورت کو بُری نگاہ سے یا شہوت کی نگاہ سے دیکھنا حرام ہے لیکن مجبوراً کسی عورت کا ساتھ ہو جائے تو اس میں کیا حرج ہے اُسے مثل اپنی ماں بہن کے سمجھے۔

قطب صاحبؒ کی شان

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ محفل سماع میں شریک تھے۔ اس وقت آپ کی عمر سترہ اٹھارہ برس کی تھی اور خلافت مل چکی تھی کسی نے اعتراض کیا کہ آپ چونکہ بے ریش ہیں اس لئے آپ کا محفل سماع میں بیٹھنا ناجائز ہے۔ آپ نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا تو فوراً آپ کے چہرہ مبارک پر لمبی ڈاڑھی ظاہر ہوئی اور اسی برس کے بوڑھے بن گئے۔ اور جب تک بیٹھے رہے یہی شکل رہی۔ فرمایا میری حقیقی صورت یہی ہے

اس کے بعد فرمایا کہ قطب صاحبؒ کی نسبت میں محبوبیت کا غلبہ ہے اور خواجہ غریب نوازؒ کو آپ کے ساتھ بہت انس ہے اور ان کے حق میں آپ ذرا سی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ ایک دفعہ بیگم بھوپال موجودہ نواب کی نانی سکندر بیگم دہلی گئیں اور کہنے لگیں کہ اب مہرولی شریف میں مکان بنواؤں گی اور کبھی کبھی یہاں آکر رہا کروں گی۔ خیر جب درگاہ شریف پر حاضری دینے کے لئے گئیں تو خادموں نے اندر جانے سے روک دیا۔ خادموں سے کہا کہ اچھا میرا دوپٹہ اندر لے جاؤ اور مزار شریف سے مل کر لے آؤ تاکہ میں اسے منہ پر ملوں۔ جب وہ دوپٹہ اندر لے گئے تو اسے آگ لگ گئی۔ یہ دیکھ کر ان کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا کہ "یہاں تو مجھے کیا میرے دوپٹہ کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں ہے میں تو خواجہ غریب نوازؒ کے ہاں جاتی ہوں اور وہیں اجمیر شریف میں مکان بنواؤں گی۔ خیر جب وہاں گئیں تو درگاہ شریف کی حاضری میں اچھی کیفیت رہی۔ خوب خوش ہوئیں اور دل میں ارادہ کرلیا کہ یہاں ضرور مکان بنواؤں گی اور کبھی کبھی آکر ٹھہرا کروں گی۔ رات کو خواب میں حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمایا [illegible] مہمان سمجھ کر مہربانی کی ہے لیکن یہاں رہنے نہیں دیں گے۔ تم نے [illegible] یہاں نہیں رہنے دیتے اس لئے میں اجمیر شریف میں رہوں گی اس [illegible] یہاں ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کو قطب صاحبؒ بہت عزیز ہیں اس لئے اپنے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے علاوہ حضرت قطب صاحبؒ کا عرس بھی اجمیر شریف میں کرتے ہیں اور بڑی دھوم دھام سے عرس مناتے ہیں۔ قوالی ہوتی ہے اور بڑی رونق ہوتی ہے۔

Marfat.com

صحابۂ کرامؓ کی افضلیت

اس کے بعد حضرت بابا حاجی ملنگؒ کا ذکر ہونے لگا جو صحابی مشہور ہیں فرمایا صحابۂ کرام کا مرتبہ اولیاء اللہ سے زیادہ بلند ہے۔ ویسے تو معنوی طور پر سب اولیاء صحابی ہیں۔ لیکن صحابہ کرام کو اس دنیا میں صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل تھی اسلئے انکے رتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت غوث الاعظمؒ کی اویسی تربیت

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت غوث الاعظمؒ کی تربیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اویسی طریقہ سے خود فرمائی جب تعلیم پوری ہوگئی تو ارشاد فرمایا۔ تمہارے لئے یہی کافی ہے لیکن سلسلہ چلانے کے لئے ظاہری شیخ کے ہاں بیعت لازمی ہے

وساوس پر گرفت نہیں

اس کے بعد فرمایا کہ اولیاء کرام کی خدمت میں بیٹھ کر قلب کی بہت حفاظت کرنی چاہیئے۔ تمام خطرات و وساوس سے قلب کو پاک رکھنا چاہیے۔ احقر نے عرض کیا بعض دفعہ بہت کوشش کی جاتی ہے لیکن وساوس بے اختیار قلب میں آتے ہیں کیا کیا جائے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں۔ اس کی کوئی گرفت نہیں ہے۔ شیطان کا کام ہے وساوس قلب میں ڈالنا اب شیطان وساوس پھینکتا رہتا ہے آدمی کو چاہیئے کہ انہیں قبول نہ کرے۔ اگر خطرات آئیں تو انہیں رد کرتا رہے اور اپنے کام میں مشغول رہے۔

تزکیہ تصفیہ تجلیہ اور تخلیہ

فرمایا وساوس کو اسی طرح دیر تک رد کرتے رہنے اور قلب کو خطرات سے پاک رکھنے کا نام تصفیہ ہے۔ اس سے پہلے تزکیہ ہے۔ تزکیہ یعنی نفس کو گناہوں سے پاک کرنا۔ تزکیہ کے بعد تصفیہ ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی خیال پر دیر تک بغیر خطرات جما رہنا تصفیہ کے بعد تجلیہ ہے اور اس کے بعد تخلیہ ہے۔ تخلیہ کا مطلب یہ ہے کہ ذات میں استغراق ہوجائے اور ماسوا باقی نہ رہے۔ وہی دائرہ سلوک میں نقطہ الف پر قیام یعنی فنا فی اللہ۔ ان مقامات میں سے جہاں جس قدر چاہے رہ کر پھر اپنے مقام پر آجائے۔ اس موقعہ پر مولوی محمد حسین صاحب بڑے نے عرض کیا کہ حضرت تجلیہ کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا تجلیہ سے روح میں چمک پیدا ہوجاتی ہے اور اس سے جسم بھی متاثر ہوتا ہے اور تخلیہ کے بعد مقام عبدیت جہاں واپس آکر دنیا کے کاروبار کیئے جاتے ہیں اور لوگوں میں گھل مل کر ان کی اصلاح کی جاتی ہے لیکن بعض صورتوں میں یہ احتیاط کرنی چاہیئے کہ اگر کسی میں کوئی بری بات نظر آئے تو اس کو DIRECTLY (براہ راست) نہیں کہنا چاہیئے۔ بلکہ

اصلاح کا خاص طریقہ

INDIRECT ——— طریقہ سے کسی اور کو مخاطب کر کے بتانا چاہیئے تاکہ وہ اسے سن کر اپنی اصلاح کر لے۔ فرمایا ایک دفعہ حضرت امام حسین

Marfat.com

امام حسین علیہ السلام عراق میں تھے مسجد میں دیکھا کہ ایک شخص غلط طریقے پر وضو کر رہا ہے۔ آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ دیکھو وہ شخص غلط وضو کر رہا ہے۔ اب میں جاکر اسی طرح وضو کرتا ہوں اور تم آکر مجھے بتانا کہ یہ طریقہ غلط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح وضو فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب اسی آدمی نے دیکھا تو خود بخود کہنے لگا کہ او ہو! میں بھی اسی طرح غلط وضو کر رہا تھا۔

ہندو دھرم اور ترک دنیا

اس کے بعد فرمایا کہ یہ جو ہندو لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کو ترک کرکے غاروں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنا چاہیئے یہ کہاں درست ہے۔ بھلا رام کو دیکھو بن باسی کے زمانے کے سوائے کب انہوں نے دنیا چھوڑی۔ اسی طرح کرشن بھی بادشاہ تھے۔ ہندو مذہب [illegible] ترک دنیا نہیں ہے۔ ان کے پیشواؤں نے دنیا ترک نہیں کی بلکہ انہوں نے بادشاہت کی اور لڑائیاں لڑیں۔ رامائن اور مہابھارت کی لڑائیاں کیوں ہوئیں اس لئے کہ وہ لوگ بادشاہ تھے تارک دنیا نہ تھے۔

فیض صحبت

اس کے بعد فرمایا۔ ایک دفعہ ہمارے مولانا صاحبؒ کی خدمت میں ایک شیعہ آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ حضرت میں شیعہ ہوں آپ نے فرمایا ہم بھی جانتے ہیں کہ تم ہمارے پاس آئیں اور اچھے ہو جائیں۔ برا بھی کہہ دیا اور اپنے پاس بھی بٹھالیا۔ اس نے کہا حضرت میں مسجد میں نماز پڑھ لوں کوئی مزاحمت تو نہیں کرے گا۔ فرمایا نہیں خوشی سے جاکر پڑھ لو۔ جب نماز پڑھ کر واپس آیا تو وظیفہ پوچھا اور درخواست کی کہ میری راہبری فرمائیے۔ اس کے بعد وہ راہ راست پر آگیا۔

تبرا کا غلط استعمال

اس کے بعد فرمایا کہ یہ لوگ جو تبرا کرتے ہیں لفظ "تبرا" کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ تبرا کے معنی ہیں بری ہونا۔ اس کا اصل مطلب تو یہ تھا کہ ہم لوگ صحابہ کرام کو برا کہتے ہیں نہ بھلا کہتے ہیں بلکہ ان دونوں باتوں سے آزاد ہیں لیکن [illegible] تبرا کے معنی گالی دینے کے لئے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ تقیہ کے [illegible] لغت میں کے علاوہ اور کیا معنی ہو سکتے ہیں۔

سب جنتی

۲۷- دسمبر ۱۹۴۴ء ماہم شریف (بمبئی)

آج فرخ صاحب نے احقر سے کہا آپ کے چلے جانے کے بعد خطیب صاحب

Marfat.com

(مولوی محمد حسین صاحب برے) اور میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ مولانا صاحب (حضرت مولانا وارث حسن صاحبؒ) کے تو لاکھوں مرید تھے اور آپ کے مرید نسبتاً بہت کم ہیں۔ فرمایا بھائی مولانا صاحبؒ کا مرتبہ اس قدر بلند تھا کہ میں ان کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوں۔ پھر ذرا دیر تامل کرکے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت محبوب الٰہیؒ پاک پٹن شریف میں اپنے شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ کو بشارت ملی کہ آپ کے جتنے مرید ہوں گے سب کے سب جنتی ہونگے۔ وہاں سے رخصت ہونے کے بعد آپ دہلی آئے تو آپ نے بے تامل کثیر لوگوں کو مرید بنانا شروع کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت زیادہ سے زیادہ جنتی ہو جائے۔ فرمایا اسی طرح ہمارے مولانا صاحب کو بھی ایک دفعہ بشارت ہوئی تو آپ نے بھی کثرت سے لوگوں کو مرید کرنا شروع کر دیا۔

۸۔ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ۔ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۴۲ء۔ بمبئی

زیارت حاجی ملنگ باباؒ بمبئی آج حضرت اقدسؒ کے ہمراہ ہم لوگ حضرت حاجی ملنگ بابا قدس سرہٗ العزیز کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ خطیب محمد حسین صاحب برے۔ فرخ صاحب، شوکت صاحب، عبدالسلام صاحب اور راقم الحروف پر یہ جماعت مشتمل تھی۔ بمبئی سے کلیان تک ریل گاڑی سے گئے کلیان اسٹیشن سے دامن کوہ تک موٹر کار میں سفر کیا۔ راستے میں خطیب صاحب نے حضرت مولانا صاحبؒ کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا۔

امیروں کے پیر ہیں جزیرہ نہوہ (بمبئی) میں بھوندو نامی ایک بوڑھا قصاب ہے جو بہت نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ ہے۔ میں جس زمانہ میں مرین کالج نہوہ کے شعبہ دینیات سے متعلق تھا۔ ایک روز اطلاع ملی کہ کل مولانا صاحب بمبئی تشریف لا رہے ہیں اور ناخدا حمید صاحب یوسف کے مکان پر قیام فرمائیں گے۔ میں فوراً بمبئی آگیا۔ میرے اچانک چلے جانے سے لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ ایسی کیا بات ہوئی جو عادت کے خلاف یک بیک چلے گئے۔ غرض لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ میرے شیخ تشریف لا رہے ہیں۔ بھوندو میاں کو بھی پتہ چل گیا۔ جب مولانا صاحبؒ کا نام اس نے سنا۔ تو اشفاف کے لوگوں کا بیان ہے کہ اس پر رقت طاری ہوئی اور حضرت مولانا صاحبؒ کی اکثر پیہم دید کرامت بیان کرنے لگا۔ مولانا صاحبؒ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں نہوہ پہنچا ہوں تو لوگوں نے بتایا کہ بھوندو روزانہ آپ کے شیخ کا تذکرہ کرتا تھا اور بیان کرتے

Marfat.com

کرتے اس کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔ جیسے ہی بھوندو کو میری آمد کی اطلاع ملی تو فوراً مجھ سے ملنے آگیا۔ اور نہایت موثر انداز میں رو رو کر اس نے یہ واقعہ بیان کیا۔ "خطیب صاحب میں آپ کے پیر صاحب رح کو کئی سال سے جانتا ہوں۔ ایک دفعہ ہمارے گاؤں رائے بریلی میں آپ کے پیر صاحب تشریف لائے تھے۔ اس وقت میرے چند دوستوں نے مجھ سے کہا کہ بھوندو چلو فلاں رئیس کے ہاں لکھنؤ سے ایک بہت بڑے پیر آئے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا چھوڑو بھی کیا کریں گے جا کر وہ تو امیران (امیروں) کے پیر ہیں۔ میرے دوستوں نے اصرار کیا اور میں جانے پر مجبور ہوا۔ غرض ہم لوگ حضرت کے ہاں پہنچے ہم نے سلام کر کے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے۔ اب پیر صاحب ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ "ہمارے پاس کیوں آئے ہو ہم تو امیروں کے پیر ہیں" اب مجھے کاٹو تو لہو نہیں کیونکہ یہ جملہ اپنی بیٹھک پر میری زبان سے نکلا تھا۔ اس کے بعد فرمایا "سنو یہ امیر لوگ خدا کو بھولے ہوئے ہیں۔ ان کی اصلاح زیادہ ضروری ہے۔ اور تم لوگ تو خدا سے ڈرنے والے لوگ ہو۔ اللہ کو یاد کرتے ہو۔ تمہیں کیا مرید بنانا ہے۔ تم تو ہو ہی مرید۔ اس کے بعد ہم نے دعا کی درخواست کی۔ پیر صاحب نے دعا کا وعدہ فرمایا اور ہم لوگوں کو رخصت کیا۔

شراب چھٹ گئی

اس رئیس کے ایک دوست تھے۔ جو بیرسٹر تھے۔ دونوں میں [illegible] رئیس نے بیرسٹر سے کہا کہ تم بھی ہمارے پیر صاحب کے مرید [illegible] نے کہا کہ بھائی تم جانتے ہو کہ ہم شراب کے عادی ہیں۔ اگر تمہارے پیر صاحب شراب پینے کی اجازت دیں تو ہم مرید بننے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ہے ہماری شرط۔ اس طرح مذاق میں بات اڑا دی۔ مگر ان رئیس نے یہ بات حضرت صاحب سے کہہ دی۔ جب بیرسٹر صاحب آئے تو پیر صاحب نے فرمایا کیوں بھائی ہم نے سنا ہے کہ تم اس شرط پر مرید ہونا چاہتے ہو کہ ہم تمہیں شراب پینے [illegible] بیرسٹر صاحب انگریزی پڑھے ہوئے آدمی۔ ولایت میں رہے ہوئے [illegible] کہہ دیا کہ ہاں صاحب یہ صحیح ہے۔ اس شرط پر اگر ممکن ہو تو بندہ [illegible] پیر صاحب نے فرمایا ہمیں منظور ہے۔ مگر ایک شرط ہماری بھی ہے۔ ہمارے سامنے نہ پینا۔ بیرسٹر صاحب نے [illegible] ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کی موجودگی میں نہیں پئیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا تو جاؤ وضو کر کے آؤ۔ غرض ان کو مرید کر لیا۔ اور وہ بھی اپنی بات پر قائم رہے۔ جب تک پیر صاحب [illegible]

Marfat.com

انہوں نے شراب نہیں پی ہفتہ عشرہ کے بعد پیر صاحب تشریف لے گئے۔ بیرسٹر صاحب بھی اسٹیشن تک ریل پر سوار کرانے گئے تھے۔ جب گاڑی روانہ ہوگئی تو بیرسٹر صاحب نے فوراً ہی شراب کا انتظام کرلیا اور اپنے خاص کمرہ میں بیٹھ کر شراب گلاس میں ڈال کر پینا ہی چاہتے تھے کہ انہیں پیر صاحب نظر آئے۔ گلاس ہاتھ سے رکھ دیا تو دیکھا کوئی بھی نہیں۔ دوبارہ کوشش کی مگر دیکھا تو حضرت موجود ہیں۔ اب کے خادم کو آواز دی۔ کواڑ اور کھڑکیاں بند کروادیں۔ بتی گل کروا دی اور اب جو گلاس اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ یک بیک روشنی ظاہر ہوئی اور حضرت صاحب عصا لئے ہوئے موجود ہیں۔ یہ ولایت میں رہے ہوئے لوگ وعدہ کے بہت پابند ہوتے ہیں۔ بیرسٹر صاحب نے شراب نہیں پی اور کچھ ایسی نفرت ان کے دل میں بیٹھ گئی کہ اسی وقت توبہ کی اور پھر عمر بھر شراب کا نام نہیں لیا۔ جانے افضل یا اشرف کچھ ایسا ہی نام تھا ان بیرسٹر صاحب کا"۔

اب پہاڑی کچھ ہی فاصلہ پر رہ گئی تھی کہ موٹر کے انجن میں کوئی خرابی واقع ہوئی۔ اور ہماری کار رک گئی۔ ڈرائیور کی مسلسل کوشش کے باوجود گاڑی ٹھیک نہ ہوئی۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ صاحب مزار نے اشارات میں گفتگو شروع کردی ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا کی کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے جب حضرت نے یہ فرمایا تو گاڑی ٹھیک ہوگئی۔ یہ دیکھ کر فرمایا کہ جب ان کی بات سمجھ میں آگئی تو بس کار ٹھیک ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک گاؤں میں پہنچے جو دامن کوہ میں ہے۔ یہاں سے پہاڑی پر چڑھنا شروع ہوگیا۔ اور حضرت کے لئے ڈولی کا انتظام کرلیا گیا۔ پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے ایک مقام پر پہنچے جہاں حضرت بختاور بابا کا مزار ہے۔ وہاں حاضری دینے کے لئے حضرت ڈولی سے اترے اور دس پندرہ منٹ کے لئے مزار پر متوجہ ہوئے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ بہت لطیف اور پرانی نسبت ہے۔ اس میں استغراق اور گہرائی ہے (کسی مزار پر متوجہ ہونے کے بعد حضرت اقدس دریافت فرماتے تھے کہ کس قسم کی نسبت ہے تاکہ سالکین میں مختلف اقسام کی نسبت میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ اور بعض اوقات خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ اس قسم کی نسبت ہے)۔ اس کے بعد پھر چڑھائی شروع کردی۔ اور حاجی ملنگ بابا کے مزار پر پہنچ گئے۔ وہاں پہنچے تو چارپائی۔ پلنگ۔ بستر۔ پانی۔ مکان سب انتظام موجود تھا حضرت نے فرمایا دوپہر کا وقت حاضری کے لئے مناسب نہیں ہے۔ پہلے کھانا وغیرہ کھالیں اس کے بعد حاضری دیں گے جب کھانا لایا گیا تو کئی قسم کی چیزیں تھیں۔ اور نہایت اچھی طرح یوپی کے انداز میں پکی ہوئی تھیں حضرت نے فرمایا کوئی یوپی کا باورچی معلوم ہوتا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد حضرت نے عبدالسلام صاحب سے فرمایا کہ

Marfat.com

بہت گہری توجہ ہے ۔ صحابیوں کا سا عشق اور گہرائی ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ فی الواقع صحابی ہیں ۔ فرمایا ۔ اب ان کی توجہ شروع ہو گئی ہے ۔ ہماری حاضری ہو گئی ۔ اب جس وقت جاہیں گے ان کے ہاں چلے جائیں گے ۔ ان کی توجہ تو پہاڑ پر آتے ہی شروع ہو گئی تھی ۔ عبد السلام نے عرض کیا کہ توجہ میں چشتیت ہے ۔ اور یہاں ہندو بھی بہت نظر آ رہے ہیں ۔ فرمایا ہاں یہ عشق کی توجہ ہے جس قدر عشق زیادہ ہوتا ہے تفریق کم ہو جاتی ہے ۔ عشق نہ جانے جات جپات ۔ نیند نہ جانے ٹوٹی کھاٹ ۔ بھوک نہ جانے سوکھی باٹ ۔ احقر کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تمہیں بھی کچھ محسوس ہوا ۔ عرض کیا جی ہاں ! فرمایا آج سے تم لوگ معنوی طور پر تابعی ہو گئے ۔ ایک صحابی کو ملنے والا تابعی کہلاتا ہے ۔ اولیاء کرام بھی صحابی ہیں کیونکہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے حضرت غوث الاعظم رضا اور خواجہ غریب نواز رح کی تربیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی ۔ لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء کرام کا مرتبہ کتنا ہی بلند ہو وہ صحابہ کرام کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے ، کیونکہ صحابہ کرام کو صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے ۔ یہاں ایک نکتہ ہے ۔ لوگ یہ نہیں جانتے کہ اولیاء کرام بھی معنوی صحابی ہیں ۔ ان کو بھی صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے ۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے لنگر خانہ پر ہجوم دیکھا جس میں ہندو اور مسلم سب شامل تھے ۔ ارشاد فرمایا کہ دیکھو ہندو مسلم کیسے ملے ہوئے ہیں ۔ گاندھی کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے ۔ کہتا تو ہے کہ ہندو مسلم ایک ہیں لیکن جب کھانا کھاتا ہے تو کٹر ہندو کی طرح چھپ کر کھاتا ہے ۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے خطیب صاحب سے دریافت کیا کہ یہاں کی نسبت کیسی ہے ۔ انہوں نے عرض کیا حضور یہاں کی نسبت تو بعینہ اجمیر شریف کی سی معلوم ہوتی ہے ۔ حضرت نے فرمایا ہاں بہت مشابہت ہے ۔ اس کے بعد فرمایا کہ نام تو معلوم ہو گیا ہے ۔ آپ کا نام عبد الرحمٰن ہے ۔ اب باقی حالات دریافت کرنا کہ آپ کب آئے تھے اور کہاں رہے بے ادبی ہے ۔ نسبت میں بہت گہرائی [illegible] صحابیوں کی سی نسبت ہے ۔ سمندر کا سا ظرف رکھتے ہیں ۔ دریائی جاہیں [illegible] نعرے لگاتے رہیں ۔ توجہ میں لطافت بھی بہت ہے ۔ اب دوسری تیسری [illegible] FAMILARITY (مانوس ہونا) بڑھے گی تو باقی حالات کا پتہ چل جائے گا ۔

اس کے بعد شوکت صاحب نے عرض کیا کہ مجھے کچھ محسوس نہیں ہوا ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ CONCENTRATION (انہماک) کی PRACTICE (مشق) کرو ۔ انشاء اللہ محسوس ہونے لگے گا ۔

Marfat.com

اب جو کام کرنا ہے تمہیں کرنا ہوگا۔ ہم غذا بتا سکتے ہیں۔ ہضم کرنے کا طریقہ بھی بتا سکتے ہیں۔ لیکن کھانا تمہیں کھانا ہے۔ ہم تمہاری بجائے نہیں کھا سکتے۔

حاجی صاحب کا ہاتھ حضرت کے سر اقدس پر

اس کے بعد حج کا ذکر چھڑا۔ فرخ صاحب نے عرض کیا کہ آپ نے حج کیا ہے فرمایا ہاں لڑکپن میں ہم اپنے والد مرحوم کے ساتھ گئے تھے۔ اس وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی ہوئی تھی۔ حرم شریف میں آپ مالکی مصلی پر بیٹھے رہتے تھے۔ ہمارے والد مرحوم ان کی خدمت میں گئے اور ہمیں بھی ساتھ لے گئے آپ نے ہمارے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ فرخ صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی۔ فرمایا دس گیارہ برس اس کے بعد فرخ صاحب نے عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو اگلے سال ایک پارٹی بنا کر ہم سب حج پر چلیں۔ حضرت نے فرمایا جنگ کے دوران میں حج پر جانا بند تھا اب اجازت تو ہو گئی ہے لیکن اگر جائیں تو کافی عرصہ کے لیے جائیں اور حج پھر کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہیں۔ پورے سال کے لئے جائیں اور دوسرا حج کر کے واپس آئیں۔ رمضان شریف بھی وہیں مل جائے گا۔

اسمائے دوریہ

دوسرے دن صبح حضرت حاجی ملنگ بابا کے مزار مبارک سے واپسی ہوئی حضرت اقدس کے لیے ڈولی کا انتظام کیا گیا۔ راستہ میں حضرت نے فرمایا۔ آجکل انتقام کا دور ہے اور انتقام کے وقت توبہ واستغفار ضروری ہے۔ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کا دور رہتا ہے۔ کبھی ستار کا دور ہے کبھی غفار کا۔ کبھی قہار کا۔ اور کبھی جبار کا۔ آجکل یا منتقم کا دور ہے اس لئے ڈرتے رہنا چاہئے۔ اس کے بعد یا قہار اور یا جبار کا دور شروع ہوگا۔ اور قیامت آجائے گی لیکن قیامت مسلمانوں پر نہیں آئے گی۔ اس سے پہلے قرآن کے الفاظ اٹھ جائیں گے اور مسلمان نہیں رہیں گے۔ تمام دنیا میں صرف ایک مسلمان ہوگا اور وہ ملک چین میں ہوگا۔ وہ صرف کلمہ جانتا ہوگا۔ لیکن ہوگا قطب وقت

معاملات میں راست بازی

جب احقر حضرت اقدس سے رخصت ہو کر بمبئی سٹیشن پر گیا تو وہاں فوجی پاس کے متعلق جھگڑا ہو گیا اور اس دن سفر پر روانہ نہ ہو سکا اس لئے واپس آیا۔ حضرت نے کھانے کے وقت دریافت فرمایا کہ آج کے واقعہ سے تم نے کیا سبق حاصل کیا ہے۔ احقر نے عرض کیا یہ کہ ہمیشہ EMERGENCY (ہنگامی صورت حال) کے لئے تیار رہنا چاہئے فرمایا نہیں۔ تم نے شروع سے غلط قدم اٹھایا۔ تم لوگ غلط طریقہ سے ملٹری پاس پر سفر کرتے ہو۔ بچ گئے

Marfat.com

ذخیرہ ورنہ اگلا پچھلا حق ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بہت غلط رویہ ہے۔ انسان کو STRAIGHT FORWARD (راست باز) ہونا چاہیے۔ آئندہ یہ GAMBLING (جوئے بازی) کبھی نہ کرنا۔ یہ بہت بری بات ہے۔ پہلے ہی سے اپنی ہر ایک چیز ٹھیک کر لینی چاہیے۔ تاکہ کسی کو موقع ہی نہ ملے۔ جب تم اپنے آپ کو درست نہیں کر سکتے تو دوسروں کی کس طرح اصلاح کرو گے۔ ان یورپین لوگوں کی طرح ایچ پیچ نہیں کرنا چاہیے۔ ایچ پیچ کی وجہ سے تو ان لوگوں پر قہر الٰہی نازل ہو رہا ہے۔ اس سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ خواہ تھرڈ کلاس ہی میں کیوں نہ سفر کرنا پڑے۔ دھوکہ جھوٹ۔ مکر و فریب سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ اور کوئی چانس (CHANCE) نہیں لینا چاہیے۔ فرمایا تم سب کا استاد فلاں ہے (مصلحتاً نام ظاہر نہیں کیا جاتا ہے) وہ اس معاملہ میں بہت تیز ہے۔ فاروق احمد بھی کبھی کبھی ایسا کر لیتے تھے اب محتاط ہو گئے ہیں۔ تم لوگوں میں صرف شہید اللہ ایسے ہیں جو کبھی ایسا نہیں کرتے۔

مزارات کی حاضری

ایک دفعہ احقر نے عرض کیا کہ مزارات کی حاضری کے وقت بعض اوقات یہ خیال رہتا ہے کہ صاحب مزار کی طرف توجہ کی جائے یا ذات کی طرف۔ فرمایا بس وہی بات یاد رکھو۔ توحید۔ یہ خیال کرو کہ سب کچھ وہی ہے۔ اور یہ حضرات درمیان میں برزخ ہیں۔ وہی جلوہ گر ہے۔ لیکن مختلف ذرائع سے اس کا ظہور ہوا ہے۔ کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وسلم کے برزخ میں کبھی خواجہ غریب نواز کے برزخ میں کبھی شیخ کے برزخ میں۔ لیکن فیضان سب ذات کا ہے۔

یُخَرِّبُونَ بُیُوتَهُم بِأَیدِیهِم

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ یہ جنگ عذاب الٰہی ہے۔ اگلے زمانے میں لوگ خدا کی ہستی کے قائل تھے اس لئے جب وہ نافرمانیاں کرتے تو اوپر سے آگ اور پتھر برستے تھے۔ اب چونکہ یہ لوگ خود خدا [illegible] اس لئے اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر گولے برسا رہے ہیں۔

سر محمد رفیق کا مجاہدہ

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ مولانا [illegible] اپنا [illegible] دیا۔ ذوقی ہلو دہلی چلنا ہے۔ [illegible] اسٹیشن کے لئے تانگہ لے لو۔ میں نے عرض کیا دیں کا لینا مشکل ہے۔ وقت بہت تنگ ہے اسباب سفر بھی ساتھ لینا ہے۔ اس پر مولانا صاحب نے فرمایا بس اسی طرح چلے چلو۔ غرض جب ہم

Marfat.com

اسٹیشن پہنچے تو معلوم ہوا کہ ٹرین کافی لیٹ ہے مولانا صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اب اتنا وقت ہے کہ تم ٹیلے جا کر آسانی سے اسباب وغیرہ لا سکتے ہو۔ اب یہ بھی مناسب نہیں تھا کہ مولانا صاحب کو تنہا چھوڑ کر چلا جاؤں۔ اتفاق سے اس وقت ایک واقف رئیسہ اسٹیشن پر موجود تھی اور ان کے ہمراہ کئی نوکر چاکر بھی تھے۔ ہم نے اجازت لے کر ان رئیسہ سے کہا انہوں نے فوراً اپنے ایک ملازم کو دوڑایا۔ اور تھوڑی دیر میں ہم لوگوں کا رخت سفر بھی آ گیا۔ مولانا صاحب نے فرمایا دیکھا تم نے تم لوگوں کا توکل بہت ناقص ہے۔ ان پر بھروسہ رکھو تو سب کام آسان ہو جاتے ہیں۔ میں اس وقت یہ بھی سوچ رہا تھا کہ ٹکٹ کے پیسے بھی نہیں ہیں دیکھیں کس طرح کریں گے؟ کیا بلا ٹکٹ ریل پر سوار ہونگے۔ اتنے میں ٹرین بھی آ گئی اور ہماری بینچ کے سامنے ایک اسپیشل SALOON آ کر رک گیا۔ اس میں ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے جو بہت بڑے رئیس تھے اور مولانا صاحبؒ کے مرید بھی۔ ان کی جو نظر مولانا صاحبؒ پر پڑی تو وہ فوراً گاڑی سے اتر کر مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دست بوسی کے بعد عرض کیا۔ کہا حضور دلی کا قصد ہے۔ مولانا صاحبؒ نے فرمایا۔ ہاں دلی جا رہے ہیں رفیق کے ہاں۔ انہوں نے عرض کیا تو حضور اس ڈبہ میں تشریف لے چلیں میں بھی رفیق ہی کے ہاں جا رہا ہوں۔ غرض اس طرح ہم دلی پہنچ گئے۔ اب اسٹیشن پر مہمانوں کے لئے موٹر کاریں موجود تھیں۔ کار پر پہنچ کر رفیق صاحب کی کوٹھی پر پہنچ گئے۔ چونکہ اکثر شادی بیاہ کے موقعوں پر اعزہ یا برادری کے لوگوں کو صاحب خانہ کی کم التفاتی کا گلہ پیدا ہو جاتا ہے محض اس وجہ سے رفیق صاحب نے مولانا صاحبؒ کو شادی کی اطلاع نہیں دی تھی کیونکہ مولانا صاحب کی موجودگی میں وہ اور مہمانوں کا خیال نہیں رکھ سکتے تھے لیکن جب مولانا صاحبؒ ان کے ہاں پہنچ گئے تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی گھر والوں سے کہدیا کہ اب ہم کسی کام میں حصہ نہ لیں گے اب سارے کام آپ لوگوں کو انجام دینے ہونگے۔ اب ہم اپنے شیخ کی خدمت میں رہیں گے۔ غرض سر محمد رفیق کے گھر اسوقت کافی چہل پہل تھی۔ رئیس وکیل بیرسٹر آئے ہوئے تھے سب کو چھوڑ چھاڑ مولانا صاحب کی خدمت میں رہنے لگے۔ مولانا صاحبؒ نے فرمایا ڈولی منگواؤ ہم حضرت کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کے مزار پر جائینگے فوراً ڈولی حاضر کی گئی مولانا صاحبؒ نے اپنے جوتے اتارے اور ڈولی میں بیٹھ گئے ایک خادم نے جوتے اٹھائے آپ نے منع فرمایا اور سر رفیق کو حکم دیا اسی وقت لپک کر سر رفیق نے جوتے اٹھا لیئے اور ڈولی کے ساتھ ساتھ چلنے لگے کہار جب تیز چلتے تھے تو ان کو پیچھے پیچھے دوڑنا پڑتا تھا۔ غرض اتنا بڑا آدمی۔ دلی شہر اور شادی کا موقعہ اس ہیئت سے دہلی کے بھرے بازار سے گذرتا ہوا حضرت شاہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادیؒ کے مزار اقدس پر اپنے شیخ کے ہمراہ پہنچا۔

Marfat.com